

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ
وَعَلَى آلِكَ وَاجْتَمَاعِكَ سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

فہرست نامہ کتاب

۱۸

۱۶۲

رشد ایمان

دورۃ
الحديث القرآن



نائب محدث اعظم شیخ الحدیث
رحمۃ اللہ علیہ
ابو محمد محمد عبدالرشید

لکھنؤ

کرمانوالہ پبلکیشنز

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

عَزِيزُ الْمَنِّ كُنُوزُهُ

الضَّلَاةُ وَالسَّالُونَ عَلَيْكَ سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ
وَعَلَى آلِكَ وَاصْحَابِكَ سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

رُشْدُ الْإِيمَانِ فِي دَوْرَةِ الْحَدِيثِ الْقُرْآنِ

لَفَاوِز

نائب مُحدثِ عِلْمِ شَيْخِ الْحَدِيثِ
رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ
أَبُو مُحَمَّدٍ عَمْدُ الْإِسْلَامِ شَيْخُ

كُرْمَانِ الْإِسْلَامِ شَيْخُ

Ph: 042 7249 515

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

جملہ حقوق بحق صاحبزادہ ابوالحسن محمد غوث رضوی محفوظ ہیں

نام کتاب	رُشد الایمان (جدید تخریج شدہ)
افادات	حضرت علامہ ابو محمد عبدالرشید قادری رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
تخریج	مولانا محمد کاشف اقبال مدنی 84017
پروف ریڈنگ	محمد عرفان بٹ قادری (ایم۔ اے انگلش)
کمپوزنگ	محمد نعیم قادری رضوی
اشاعت جدید	جون 2008
باہتمام	صاحبزادہ ابوالحسن محمد غوث قادری رضوی
تعداد	1100
ہدیہ	170

ملنے کے پتے

کرمانوالہ بک شاپ (لاہور) - علم دین پبلی کیشنز (لاہور)
مدرسہ غوثیہ رضویہ مظہر اسلام (فیصل آباد) - نور ایمان کتب خانہ (شیخوپورہ)
مکتبہ رشد الایمان (فیصل آباد) - ضیاء القرآن پبلی کیشنز (لاہور - کراچی)
شبیر برادرز (لاہور) - مکتبہ جمال کرم (لاہور) - مکتبہ اعلیٰ حضرت (لاہور)
دارالخلاص (پشاور) - اسلامک بک کارپوریشن (پنڈی)



الْصَّلَاةُ وَالشَّيْءُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ
وَعَلَى الْكَافَّةِ وَأَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ
صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ
هُوَ الْحَبِيبُ الَّذِي تُرْجَى شَفَاعَتُهُ
لِكُلِّ هَوْلِ مِنْ الْأَهْوَالِ مُقْتَحِمِ
مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْكَوْنَيْنِ وَالْثَّقَلَيْنِ
وَالْفَرِيقَيْنِ مِنْ عَرَبٍ وَمِنْ عَجَمِ
فَإِنَّ مِنْ جُودِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتْهَا
وَمِنْ عُلُومِكَ عِلْمُ النَّوْجِ وَالْقَلَمِ

کروروں دُرود

کعبے کے بدُالذی تم پہ کروروں دُرود
شافعِ روزِ جوا تم پہ کروروں دُرود
اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو نکلا
دل کرو ٹھنڈا مرا وہ کفِ پا چاند سا
تم ہو حفیظ و معیث کیا ہے وہ دشمن خبیث
گرچہ ہیں بے حد قصور تم ہو عفو و غفور
تم ہو شفاءِ مرض خلقِ خدا خود غرض
خلق تمہاری جمیل خلقِ تمہارا جلیل
طیبہ کے ماہِ تمام جملہ رُسل کے امام
خلق کے حاکم ہو تم رزق کے قاسم ہو تم
جائیں نہ جب تک غلامِ خلد ہے سب پر حرام
نہ سے کرم کی بھرن پھولیں نعم کے چمن
کیوں کہوں یکس ہوں میں کیوں کہوں بے بس ہو میں
کر کے تمہارے گناہ مانگیں تمہاری پناہ
ہم نے خطا میں نہ کی تم نے عطا میں نہ کی
کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے

طیبہ کے شمس الفیض تم پہ کروروں دُرود
دافعِ جملہ بلا تم پہ کروروں دُرود
جب نہ خدا ہی ٹھہرا تم پہ کروروں دُرود
سینہ پہ رکھ دو ذرا تم پہ کروروں دُرود
تم ہو تو پھر خوف کیا تم پہ کروروں دُرود
بخش دو جرم و خطا تم پہ کروروں دُرود
خلق کی حاجت بھی کیا تم پہ کروروں دُرود
خلق تمہاری گدا تم پہ کروروں دُرود
نوشہِ ملکِ خدا تم پہ کروروں دُرود
تم سے ملا جو ملا تم پہ کروروں دُرود
ملک تو ہے آپ کا تم پہ کروروں دُرود
ایسی چلا دو ہوا تم پہ کروروں دُرود
تم ہو میں تم پہ فدا تم پہ کروروں دُرود
تم کہو دامن میں آ تم پہ کروروں دُرود
کوئی کی سرورِ اتم تم پہ کروروں دُرود
ٹھیک ہو نامِ رضا تم پہ کروروں دُرود

فہرست

186	گانا حرام ہے	6	پیش لفظ
191	بے پردگی ناجائز ہے	7	تاثرات کتاب
196	جاندار کی تصویر حرام ہے	11	صاحب رشد و ہدایت
200	جنازہ کے بعد دعا	31	علم دین کی فضیلت
208	دفن کے بعد قبر پر اذان	39	ڈاڑھی کی اہمیت
220	ایصال ثواب اور فاتحہ کا ثبوت	44	عمامہ کی فضیلت
227	فاتحہ اور ختم	51	حضور سید عالم ﷺ نور ہیں
235	اذان کے اول آخر صلوٰۃ و سلام	60	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بے مثل ہیں
244	انگوٹھے چومنے کا ثبوت	71	کفار نے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اپنی مثل بشر کہا
251	امام کے پیچھے قرات منع ہے	75	تعارف امام اہلسنت علیہ الرحمۃ
254	آمین آہستہ کہنا	81	تقابل تراجم قرآن
256	رفع یدین منع ہے	88	دیوبندیوں و ہابیوں کی گستاخیاں
258	نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا	100	وہابیوں کی صحبت سے بچو
261	نماز میں لاؤڈ سپیکر کا استعمال ناجائز	113	حاضر و ناظر
263	بیٹھ کر اقامت سننے کا مسئلہ	124	علم غیب (۱)
266	تراویح میں رکعت	130	علم غیب (۲)
271	چالیس احادیث مبارکہ	136	علم غیب پر اعتراضات کے جوابات
292	تاثرات بروصال مبارک	146	اختیار اور شفاعت
		169	غیر اللہ سے امداد
		173	شان صحابہ علیہم الرضوان اور رد شیعہ

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بجہ تعالیٰ رشد و ہدایت کی تاباں کرنوں سے منور کتاب ”رشد الایمان“ کا دوسرا ایڈیشن آپ کے ہاتھ میں ہے۔ حضور سیدی و سندی نائب محدث اعظم، شیخ الحدیث ابو محمد محمد عبدالرشید (سمندری) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات بابرکات مرجع خلاق تھی اور لاتعداد تشنگان علوم دینیہ آپ سے فیض یاب ہوتے۔ علمائے اہل سنت و عوام اہل سنت کے قلوب میں آپ کی بڑی قدر و منزلت تھی جب کہ دشمنان دین آپ سے بغض و عناد اور حسد و عداوت رکھتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اعلاء کلمۃ الحق اور مسلک حقہ اہل سنت و جماعت سے برگشتگان کی اصلاح کی خاطر ہمیشہ کوشاں رہے اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ الرحمن کے اس پیغام کو بڑی شد وید کے ساتھ پہنچاتے رہے:

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے

سونے والو جاگتے رہو پھوروں کی رکھوالی ہے

آخر میں فقیر مناظر اسلام مولانا محمد کاشف اقبال مدنی کا نہایت ممنون ہے جنہوں نے بڑی وقت نظری و جانفشانی سے کتاب ہذا کی تخریج کی۔ اس کے ساتھ ساتھ میں جناب محمد عرفان بٹ صاحب کے قیمتی مشوروں نیز مولانا عبدالملک صاحب و جناب محمد سلیم جلالی صاحب کے خصوصی تعاون پر ان کا تہ دل سے شکر گزار ہوں۔ ان کے علاوہ اس کتاب کی اشاعت میں جن جن افراد نے حصہ لیا ان کے لیے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے جان و مال، علم و عمل، عزت و جاہ اور دینی و دنیاوی مقاصد میں خیر و برکت عطا فرمائے۔ آمین

باغ میں شکر وصل تھا ہجر میں ہائے ہائے گل

کام ہے ان کے ذکر سے خیر وہ یوں ہوا کہ یوں

فقیر ابوالحسن محمد غوث رضوی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ رضویہ رشیدیہ سمندری شریف

تاثرات

فیض ملت استاذ العلماء شیخ القرآن والحديث

حضرت مولانا الحاج ابوصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ تعالیٰ بہاولپور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ O

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ۔

حضور نبی پاک شہ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا العلماء وورثۃ النبیاء، علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں اور علماء کرام پر حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کوناز ہے۔ تبھی تو شب معراج حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا تمہاری امت میں غزالی رحمۃ اللہ علیہ جیسا کوئی عالم دین ہے! ہر دور میں امت کی اصلاح علماء کرام کے ہاتھوں رہی۔ جب علماء کرام دنیا میں نہ رہے قیامت قائم ہو جائے گی۔ ہمارے دور میں امت کی خوش بختی ہے کہ بے شمار علماء کرام اس کی اصلاح کے لیے کمر بستہ ہیں۔ منجملہ ان کے علامہ الحاج ابو محمد محمد عبدالرشید صاحب قادری رضوی مدظلہ ہیں (۱)۔

آپ حضرت محدث اعظم پاکستان علامہ محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نہ صرف ارشد تلامذہ میں سے ہیں بلکہ آپ کے خلیفہ مجاز بھی ہیں۔ آپ طویل عرصہ سے دینی خدمات اور اصلاح عقائد و اعمال پر خوب سے خوب تر کارنامہ سرانجام دے رہے ہیں۔

آپ نہ صرف عوام کے مصلح ہیں بلکہ سینکڑوں علماء کرام کے استاد بھی ہیں۔

(۱) تحریر ہذا حضرت صاحب کے وصال مبارک سے قبل کی ہے۔

فقیر کے دیرینہ کرم فرما ہیں۔ فقیر ان کی خدمات دیدیہ کا نہ صرف معترف بلکہ مداح بھی ہے۔
آپ نہ صرف لسانی اصلاح فرما رہے ہیں بلکہ آپ کی قلمی خدمات بھی نمایاں ہیں۔
آپ کی تصنیف ”رُشدُ الایمان“ میرے سامنے ہے۔ بالاستیعاب تو نہیں دیکھ
سکا۔ مختلف مقامات سے چند مضامین دیکھے ہیں جو کہ الحمد للہ خوب ہیں۔ اس کے پچیس
(۲۵) اسباق ہیں اور عقائد و اعمال و احکام پر مشتمل ہیں، ہر سبق قرآن و احادیث سے لبریز
ہے۔ چند اسباق فقیر نے بغور دیکھے تو محسوس ہوا کہ اسکے مضامین ایک مضبوط چٹان ہیں، یہ
نہ صرف عوام کو مفید ثابت ہو نگے بلکہ علماء کرام کیلئے بھی کام کی چیز ہیں۔ فقیر چونکہ ابھی
حریم طہیین زادہما اللہ تعالیٰ تشریفاً و تکریماً سے واپس ہوا، اس لیے طویل مضمون سپرد کرنے
کے بجائے اسی مختصر پر اکتفا کرتا ہے اور دعاء گو ہے کہ مولیٰ عز و جل حبیب رؤف ”رحیم صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل حضرت علامہ موصوف الصدر کی کاوش قبول فرما کر انکے لیے
آخرت کا توشہ اور عوام و خواص کے لئے مشعل راہ بنائے (آمین)

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری ابو صالح محمد فیض احمد

اویسی رضوی غفرلہ۔۔۔ بہاولپور، پاکستان

۲۵ جمادی الآخر ۱۴۲۲ھ

مناجات

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ

یا الہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہِ مشکل کشا کا ساتھ ہو
یا الہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو
شادی دیدارِ حسنِ مصطفیٰ کا ساتھ ہو
یا الہی گورِ تیرہ کی جب آئے سخت رات
ان کے پیارے منہ کی صبح جانفزا کا ساتھ ہو
یا الہی جب پڑے محشر میں شورِ داروگیر
امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو
یا الہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
صاحبِ کوثر شہِ جو دو عطا کا ساتھ ہو
یا الہی نامہ اعمال جب کھلنے لگیں
عیب پوشِ خلقِ ستارِ خطا کا ساتھ ہو
یا الہی رنگِ لائیں جب مری بے باکیاں
ان کی نیچی نیچی نظروں کی حیاء کا ساتھ ہو
یا الہی جو دُعائے نیک میں تجھ سے کروں
قدسیوں کے لب سے امین ربنا کا ساتھ ہو
یا الہی جب رضاِ خوابِ گراں سے سر اٹھائے
دولتِ بیدارِ عشقِ مصطفیٰ کا ساتھ ہو

نعت شریف

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ

سرور کہوں کہ نابک و مولیٰ کہوں تجھے
باغِ خلیل کا گلِ زیبا کہوں تجھے
جرماں نصیب ہوں تجھے امید کہ کہوں
جانِ مراد کان و تمنا کہوں تجھے
گلزارِ قدس کا گلِ رنگیں ادا کہوں
درمانِ درِ بلبل شیدا کہوں تجھے
صبحِ وطن پہ شامِ غریباں کو دُوں شرف
بیکسِ نوہر گیسوؤں والا کہوں تجھے
اللہ رے تیرے جسمِ منور کی تابشیں
اے جانِ جاں میں جانِ تجلا کہوں تجھے
مجرم ہوں اپنے عفو کا سماں کروں شہا
یعنی شفیع روزِ جزا کا کہوں تجھے
تیرے تو وصفِ عیبِ تنہا سے ہیں بری
حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے
کہہ لے گی سب کچھ اُن کے شاخواں کی خامشی
چُپ ہو رہا ہے کہہ کے میں کیا کیا کہوں تجھے
لیکن رضاؔ نے ختمِ سخن اس پہ کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

صاحبِ رشد و ہدایت

ترے غلاموں کا نقش قدم ہے راہِ خدا

وہ کیا بہک سکے جو یہ سُراغ لے کے چلے

نائبِ محدثِ اعظم، مخدومِ اہلسنت، رہبرِ شریعت و طریقت، منبعِ علم و فضلِ سیدی و
سندی و مرشدی حضرت علامہ الحاج ابو محمد محمد عبدالرشید صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بلا ریب فنا
فی الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منصب پر فائز تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا ہر ہر
لمحہ سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مظہر اور ہر ہر ساعت عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے معمور تھی۔

آپ کے والدِ محترم حضرت مولانا صوفی دین محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہایت
عبادت گزار، نیک بزرگ اور حضورِ قبلہ سیدی محدثِ اعظم قدس سرہ کے پیر بھائی تھے۔

آپ خاندانِ مغلیہ سے تعلق رکھتے تھے۔ سالِ ولادت غالباً ۱۳۴۸ھ تھا اور
آپ کا آبائی وطن ضلع گورداسپور (بھارت) ہے۔ پاکستان بننے پر لائلپور (فیصل آباد) کے
قریب گاؤں گڈیاں میں سکونت اختیار کی۔ وہاں کارخانہ قائم کیا اور اپنے والدِ محترم کے
ساتھ کام کرنے لگے۔ آپ کی طبیعت پر تقویٰ و پرہیزگاری اور روحانیت کا گہرا غلبہ تھا۔ نماز
و اذکار کی پابندی کرتے۔ ایک مرتبہ کسی کام سے لائلپور تشریف لائے۔ قبلہ محدثِ اعظم
قطبِ عالم علامہ محمد سردار احمد قدس سرہ کی زیارت کی۔ ان کی محبت دل میں اُتر گئی۔ والد
محترم کی اجازت سے جامعہ رضویہ میں داخلہ لیا اور تمام کاروبار چھوڑ کر تحصیلِ علم دین میں
شب و روز ایک کیا۔ سرکارِ محدثِ اعظم قدس سرہ کے دستِ حق پرست پر بیعت بھی ہوئے۔

قریباً گیارہ برس ان کی صحبت میں گزارے اور دورۂ حدیث و تفسیر تک تعلیم اور سلسلہ عالیہ قادریہ میں خلافت پائی۔

بعد ازاں شکر گڑھ کے علاقہ میں کچھ عرصہ تبلیغ دین کا کام کیا۔ پھر سمندری کی سرزمین کو منبع فیوض و برکات بنایا۔ حضور قبلہ مرشدی ان علماء عارفین میں سے تھے جنہوں نے اپنی زندگی مسلک اہلسنت و جماعت کی تبلیغ و اشاعت میں وقف کر رکھی تھی۔ علم و فضل میں شریعت مطہرہ کی زندہ تصویر تھے۔ آپ علیہ الرحمۃ زندگی کے ہر شعبہ میں متبع سنت، تصنع اور تکلف سے نفرت اور تواضع و انکساری سے محبت فرمانے والے تھے۔

اس پُر فتن دور میں جب کہ ہر طرف بد عقیدگی کی اندھیریاں اور طوفان زوروں پر ہیں اللہ کے محبوب ﷺ کے حقیقی نائب سیدنا امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ اور آپ کے صحیح متعلقین ہیں۔ امام احمد رضا کے لشکر کے سپاہیوں میں سے ہمارے اس زمانہ حال میں اسی دینی فریضہ کو باحسن طریقے سے سرانجام دینے والے ہمارے شیخ طریقت نائب محدث اعظم پاکستان نقشہ اعلیٰ حضرت سراج العارفین زینت الاولیاء حقیقی پاسبان مسلک رضا بلکہ فنا فی الرضا حامی سنت ماحی بدعت حضرت مولانا ابو محمد محمد عبدالرشید صاحب قادری رضوی علیہ الرحمۃ ہیں۔ سیدی و مرشدی حضرت مولانا ابو محمد محمد عبدالرشید قادری رضوی علیہ الرحمۃ نے اپنی ساری زندگی عشق مصطفیٰ ﷺ کا درس دیا اور عظمت مصطفیٰ ﷺ کے خلاف اٹھنے والے ہر فتنہ کی ہر ممکن سرکوبی فرمائی، دین متین کے تمام دشمنوں کے خلاف زبردست جہاد فرمایا اور کبھی بھی اپنے موقف میں نرمی نہ دکھائی، ہر طرح کی تکالیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا مگر بد مذہبوں سے کوئی سمجھوتہ نہ کیا۔

سیدی مرشدی نائب محدث اعظم مولانا ابو محمد محمد عبدالرشید قادری رضوی صاحب

علیہ الرحمۃ کو جب بھی پتہ چلتا کہ فلاں علاقے میں فلاں باطل فرقے والے اہل سنت کے حق مذہب پر حملوں میں مصروف ہیں تو بے چین ہو جاتے اور جب تک ان کی سرکوبی کی صورت نہ نکلتی بے چینی کی کیفیت جاری رہتی۔ میں نے حضور والا کو ہر وقت عظمت مصطفیٰ ﷺ کے فروغ اور دشمنان مصطفیٰ ﷺ کی سرکوبی کی سوچ و بچار میں دیکھا بلکہ اگر میں یہ کہوں کہ اللہ تعالیٰ جل مجدہ الکریم نے یہ شیر (مولانا ابو محمد محمد عبدالرشید) اپنے محبوب سید الانبیاء باعث تخلیق کائنات ﷺ کے دشمنوں اور باغیوں کے رد کے لیے پیدا کیا تھا جس کی رگ رگ میں رضا کے نیزے کی برق باریاں دوڑ رہی تھیں تو اس میں کوئی مبالغہ نہ ہوگا۔

شکر گڑھ کے علاقے میں پہلے بد مذہبوں دیوبندیوں و ہابیوں نے اپنا تسلط جما رکھا تھا اور وہ سادہ مزاج لوگوں کے ایمان سے کھیل رہے تھے۔ اہل سنت و جماعت کی ایک ہی مرکزی جامع مسجد تھی جس میں بھی صلح کلی علماء کا دخل رہتا تھا اور باقی تمام مساجد پر دیوبندیوں و ہابیوں نے قبضہ جما رکھا تھا۔ وہابیوں نے اپنے مولوی خداداد اور دیوبندیوں نے اپنے مولوی عبدالجید کی سرپرستی میں اپنے مسالک کے فروغ کا کام بڑی تیزی سے شروع کر رکھا تھا مگر دوسری طرف اہل سنت و جماعت کی طرف سے کوئی عالم دین ایسا وہاں موجود نہ تھا جو وہابیوں دیوبندیوں کا منہ بند کرتا اسی لیے وہابیہ دیوبندیہ نے اہل سنت پر حملوں کی بھرمار کر رکھی تھی۔ اس خطرناک اور سنگین صورت حال کو دیکھتے ہوئے بعض دردمند سنی حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ آف گجرات کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ساری صورت حال عرض کی۔ قبلہ مفتی صاحب کے مشورہ سے شیخ القرآن مولانا عبدالغفور ہزاروی علیہ الرحمۃ نے جس مرد قلندر کو فتنوں کی سرکوبی کے لیے مقرر کیا وہ مولانا ابو محمد محمد عبدالرشید صاحب علیہ الرحمۃ تھے۔ حضرت شیخ القرآن علیہ الرحمۃ کے حکم مبارک پر

رمضان المبارک 1962ء میں خطبہ جمعہ کے لیے حضرت مولانا ابو محمد محمد عبدالرشید صاحب علیہ الرحمۃ شکر گڑھ تشریف لائے۔ آپ نے اپنے پہلے خطاب ذیشان میں ہی دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دیا۔ عوام الناس نے آپ کی زبان کی تاثیر اور احقاق حق اور ابطال باطل دیکھا تو آپ کے گرویدہ ہو گئے اور لوگوں نے آپ کو باصرار مستقل قیام شکر گڑھ کے لیے راضی کر لیا۔ آپ نے شکر گڑھ میں مسلک اہل سنت و جماعت کو خوب اجاگر کیا اور امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کی فکر کی ترویج و اشاعت فرمائی۔ دیوبندیوں و ہابیوں کا دلائل سے خوب پوسٹ مارٹم کیا، ان کے عقائد و نظریات سے عوام الناس کو باخبر کیا، کسی بھی بد مذہب خواہ وہ دیوبندی ہو یا وہابی یا قادیانی یا شیعہ یا کوئی صلح کلی کی کبھی بھی کوئی رعایت نہ کی بلکہ ان کی ہر طرح سے تردید کی۔ صورت حال یہ ہو گئی کہ وہابیہ دیوبندیہ پر آپ کے نام سے کپکپی طاری ہو جاتی تھی۔ کوئی بھی بد مذہب آپ کے مقابلے میں آنے کی جرات نہ کرتا تھا۔ شہید اہل سنت حضرت مولانا اکرم رضوی علیہ الرحمۃ ایک شعر پڑھا کرتے تھے تو اس شعر کے مصداق آپ بھی بنتے ہیں وہ شعر یہ ہے:

شیر بر خدا نے مجھ کو بنایا۔ ایسا

بد مذہبوں کے میں نے چھلکے چھڑا دیے ہیں

اس صورت حال میں آپ کو کئی صبر آزما مراحل سے گزرنا پڑا۔ کئی مصائب و آلام آئے مگر آپ نے زندگی کے ہر موڑ پر پوری استقامت کا مظاہرہ فرمایا اور اللہ کے محبوب ﷺ اور صحابہ کرام اہل بیت عظام کے دشمنوں سے کبھی سمجھوتہ نہ کیا اور کبھی درمیان میں مصلحت نہ آنے دی بلکہ مصلحت کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ آپ پر کئی مقدمات چلائے گئے مگر آپ کے قدم استقامت باکرامت میں کبھی لغزش نہ آئی اور بد عقیدہ لوگوں کا آپ نے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

ایک دفعہ شیعوں نے آپ پر مقدمہ کر دیا تو آپ ان کی کتابیں لے کر عدالت میں جلوہ فرما ہو گئے اور جج سے فرمایا کہ ان شیعوں سے کہو کہ ہماری بات نہیں مانتے نہ مانیں اپنے بڑوں کی کتابوں کو تو مان لیں۔ شیعوں نے بہت ہاتھ پاؤں مارے لیکن جج نے اس صورت حال میں آپ کی گفتگو سے متاثر ہو کر شیعہ سے کہا کہ تم حضرت مولانا صاحب کا جواب دو، جب تمہاری کتب ان کے مسلک کی تائید کر رہی ہے تو میں ان کو کیسے جھٹلا سکتا ہوں۔

تاریخ بغداد میں حدیث شریف ہے کہ: ”جو شخص اپنے دل میں بد مذہبوں سے بغض اللہ کی رضا کے لیے رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا دل نور ایمان سے بھر دیتا ہے۔“ حضرت شیخ طریقت مولانا ابو محمد محمد عبدالرشید صاحب قادری رضوی علیہ الرحمۃ کا اس حدیث مبارکہ پر بھی پورا پورا عمل تھا۔ ایک دفعہ آپ کی والدہ ماجدہ کے وصال کے موقع پر مشہور دیوبندی مولوی ضیاء الرحمن فاروقی اپنی سیاسی وجوہات کی بنا پر آپ کے ہاں فاتحہ و تعزیت کے لیے آیا مگر آپ نے اس سے کوئی تعزیتی کلمہ بھی قبول نہ فرمایا بلکہ اسے دیوبندیوں کے کفریات سے توبہ تائب ہونے کی تلقین کی اس طرح وہ ذلت و رسوائی کو سمیٹتا ہوا چلا گیا۔ یہ روایت مولانا قاری محمد حامد رضا صاحب کی ہے۔ شکر گڑھ کے علاقے میں اہل سنت کی پہچان اور بد عقیدہ دیوبندیت و ہابیت کا بطلان حضرت شیخ طریقت مولانا ابو محمد محمد عبدالرشید قادری رضوی علیہ الرحمۃ کا سنہری کارنامہ ہے۔

گو جرنوالہ میں بھی آپ نے احقاق حق اور ابطال باطل کا حق ادا فرمایا۔ یہاں بھی وہابی دیوبندی آپ سے بہت خائف تھے بلکہ کئی صلح کلی حضرات یہ کہنے لگے کہ مولانا صاحب تو ہر وقت بد مذہبوں کے ہی پیچھے پڑے رہتے ہیں۔ آپ اکثر تبلیغی سلسلہ میں مختلف

مقامات پر بھی تشریف لے جاتے اور وہاں بھی عقائد اہل سنت کو مضبوط دلائل سے ثابت فرماتے اور بد عقیدہ لوگوں کی حقیقت عوام الناس کے سامنے ظاہر فرماتے۔ آپ نے ہمیشہ خدا جل جلالہ و رسول ﷺ کے دشمنوں کا ناطقہ بند کیا اور اسی پر ساری زندگی گزاری۔

آپ نے ان بد عقیدہ لوگوں پر اتمام حجت اور عوام اہل سنت کے اطمینان اور اللہ اور اس کے رسول کو راضی کرنے کے لیے ان بد عقیدہ لوگوں سے متعدد مناظرے کیے اور ہر میدان میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح عطا فرمائی اور وہابی دیوبندی بھاگنے پر مجبور ہو گئے۔ خانوال کا مناظرہ اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے جو کہ اس وقت بڑا مشہور ہوا تھا۔ اسی طرح 468 گنبد نزدسمندری میں آپ نے دیوبندیوں سے بڑا زبردست مناظرہ فرمایا۔ اس مناظرہ میں دیوبندیوں کی کفریہ عبارات دکھلانا متعین تھا۔ آپ کے مد مقابل دیوبندی مولوی تھے مگر دیوبندیوں کو اس قدر ذلت ہوئی کہ دیوبندی مولویوں کو لکھنا پڑا کہ واقعی ان کی کتب میں کفریہ عبارات موجود ہیں۔ اس مناظرہ سے متاثر ہو کر سینکڑوں دیوبندیوں نے آپ کے دست حق پرست پر توبہ کی اور سنی ہونے کا اعلان کیا یہاں تک کہ جس مسجد میں مناظرہ ہوا تھا اس مسجد کا امام بھی دیوبندی تھا اس نے بھی قبول اسلام کا اعلان کر دیا۔

اس کے علاوہ بھی شیخ طریقت نائب محدث اعظم علیہ الرحمۃ نے بد مذہبوں سے متعدد مناظرے فرمائے جن میں بد عقیدہ وہابیوں دیوبندیوں شیعہوں کو ذلت آمیز شکست سے دو چار ہونا پڑا۔

لاہور کے قریب ایک گاؤں میں مشہور وہابی مولوی عبدالقادر روپڑی سے مسئلہ حاضر و ناظر پر مناظرہ ہوا۔ آپ نے ایک حدیث شریف پیش کی کافی رات گزر چکی تھی حدیث کا حوالہ صبح دکھانا طے ہوا۔ جب صبح ہوئی تو معلوم ہوا کہ وہابیہ نے راہ فرار اختیار کر لی

اور بھاگتے وقت یہ کہہ گئے کہ اگر مولانا ابو محمد محمد عبدالرشید صاحب حدیث دکھلا دیں تو کہہ دینا حدیث ضعیف ہے۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا کہ وہ حدیث کتنی ضعیف ہے جس نے روپڑی کو دوڑا دیا ہے۔ آپ روپڑی کو رو۔۔۔ پڑی فرمایا کرتے تھے۔

شیخ طریقت نائب محدث اعظم علیہ الرحمۃ نے ساری حیات طیبہ اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کے گستاخ بے ادبوں کے خلاف زبردست جہاد فرمایا۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ وہابیہ کے رد میں کوئی مصلحت آگئی ہو بلکہ کئی جگہ ایسا ہوتا کہ کسی گاؤں میں بد مذہبوں کی کثرت ہوتی جہاں بڑے بڑے علماء جانے سے گھبراتے وہاں بھی حضرت بخوشی تشریف لے جاتے اور وہاں بے خوف و خطر حق بات بیان فرماتے اگر کوئی روکتا کہ حضور مصلحت کا تقاضا یہ ہے کہ ان کا رد نہ کیا جائے تو آپ پہلے سے زیادہ بد مذہبوں کا رد فرماتے۔

ایک مرتبہ شکر گڑھ کے قریب ایک گاؤں میں شیعہ ملعونہ کے ردِ بلیغ کے لیے تشریف لے گئے تو وہ مسلح ہو کر مسجد میں آگئے۔ سنی تعداد میں تھوڑے تھے شیعہ زیادہ تھے لہذا سنی کھسکنا شروع ہو گئے یہاں تک کہ حضور والا بیان فرماتے ہوئے اکیلے رہ گئے اور شیعہ کا شدید ردِ بلیغ کیا۔ شیعہ نے مداخلت کی کوشش کی حضور والا نے دشمنانِ صحابہ کو لاکر کر فرمایا کہ مجھے حضور سید عالم ﷺ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی عظمت کی خاطر موت بھی قبول ہے اور ایسی موت شہادت ہے اور یاد رکھو فقیر موت سے ہرگز نہیں ڈرتا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور حضور سید عالم ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے آپ محفوظ و مامون رہے اور ان شیعہ میں آگے بڑھنے کی جرأت پیدا نہ ہوئی اور وہ مبہوت ہو کر چلے گئے۔ اسی طرح شیعہ کے رد کے لیے آپ ایک گاؤں میں تشریف لے گئے وہاں بھی شیعہ کی اکثریت تھی آپ نے بیان شروع کیا تو شیعہ نے پولیس کو بلوایا۔ پولیس آفیسر نے کہا کہ مولوی صاحب تقریر

بند کردو۔ فرمایا فقیر اپنا بیان جاری رکھے گا تم فقیر کی تقریر لکھو اور اپنی عدالت میں میرے خلاف مقدمہ کردو فقیر کو اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ پولیس کی مداخلت کے باوجود آپ نے شیعہ کے رد میں تین گھنٹے خطاب فرمایا۔

محترم محمد قاسم عطاری صاحب نے فقیر سے بیان کیا کہ نئی سمندری میں وہابیہ نے بڑا شور مچا رکھا تھا۔ حضور والا نائب محدث اعظم علیہ الرحمۃ کبھی کبھار وہاں نماز فجر کے بعد درس دینے کے لیے تشریف لے جاتے۔ ایک دن وہابیہ نے اپنے مولوی کو بلوایا۔ اس نے درس دینا شروع کیا حضور والا اپنے مدرسہ میں تشریف فرما تھے کسی نے اس کی اطلاع دی تو آپ فوراً تانگہ منگوا کر نئی سمندری تشریف فرما ہوئے اور سپیکر میں وہابیہ کا مدلل رد فرمایا۔ وہابیوں کے پاس حضرت کے دلائل کے جوابات کہاں تھے انہوں نے لاؤڈ سپیکر میں کہا کہ مولوی عبدالرشید مسجد سے باہر آؤ ہم تمہاری راہ میں تمہیں پکڑیں گے۔ وہابیہ مسلح ہو کر باہر بازار میں جمع ہو گئے ادھر لوگوں کا جم غفیر اکٹھا ہو گیا حضور والا نے تانگہ منگوایا اور اکیلے ہی تانگہ پر تشریف فرما کر واپسی کو روانہ ہوئے مگر کسی وہابی میں جرات نہ ہو سکی کہ آپ کے تانگے کو روک سکتا۔

حضور والا جہاں تشریف لے جاتے وہاں کی صورت حال کے پیش نظر بیان فرماتے۔ اگر بد مذہبوں کی تبلیغ و اشاعت کا سنتے تو وہاں پھر موضوع بھی بدل جاتا۔ اور صرف انہی بد مذہبوں کا رد کرتے۔ فقیر راقم الحروف نے کئی مواقع پر آپ کا ایسا ہی طرز گفتگو دیکھا ہے۔ سانگلہ ہل کے قریب کوٹلہ میں ایک جلسہ میں خطاب کے لیے حضور والا تشریف لے گئے۔ وہاں ایک وہابی نے سوال جواب شروع کر دیے تو آپ نے پورا بیان ذیشان ہی رد وہابیت پر فرمایا۔

شاہ کوٹ کے قریب اسلام نگر میں خطاب کے لیے تشریف فرما ہوئے تو لوگوں نے بتایا کہ یہاں وہابی اہل سنت پر فتوے بازی بڑی کرتے ہیں تو جلال میں آگئے اور پورا خطاب رد و ہابیت پر فرمایا اور وہابیوں کو جواب دینے کی جرأت نہ ہو سکی۔

ایک مرتبہ ایک بد مذہب نے کہا کہ مولوی عبدالرشید صاحب میرے پاس علم تو نہیں ہے میرے ساتھ بانہہ پکڑ لے جو جیت گیا وہ سچا ہوگا۔ آپ اس کے لیے بھی تیار ہو گئے اور فرمایا کہ مجھے یہ بھی منظور ہے مگر بد مذہب نے اس میدان سے بھی راہ فرار ہی میں اپنی عافیت سمجھی۔ (اے کاش! وہ اپنی بانہہ (بازو) پکڑا دیتا!)

لوگوں کے عرض کرنے پر جہاں تبلیغ دین اور مسلک اہل سنت کے دفاع کی ضرورت محسوس فرماتے تشریف لے جاتے۔ صرف سمندری شریف اور شکر گڑھ میں ہی نہیں بلکہ ہزاروں مقامات پر مسلک اہل سنت کے دفاع اور بد مذہبوں کے رد کے لیے تشریف لے گئے اور امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کے مسلک کی خوب ترویج فرمائی۔

شیخ طریقت نائب محدث اعظم علیہ الرحمۃ امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کے تو عاشق زار تھے اور امام احمد رضا کے مسلک کے حقیقی ترجمان اور پاسبان تھے۔ آپ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے فتاویٰ مبارکہ کے سامنے کسی کی بات کو اہمیت نہ دیتے تھے۔ سیدی امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ نے بد عقیدہ لوگوں سے عوام الناس کو جو باخبر کیا وہ امام احمد رضا کا ملت اسلامی پر بہت بڑا احسان ہے۔ امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ حضور سید عالم ﷺ کے وکیل کی حیثیت سے بد عقیدہ لوگوں کا رد فرماتے تھے اور آپ نے اپنی حیات طیبہ میں اسی کا درس دیا:

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہو چوروں کی رکھوالی ہے

نائب محدث اعظم شیخ طریقت مولا ابو محمد محمد عبدالرشید قادری رضوی علیہ الرحمۃ نے امام احمد رضا کی اسی فکر کی ترویج کے لیے نہ صرف جلسوں اور محافل میں بد مذہبوں کا رد و ابطال فرمایا بلکہ اس کے لیے انہوں نے جامعہ غوثیہ رضویہ مظہر اسلام سمندری بھی قائم فرمایا جس میں قرآن مجید، تفسیر، فقہ، حدیث، صرف و نحو وغیرہ کی خود بھی تدریس فرمائی اور ساتھ ساتھ عقائد کی بھی تصحیح فرماتے اور بد عقیدہ لوگوں کی نقاب کشائی فرماتے تھے تاکہ لوگ بد عقیدہ لوگوں سے ایمان محفوظ کر سکیں۔

آپ نے درس و تدریس کے ذریعے عظمت رسول ﷺ، عظمت صحابہ و اہل بیت کے دفاع کے لیے عظیم لشکر تشکیل دیا ہے۔ آپ کے شاگرد و مرید پورے ملک میں بلکہ دوسرے ممالک میں بھی اسی اہم فریضہ کو سرانجام دے رہے ہیں۔

جامعہ غوثیہ رضویہ مظہر اسلام سمندری شریف میں آپ نے تبلیغ دینی و مسلک اہل سنت کے فروغ و دفاع اور رد بد مذہبوں کے لیے سال میں دو دورے تجوید و قرأت کے مقرر فرمائے جس میں تجوید و قرأت کے علاوہ اصلاح عقائد اور رد بد مذہبوں پر خصوصی توجہ دیتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے شاگرد و ہابیوں کے خلاف ایک زبردست دفاعی فوج کی صورت میں ہر جگہ پھیلے ہوئے ہیں۔ نیز جب آپ لوگوں کو بیعت فرماتے تھے تو اس وقت تمام بد مذہب بد عقیدہ لوگوں کے سے بچنے کی تلقین فرماتے تھے۔

آپ تمام بد مذہبوں کا رد صرف اس لیے فرماتے تھے کہ یہ لوگ اللہ اور اس کے رسول کے دشمن ہیں۔ قارئین کرام! قابل غور بات یہ ہے کہ اس پُر فتن دور میں ہم صرف اپنی خاطر لڑتے ہیں مگر نائب محدث اعظم کی لڑائی اپنی خاطر نہیں تھی رسول اللہ ﷺ کی عظمت کی خاطر تھی۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ فقیر کسی کو گالی نہیں دیتا دشمنانِ مصطفیٰ ﷺ کو بے نقاب ضرور کرتا ہوں اگر یہ جرم ہے تو مجھے ہزار بار قبول ہے۔ قارئینِ کرام! غیرتِ ایمان اس بات کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی غیرتِ ایمان کی خیرات نائبِ محدثِ اعظم پاکستان سیدی مولانا ابو محمد محمد عبدالرشید قادری رضوی علیہ الرحمۃ کو بھی عنایت فرمائی تھی۔ اہل باطل اور بد عقیدہ لوگوں کے لیے ان کے ہاں کوئی لچک نہ تھی وہ بد عقیدہ اور بد مذہب لوگوں کے لیے سیدنا امام احمد رضا بریلوی اور سیدنا محدثِ اعظم پاکستان مولانا سردار احمد صاحب اور شیر بیشہ اہلسنت مولانا محمد حشمت علی صاحب علیہم الرحمۃ کا خنجر خونخوار تھے۔ چونکہ عشق و محبت رسول ﷺ ان کی زندگی کا جلی عنوان تھا اس لیے نائبِ محدثِ اعظم سیدی و مرشدی مولانا ابو محمد محمد عبدالرشید صاحب قادری رضوی علیہ الرحمۃ نے نہ صرف وہابیوں دیوبندیوں شیعوں اور قادیانیوں کے خلاف جہاد کیا بلکہ ان لوگوں کا بھی سرعام شدید رد کیا جو دشمنانِ مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ پیار و محبت کے ساتھ میل و جول رکھتے تھے۔ انہوں نے ایسے نام نہاد سنی حضرات سے بھی تعلق رکھنا گوارا نہ فرمایا جن پر دشمنانِ دین کا سایہ پڑ چکا تھا۔ شیخ الحدیث مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب کا کہنا ہے سچی بات یہ ہے کہ صلحِ کلیت بہت آسان ہے مگر مولانا صوفی ابو محمد محمد عبدالرشید قادری رضوی ہونا اور **ونخلع ونترک من یفجرک پر حرف بحرف عمل کرنا بہت مشکل کام ہے۔**

جس طرح سیدی محدثِ اعظم پاکستان مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد علیہ الرحمۃ نے صلحِ کلیت کا شدید ردِ بلغ فرمایا، کسی بد عقیدہ سے کبھی ہاتھ نہ ملایا، کسی بد عقیدہ کی محافل کو رونق نہ بخشی، کسی بد عقیدہ کی اولاد کے نکاح نہ پڑھائے، کسی بد عقیدہ کے ساتھ مخلوط جلسوں میں تشریف فرمانہ ہوئے، ہمیشہ یہی فرماتے رہے کہ فقیر ایسے مخلوط جلسوں کی صدارت نہیں

کرتا بلکہ سدا رد کرتا ہے آپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے نائب محدث اعظم پاکستان سیدی مولانا ابو محمد محمد عبدالرشید قادری رضوی صاحب علیہ الرحمۃ نے بھی صلح کلیت کے خلاف علم جہاد بلند فرمایا، ساری حیات طیبہ اسی کو اپنایا اور آپ کی صداقت و استقامت میں کوئی فرق نہ آیا۔ کوئی سنی ملتا تو بخوشی اس سے ملتے کوئی وہابی دیوبندی ملتا تو اس سے ہاتھ نہ ملاتے، بد عقیدہ لوگوں سے میل جول کے سخت خلاف تھے اور یہی غیرت ایمانی کا تقاضا ہے۔ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی صاحب نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ مولانا عبدالرشید اپنے مسلک اور عقیدے میں اتنے مضبوط اور ٹھوس نظریہ کے مالک تھے کہ جس نے بھی کسی بد عقیدہ سے معمولی بھی تعلق رکھا اس سے بھی میل جول اپنی غیرت ایمان کے منافی سمجھتے تھے۔

1977ء کے قومی اتحاد کے موقع پر بڑے بڑے نام نہاد علماء اس صلح کلیت کی رو میں بہہ گئے مگر سیدی نائب محدث اعظم علیہ الرحمۃ اس وقت بھی اپنے موقف پر ڈٹے رہے۔ اس موقع پر آپ ان لوگوں کے رد میں ”رشد رضا“ اور ”قومی اتحاد سے عدم موافقت کا سبب“ نامی کتب تصنیف فرمائیں جو اس وقت شائع بھی ہوئیں۔

آپ نے رد صلح کلیت پر مجاہد اسلام ضیغم اہل سنت مولانا محمد حسن علی رضوی صاحب مدظلہ العالی کی تصنیف لطیف ”گستاخوں سے اتحاد و اشتراک“ شائع فرمائی۔ یہ رسالہ اس وقت شائع کیا جب ملی یکجہتی کونسل جو کہ حقیقت میں ملی جلی کونسل تھی بنائی گئی تھی۔

آپ ساری حیات طیبہ میں فرماتے رہے کہ بد عقیدہ کی صحبت ہزار علانیہ کافر کی صحبت سے مضر ہے، ان کی صحبت سے ایمان کے ضیاع کا اندیشہ ہے اس لیے کہ شرح الصدور میں امام جلال الدین سیوطی الشافعی علیہ الرحمۃ نے نقل فرمایا ہے کہ ایک شخص حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے دشمن شیعہ کے پاس بیٹھا کرتا تھا اس کا آخری

84017

وقت آیا عزیز اقرباء نے کلمہ شریف کی تلقین کی تو کہنے لگا کہ میں کلمہ شریف نہیں پڑھ سکتا اس لیے کہ یہ دو فرشتے ڈنڈے لے کر کھڑے ہیں اور کہتے ہیں کہ تو زندگی میں سیدی عالمگیری رحمۃ اللہ علیہ کے صحابہ کرام کے دشمنوں کے ساتھ مجالست کرتا رہا اب تو کلمہ نہیں پڑھ سکے گا۔

(شرح الصدور، ص: ۲۲)

آپ نے ان لوگوں کا بھی رد کیا جو ان دشمنان دین کو کافر قرار نہ دیتے تھے، ان کی دشمنی رسول کے باوجود ان کو مسلمان قرار دیتے تھے اور ان دشمنان دین اور عاشقان مصطفیٰ کو ایک ہی صف میں کھڑا کرنا چاہتے تھے کہ جی سب مسلمان ہیں کلمہ گو ہیں۔ ایسے فتنہ پرور لوگوں کا بھی سیدی مرشدی نے شدید ردِ بلیغ فرمایا اور ان میں پروفیسر طاہر القادری، پیر کرم شاہ، بھیروی، سائیں عبدالغفار، مٹھاپیر، صوفی برکت سالار والا، اور ریاض احمد گوہر شاہی وغیرہ شامل ہیں۔

صوفی برکت علی سالار والا کے رد میں فقیر کی کتاب خطرہ کی لال جھنڈی جب مکتبہ رضائے مصطفیٰ سے شائع ہوئی تو فقیر پر بہت خوش ہوئے اور سمندری شریف میں عرس مجدد اعظم کے موقع پر یہ کتاب پہلی دفعہ لائی گئی تو اس وقت مجمع عام میں تقریباً نصف گھنٹہ فقیر کو دعائیں دیتے رہے اور کتاب مذکورہ کی تعریف فرماتے رہے۔

قارئین کرام! یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے اور اس سے انکار گویا دن کے وقت سورج کی دھوپ کے عین عروج کے وقت سورج کے طلوع ہونے سے انکار کرنے کے مترادف ہے کہ جس قدر اہل سنت و جماعت کو نقصانِ صلحِ کلیت کے اس فتنہ نے پہنچایا ہے شاید دوسری طرف سے ایسا نقصان اہل سنت کو نہ پہنچا ہو۔ اے کاش ہمارے علماء و مشائخ اس پر غور فرمائیں اور سیدنا امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ اور سیدی محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد علیہ الرحمۃ کے نقش قدم پر چلیں اس لیے کہ بد عقیدہ لوگوں کے ساتھ مجالست وغیرہ

انے کاش ہمارے علماء و مشائخ وقت کی اس نزاکت کو محسوس کریں اور صلح کلیت کے اس فتنہ عظیمہ کے خلاف جہاد کریں اور ایسے تمام صلح کلی فتنوں سے ہر خاص و عام کو باخبر کریں۔ اس میں اہل سنت و جماعت کی بقا ہے اور ہمارے اکابر کی یہی فکر ہے۔ دشمن رسول مولوی غلام اللہ پنڈوی مرتا ہے تو چہرہ بگڑ جاتا ہے منہ دکھلانے کے قابل نہیں رہتا حوالہ محفوظ ہے مگر جو لوگ اللہ اور رسول ﷺ کے دشمنوں کے ساتھ برسرِ پیکار رہتے ہیں ان کے خلاف جہاد کرتے ہیں ان کی بے ایمانی کی نقاب کشائی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس دنیا میں بھی ان کی عظمتوں اور رفعتوں کے چرچے فرما دیتا ہے۔ بڑی مشہور حدیث شریف ہے کہ اعمال کا دار و مدار خاتمہ پر ہوتا اور کہا قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ان عظیم ہستیوں کے وصال باکمال جس شان و شوکت سے ہوتے ہیں چند ایک واقعات درج کیے جا رہے ہیں تاکہ ہمیں اس عظیم فکر کی اہمیت کا پتہ چل سکے۔

(۱) وہابیوں کے مولوی ابوالکلام آزاد کے والد مولانا خیر دین علیہ الرحمۃ بڑے متصلب سنی تھے اور وہابیہ کے شدید مخالف تھے یہاں تک کہ خود مولوی ابوالکلام آزاد نے اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے کہ میرے والد مولانا خیر دین صاحب فرماتے تھے کہ گمراہی کی منزل پہلے وہابیت ہے اس کے بعد نیچریت وغیرہ ہے۔۔۔۔۔ رات کو چوہے گھر میں

مارتے ہیں صبح اُٹھ کر کہتے اتنے وہابی مار دیئے ہیں اور ان کا مشہور شعر ہے:

وہابی بے حیا جھوٹے ہیں یارو
تڑا تڑا جوتیاں تم ان کو مارو

اس قدر وہابیہ کے مخالف و معاند تھے جب ان کا وصال باکمال کا وقت آیا تو ان کے مریدین ان کے قریب بیٹھ کر سورۃ یسین شریف کی تلاوت شروع کرتے ہیں تو مولانا خیر دین صاحب فرماتے ہیں کہ میں خود اس کی تلاوت کروں گا، سورۃ یسین شریف کی تلاوت خود فرمائی۔ جب اس آیت پر پہنچے ”یلیت قومی يعلمون بما غفر لی ربی وجعلنی من المکرمین“ تو آنکھیں بند کر لیں دونوں گھٹنے دراز کر دیئے دس پندرہ منٹ بعد جسم کو سخت لرزا ہوا اور وضال باکمال فرما گئے۔ ان کے نماز جنازہ کا اتنا بڑا مجمع تھا کہ کلکتہ میں اتنا مجمع کبھی نہ ہوا تھا۔ مغرب کے بعد جنازہ اٹھایا گیا تمام سڑکیں پر ہو گئیں ناکے بند ہو گئے حالت یہ ہوئی کہ گھنٹوں تک صرف لوگوں کے ہاتھوں پر ہی جنازہ جاتا رہا کاندھے پر رکھنے کی نوبت ہی نہ آئی رات کے بارہ بجے تک پانچ مرتبہ نماز جنازہ پڑھی گئی اس کے بعد چھٹی بار نماز جنازہ کے لیے اور ہزاروں لوگ آگئے بڑی سخت کوشش کے بعد ان کی تدفین کی گئی۔

(۲) سیدنا محدث اعظم پاکستان آفتاب علم و حکمت منبع رشد و ہدایت حضرت مولانا محمد سردار احمد صاحب علیہ الرحمۃ کے جنازہ مبارکہ کو ہزاروں لاکھوں اپنوں اور بیگانوں نے دیکھا معلوم ہوتا تھا کہ کسی عاشق رسول ﷺ کا جنازہ جارہا ہے۔ جنازہ پر انوار و تجلیات کا نزول ہو رہا تھا اور اس کا مشاہدہ لوگوں نے خود کیا ہے اخبارات پر یہ خبریں ریکارڈ میں اب بھی محفوظ ہیں۔

(۳) شیر اہل سنت مجاہد اسلام مولانا مفتی محمد عنایت اللہ صاحب علیہ الرحمۃ آف سائنگلہ بل نے وصال باکمال سے قبل وصیت فرمائی تھی کہ میرے وصال کے بعد میرا جنازہ چوک میں رکھنا اور اعلان کرنا اے نبی کے دشمنو! دیکھو رسول اللہ ﷺ کا ایک عاشق دنیا سے جا رہا ہے اس کا چہرہ دیکھ لو۔ ہزاروں لوگوں نے دیکھا کہ مولانا کے چہرہ انور پر انوار و تجلیات کی برسات ہو رہی ہے۔

(۴) شہید ناموس رسالت مولانا محمد اکرم رضوی صاحب آف کامونگی علیہ الرحمۃ کی شہادت کے بعد ہزاروں لوگوں نے دیکھا کہ آپ کے چہرہ انور پر نور کی بارش ہو رہی ہے اس کے باوجود کے شدت کی گرمی تھی اور جب جنازہ کی نماز پڑھی جانے لگی تو آسمان پر بادل چھا گئے اور ٹھنڈی ہوا چلنے لگی۔

(۵) اور پھر ہمارے شیخ طریقت نائب محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا ابو محمد محمد عبدالرشید صاحب قادری رضوی علیہ الرحمۃ کا وصال باکمال بہت عظمتوں، رفعتوں اور شان و شوکت سے ہوا۔ اکثر احباب نے فقیر کو بتایا کہ آپ علیہ الرحمۃ نے اپنے آخری جمعۃ المبارک کے خطبہ میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کے یہ اشعار مبارکہ نہایت تکرار کے ساتھ پڑھے:

لحد میں عشق رخ شہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

جان دے دو وعدہ دیدار پر
نقد اپنا دام ہو ہی جائے گا

قبر میں لہرائیں گے تا حشر چشمے نور کے
جلوہ فرما ہوگی جب طلعت رسول اللہ ﷺ کی

خاک ہو کر عشق میں آرام سے سونا ملا
جان کی اکسیر ہے اُلفت رسول اللہ ﷺ کی

اللہ اکبر ان اشعار مبارکہ میں سفر آخرت کی طرف اشارہ ہے گویا ہمارے شیخ
طریقت اپنے نور فراست سے اپنے وصال باکمال اور قبر میں جلوہ گری کا مشاہدہ فرما رہے
تھے۔ جمعرات کو نماز عشاء کی ادائیگی باجماعت فرمائی صاحبزادہ محمد غوث رضوی نے فقیر کو
بتایا کہ حضور والا اور ادو وظائف سے فارغ ہو کر بستر پر لیٹ گئے۔ رات گیارہ بجے بلند آواز
سے کلمہ طیبہ ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ“ پڑھا اور پھر آہستہ آہستہ زبان سے حرکت
فرماتے رہے گویا بدستور کلمہ طیبہ کا ورد جاری تھا، کلمہ طیبہ کا ورد کرتے داعی اجل کو لبیک کہا
۔ تقریباً 18 گھنٹے بلا برف آپ کا جسد مبارک بالکل صحیح و سالم اور نہایت نرم رہا محسوس ہوتا
تھا کہ آپ فوت نہیں ہوئے سو رہے ہیں۔ جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا آپ کے چہرہ انور
پر مسکراہٹ بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ آخری دیدار کرنے والوں نے دیکھا کہ چہرہ مبارک پر
عجیب نورانیت اور لبوں پر مسکراہٹ تھی۔ آپ کے چہرہ مبارک کو دیکھ کر خلیفہ اعلیٰ حضرت
مولانا محمد جمیل الرحمن قادری علیہ الرحمۃ کا شعر زبان پر جاری ہو رہا تھا:

میں وہ سُنی ہوں جمیل قادری مرنے کے بعد

میرا لاشہ بھی کہے گا الصلوٰۃ والسلام

میں ہی نہیں متعدد علماء کہہ رہے تھے کہ آج مولانا ابو محمد محمد عبدالرشید صاحب کے

چہرے نے سارے ہی فیصلے کر دیے ہیں۔ جو لوگ کہتے تھے کہ جی یہ تو فلاں فلاں کے خلاف ہیں ہر وقت بد مذہبوں کے پیچھے ہی پڑے رہتے ہیں، حضرات! آج حضرت نائب محدث اعظم علیہ الرحمۃ کے چہرہ مبارک نے یہ فیصلہ کر دیا کہ جن لوگوں کا یہ رد کرتے تھے خدا و رسول کی بارگاہ میں ان بے دین اور صلح کلی لوگوں کا رد کرنا ہی محبوب تھا، وہ بے دین اور صلح کلی اسی کے لائق تھے۔ آپ کے جنازہ مبارک میں خود فقیر نے متعدد لوگوں سے کہا کہ دیکھو حضرت کے چہرہ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ مسلک امام احمد رضا ہی حق ہے اور جو امام احمد رضا کے خلاف تحقیق پیش کرتا ہے وہ تحقیق نہیں تجہیل ہے۔

آپ کے جنازہ مبارک کا اجتماع بھی عظیم تھا۔ سمندری کی تاریخ کا مہب سے بڑا جنازہ تھا۔ امام احمد بن حنبل کا قول اس پر صادق آتا ہے فرمایا ہمارے جنازے ہمارے اہل حق ہونے اور ہماری صداقت کی واضح دلیل ہیں۔

عرش پر دھوئیں مچیں وہ مومن صالح ملا

فرش سے ماتم اٹھے وہ طیب و طاہر گیا

آخر میں فقیر حضرت صاحب کے مریدین و متعلقین سے گزارش کرتا ہے کہ اور اسے حضرت صاحب کا پیغام ہی تصور فرمائیں کہ اس پر فتن دور میں بد عقیدگی کے طوفان اور گمراہی کی آندھیاں زوروں پر ہیں، وہابیت دیوبندیت شیعیت اور فتنہ عظیمہ صلح کلیت نے اہل سنت اور امام احمد رضا کے مسلک کے خلاف محاذ کھول رکھا ہے۔ آئیں آج ہم عہد کریں کہ اپنے حضرت صاحب کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ان تمام بد مذہبوں کے خلاف ہر ممکن جہاد کریں گے اور ان تمام فتنوں کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گے، سیدی امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کے فتاویٰ مبارک کے سامنے کسی ٹیڈی محقق کی جدید تحقیق کو ہرگز تسلیم نہ

کریں گے، مسلک امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی ترویج و اشاعت کے لیے سردھڑ کی بازی لگا دیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ خوش آئند بات یہ ہے کہ حضور سیدی شیخ طریقت قبلہ ابو محمد محمد عبدالرشید علیہ الرحمہ نے دورانِ حیات ظاہری عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغام کے فروغ اور مسلک شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ترویج کا جو بیڑا اٹھا رکھا تھا، انہیں کے نقش قدم کی پیروی کرتے ہوئے صلحاء کی ایک جماعت ہمہ تن شب و روز مصروفِ عمل ہے۔ نتیجہ ان کی پہلی کوشش کتاب رشد الایمان (جدید تخریج شدہ) کی صورت میں آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ علاوہ ازیں حضرت صاحب علیہ الرحمہ کی دیگر تصانیف بھی جلد ہی پوری آب و تاب کے ساتھ آپ کے پیش نظر ہوں گی۔ جب کہ کتاب مستطاب رشد الایمان کا ”گفٹ ایڈیشن“ و ”انگلش ایڈیشن“ بھی جلد منظر عام پر آ جائے گا۔ اس کے علاوہ حضرت صاحب علیہ الرحمہ کا قائم کردہ مدرسہ برائے طلباء و طالبات جس میں سالانہ دورہ تفسیر و حدیث و قرأت و تجوید کرایا جاتا تھا اب بھی پوری تابانیوں کے ساتھ رواں دواں ہے:

احمد رضا کے فیض کا در ہے گھلا ہوا

ہے قادری فقیروں کے جھنڈا گھڑا ہوا

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ صاحب سجادہ و سرپرست اعلیٰ جناب ابوالحسن محمد غوث رضوی صاحب نیز مدرسہ کے ناظم اعلیٰ پیر طریقت صاحبزادہ محمد نعیم احمد رضا صاحب اور حضرت صاحب کے جملہ شاگرد و خلفاء کے علم و عمل، جاہ جمال میں ہر آن ہر گھڑی اضافہ فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

(مولانا) محمد کاشف اقبال مدنی

شاہ کوٹ

منقبت بحضور مُرشد کامل ابو محمد محمد عبدالرشید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

تمنا ہے کہ محشر میں ترے سائے میں ہم آئیں
یقیناً اپنی قسمت پر بڑا پھر ہم بھی اترائیں
عطائیں دیکھ کر تیری؛ خطائیں جھوم اُٹھتی ہیں
ترے دامن کی وسعت میں مرے سب جرم کھوجائیں
حشر کی چلچلاتی دھوپ میں مُرشد ترا پرچم
وہاں بھی چوٹ پہ ڈنکے کی نعتِ مصطفیٰ گائیں
وہ زندہ ہیں، وہ زندہ ہیں، خدا کی قسم زندہ ہیں
مگر یہ راز کی باتیں فقط کچھ رازداں پائیں
وہ کہتے تھے کہ علمِ دین سکھو آخری دم تک
خیالوں میں مرے آکر بہت وہ اب بھی سمجھائیں
نبی کی عظمتوں پہ جان دینا ٹوٹنے سکھلایا
کہاں عبدالرشید اب آپ جیسا دوسرا پائیں
حیات و موت کے چکر میں دل اُلجھا سا رہتا ہے
مرے آقا مرے اُلجھے تصور کو بھی سلجھائیں
جُدائی ڈس رہی ہے ناگ بن کر تیرے شیدا کو
مرے مولا کسی شب میرے خوابوں کو بھی مہکائیں
عقیدت کے، محبت کے سبق کچھ آپ نے بانٹے
میری تنویر ہے یہ آرزو کہ سب وہ اپنائیں

از: ڈاکٹر تنویر احمد سبک آستانہ سمندری شریف

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝
الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى
سَيِّدِ الْعَالَمِينَ. وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ.

باب نمبر 1 علم دین کی فضیلت

آیات مبارکہ

(1) كُونُوا رَبَّانِيِّنَ بِمَا كُنتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنتُمْ تَدْرُسُونَ ۝

(پ: ۳، ع: ۱۶، آیت: ۷۹)

اللہ والے ہو جاؤ اس سبب سے کہ تم کتاب سکھاتے ہو اور اس سے کہ تم درس کرتے ہو۔
(کنز الایمان)

تفاسیر میں ہے کہ رَبَّانِيَّيْنِ (اللہ والوں) سے مراد علماء، فقہاء اور مدرسین ہیں۔

(2) إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ (پ: ۲۲، ع: ۱۶، آیت: ۲۸)

اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔

(کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن از اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ)

پتہ چلا خوف خدا جیسی عظیم دولت اہل علم کو نصیب ہوتی ہے۔

(3) يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ ط

(پ: ۲۸، ع: ۲، آیت: ۱۱)

اللہ تمہارے ایمان والوں کے اور اُن کے جن کو علم دیا گیا درجے بلند فرمائے گا۔

(کنز الایمان)

(4) وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا ۝

(پ: ۱۶، ع: ۱۵، آیت: ۱۱۳)

اور عرض کرو اے میرے رب مجھے علم زیادہ دے۔

مجالس الابرار میں ہے علم کے شرف، فضیلت اور اہمیت پر اللہ تعالیٰ کا اپنے نبی محترم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے فرمان مبارک (وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا) دلالت کرتا ہے۔

احادیث مبارکہ

(1) طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ

(ابن ماجہ، ص: ۲۰، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی، مشکوٰۃ، ص: ۳۴، شعب

الایمان، ج: ۲، ص: ۲۵۲، مجمع الزوائد، ج: ۱، ص: ۱۲۰، الجامع الصغیر فی احادیث

البشیر والنذیر علیہ الصلوٰۃ والسلام، ج: ۱، ص: ۵۴۲ از علامہ جلال الدین سیوطی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

علم دین حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے، (بلکہ دوسرے فرائض کی ادائیگی کا

انحصار بھی علم دین پر ہے)۔

(2) أَفْضَلُ الْعِبَادَةِ طَلَبُ الْعِلْمِ

(کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق علیہ الصلوٰۃ والسلام، از علامہ عبدالرؤف

المنادی قدس سرہ، ج: ۱، ص: ۳۵)

تمام عبادتوں میں سے افضل عبادت علم دین حاصل کرنا ہے، (کیونکہ علم دین

کے بغیر عبادت کما حقہ نہیں ہو سکتی)۔

(3) أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ أَنْ يُتَعَلَّمَ الْمَرْءُ الْمُسْلِمُ عِلْمًا ثُمَّ يُعَلِّمَهُ

أَخَاهُ الْمُسْلِمَ

(تفسیر درمنثور، ج: ۱، ص: ۳۳۸، جامع صغیر، ص: ۸۰ از علامہ سیوطی قدس سرہ)

تمام صدقوں میں سے افضل صدقہ یہ ہے کہ مسلمان شخص علم دین سیکھے پھر وہ علم

اپنے مسلمان بھائی کو سکھائے۔

(4) مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ مَشَى فِي رِيَاضِ الْجَنَّةِ.

(کنوز الحقائق، ج: ۱، ص: ۱۱۱)

جس نے علم دین طلب کیا (پڑھنا شروع کر دیا) وہ جنت کے باغات میں چل پڑا۔

(5) مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ تَكَفَّلَ اللَّهُ لَهُ بِرِزْقِهِ

(کنوز الحقائق، ج: ۱، ص: ۱۱۱)

جو شخص علم دین حاصل کرے اللہ تعالیٰ (دو جہان میں) اس کے (ظاہری

و باطنی) رزق کا ذمہ دار ہے۔

(6) طَالِبُ الْعِلْمِ تَبَسُّطُ لَهُ الْمَلَائِكَةُ أَجْنَحَتَهَا رِضًا بِمَا يَطْلُبُ

(الجامع الصغیر، ج: ۱، ص: ۳۲۴)

(سُنی) طالب علم دین جو شے طلب کرتا ہے اس سے راضی ہو کر فرشتے اس

طالب علم کے لیے اپنے پر بچھا دیتے ہیں۔

(7) طَالِبُ الْعِلْمِ بَيْنَ الْجُهَايِ كَالْحَيِّ بَيْنَ الْأَمْوَاتِ.

(الجامع الصغیر، ج: ۱، ص: ۳۲۴)

علم دین حاصل کرنے والا جاہلوں کے درمیان ایسے ہوتا ہے جیسے زندہ مردوں

کے درمیان ہوتا ہے۔

(8) مَنْ خَرَجَ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ حَتَّى يَرْجِعَ۔

(جامع ترمذی، ج: ۲، ص: ۹۵، جامع صغیر، ج: ۲، ص: ۴۶۹)

جو شخص علم دین سکھنے کے لیے نکلے وہ واپس آنے تک اللہ تعالیٰ کے راستے میں

ہوتا ہے۔

(9) إِذَا جَاءَ الْمَوْتَ لَطَالِبِ الْعِلْمِ وَهُوَ عَلَى هَذِهِ الْحَالَةِ مَاتَ

وَهُوَ شَهِيدٌ۔ (الجامع الصغیر، ج: ۱، ص: ۳۹، مجمع الزوائد، ج: ۱، ص: ۱۲۴)

جب طالب علم کو علم دین طلب کرنے کی حالت میں موت آئے تو وہ شہید ہوتا ہے۔

(10) مَنْ أَرَادَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى عِتْقَاءِ اللَّهِ مِنَ النَّارِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى

الْمُتَعَلِّمِينَ فَإِلَٰذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ ﷺ بِيَدِهِ مَا مِنْ مُتَعَلِّمٍ

يَخْتَلِفُ أَى يَذْهَبُ وَيَجِئُ إِلَى بَابِ الْعَالَمِ إِلَّا يَكْتُبُ

لَهُ بِكُلِّ قَدَمٍ عِبَادَةَ سَنَةٍ وَيَبْنِي لَهُ بِكُلِّ قَدَمٍ مَدِينَةً

فِي الْجَنَّةِ وَيَمْشِي عَلَى الْأَرْضِ وَالْأَرْضُ تَسْتَغْفِرُ لَهُ

وَيُمْسِي مَغْفُورًا لَهُ۔

(تفسیر روح البیان از علامہ اسماعیل حقی قدس سرہ، ج: ۱، ص: ۱۰۲)

جس شخص کا ارادہ ہو کہ ان لوگوں کو دیکھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے دوزخ کی آگ

سے آزاد کر دیا ہے تو اسے چاہیے کہ علم دین سکھنے والوں کو دیکھ لے، اس ذات کی قسم جس

کے قبضہ قدرت میں (حضرت) محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جان ہے جو کوئی طالب علم

(سُنی) عالم دین کے دروازے پر بار بار جاتا ہے یعنی جاتا اور آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے

لیے ہر قدم کے بدلے ایک سال کی عبادت لکھ دیتا ہے اور ہر قدم کے بدلے اس کے لیے جنت میں ایک شہر بناتا ہے اور وہ طالب علم زمین پر چلتا ہے تو زمین اس کی بخشش کی دعا کرتی ہے اور وہ اس حال میں شام کرتا ہے کہ بخشا ہوا ہوتا ہے۔

(11) النَّظْرُ إِلَى وَجْهِ الْوَالِدِ عِبَادَةٌ وَالنَّظْرُ إِلَى الْكَعْبَةِ الْمُكْرَمَةِ

عِبَادَةٌ وَالنَّظْرُ إِلَى الْمُصْحَفِ عِبَادَةٌ وَالنَّظْرُ إِلَى وَجْهِ

الْعَالَمِ عِبَادَةٌ مَنْ زَارَ عَالِمًا فَكَأَنَّمَا زَارَنِي وَمَنْ صَافَحَ

عَالِمًا فَكَأَنَّمَا صَافَحَنِي وَمَنْ جَالَسَ عَالِمًا

فَكَأَنَّمَا جَالَسَنِي وَمَنْ جَالَسَنِي فِي الدُّنْيَا أَجَلَسَهُ اللَّهُ

مَعِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ (روح البیان، ج: ۱، ص: ۱۰۲)

والد کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے، کعبہ مکرمہ کو دیکھنا عبادت ہے قرآن پاک کو دیکھنا عبادت ہے اور (سُنی) عالم دین کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے (فیضانِ سنت میں حدیث شریف اس طرح منقول ہے، اور عالم کے چہرے پر نگاہ کرنا تمام عبادتوں کی اصل ہے)، جس نے سُنی عالم کی زیارت کی تو گویا اُس نے میری زیارت کی، جس نے (سُنی) عالم سے مصافحہ کیا گویا اس نے مجھ سے مصافحہ کیا، اور جو سُنی عالم کے پاس بیٹھا تو گویا وہ میرے پاس بیٹھا اور جو دُنیا میں میرے پاس بیٹھا اللہ تعالیٰ اُسے قیامت کے دن میرے پاس بٹھائے گا۔

(12) مَنْ زَارَ بَيْتَ الْمُقَدَّسِ مُحْتَئِبًا أَعْطَاهُ اللَّهُ ثَوَابَ أَلْفِ

شَهِيدٍ وَحَرَّمَ اللَّهُ جَسَدَهُ عَلَى النَّارِ وَمَنْ زَارَ عَالِمًا

فَكَأَنَّمَا زَارَ بَيْتَ الْمُقَدَّسِ (روح البیان، ج: ۱، ص: ۱۰۲)

جس نے ثواب کی نیت سے بیت المقدس کی زیارت کی اللہ تعالیٰ اسے ہزار شہیدوں کا درجہ عطا فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ اس کا جسم دوزخ کی آگ پر حرام کر دے گا، اور جس نے (سُنی) عالم کی زیارت کی تو گویا اس نے بیت المقدس کی زیارت کی۔

(13) جُلُوسُ سَاعَةٍ عِنْدَ الْعَالِمِ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنْ عِبَادَةِ أَلْفِ سَنَةٍ.

(ذُرَّةُ النَّاصِحِينَ، ص: ۳۴)

(سُنی) عالم کے پاس ایک گھڑی بیٹھنا اللہ تعالیٰ کو ہزار سال کی عبادت سے زیادہ محبوب ہے۔

(14) إِذَا اجْتَمَعَ الْعَالِمُ وَالْعَابِدُ عَلَى الصِّرَاطِ قِيلَ لِلْعَابِدِ أَخْلِ الْجَنَّةَ وَتَنَعَّمْ بِعِبَادَتِكَ وَقِيلَ لِلْعَالِمِ قِفْ هُنَا فَاشْفَعْ لِمَنْ أَحْبَبْتَ فَإِنَّكَ لَا تَشْفَعُ لِأَحَدٍ إِلَّا شَفَعْتَ فَقَامَ مَقَامَ الْأَنْبِيَاءِ (عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ)

(الجامع الصغير، ج: ۱، ص: ۲۷)

جب (سُنی) عالم اور (سُنی) عابد پل صراط پر اکٹھے ہوں گے، عابد سے کہا جائے گا جنت میں داخل ہو جا اور جو عبادت تو کرتا تھا اس کے بدلے ناز و نعمت کی زندگی بسر کر اور عالم سے کہا جائے گا اس جگہ ٹھہر جا، جس سے تجھے محبت تھی اس کی شفاعت کر یقیناً تو جس کسی کی بھی سفارش کرے گا اس کے حق میں تیری سفارش قبول کی جائے گی، پھر وہ عالم دین نبیوں، رسولوں (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کے مقام پر کھڑا ہوگا۔

(15) مَنْ وَقَرَ عَالِمًا فَقَدْ وَقَرَ رَبَّهُ.

(کنوز الحقائق، ج: ۲، ص: ۱۲۱)

جس نے (سُنی) عالم کی عزت کی اُس نے اپنے رب تعالیٰ کی عزت کی۔

(16) **الْعَالَمُ سُلْطَانُ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ فَمَنْ وَقَعَ فِيهِ فَقَدْ هَلَكَ .**

(کنز العمال، ج: ۱۰، ص: ۱۳۴، الجامع الصغير، ج: ۱، ص: ۳۴۹)

(سُنی) عالم زمین میں اللہ تعالیٰ کی حُجّت (دلیل) ہوتا ہے۔ تو جو اس کی توہین

کرے یقیناً ہلاک ہوگا۔

(17) **مَنْ ابْتَغَى الْعِلْمَ لِيُبَاهِيَ بِهِ الْعُلَمَاءَ أَوْ يَمَارِيَ بِهِ السُّفَهَاءَ**

أَوْ تَقْبِلَ أَفْئِدَةُ النَّاسِ إِلَيْهِ فَالْإِنِّ النَّارِ

(الجامع الصغير، ج: ۲، ص: ۵۰۵، جامع ترمذی، ج: ۲، ص: ۹۵)

جو شخص اس لیے علم طلب کرے کہ علماء سے مقابلہ اور فخر کرے یا اس علم کے

ذریعے بے وقوفوں سے جھگڑے یا اس لیے کہ لوگوں کے دل اس کی طرف مائل ہوں تو ایسا

شخص دوزخی ہے۔

(18) **سَيَأْتِي زَمَانٌ عَلَى أُمَّتِي يَفْرُونَ مِنَ الْعُلَمَاءِ وَالْفُقَهَاءِ**

فَيَبْتَلِيهِمُ اللَّهُ بِثَلَاثِ بَلِيَّاتٍ أُولَاهَا يُرْفَعُ الْبَرَكَةُ مِنْ

كَسْبِهِمُ وَالثَّانِيَةُ يُسَلِّطُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا ظَالِمًا

وَالثَّالِثَةُ يَخْرُجُونَ مِنَ الدُّنْيَا بِغَيْرِ إِيْمَانٍ

(درۃ الناصحین، ص: ۲۴)

نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”عنقریب میری اُمت

پر ایک زمانہ آئے گا کہ لوگ علماء و فقہاء سے بھاگیں گے (کہیں گے وہ پابندیاں لگاتے ہیں

ان کے پاس نہ جاؤ) تو اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو تین بلاؤں میں گرفتار فرمادے گا، پہلی بلا یہ کہ

ان کی کمائی سے برکت اٹھا دی جائے گی، دوسری یہ کہ اللہ تعالیٰ ان پر ظالم حاکم مُسلط

کردے گا، اور تیسری بلا یہ کہ دنیا سے بے ایمان ہو کر مریں گے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)
بعض حکماء کا قول ہے علم تین حرف ہیں، عین، لام اور میم۔ عتین سے عین نکالی گئی
ہے، لطف سے لام، مُلک سے میم، تو عین صاحب علم کو عتین تک پہنچا دیتا ہے اور لام اسے
لطیف بنا دیتا ہے اور میم اسے مخلوق پر بادشاہ بنا دیتا ہے۔ (درۃ الناصحین، ص: ۲۳)

بٹتا ہے دو جہاں میں تیرے ہی گھر سے باڑا

لینا ہے سب کا شیوہ دینا ہے کام تیرا

(قبالہ بخشش از مولانا جمیل الرحمن مدظلہ العالی)

باب نمبر 2

ڈاڑھی کی اہمیت

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

(پ: ۲۱، ع: ۱۹، آیت: ۲۱)

بے شک تمہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی بہتر ہے۔

(کنز الایمان)

احادیث مبارکہ

(1) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَحْسَنَ النَّاسِ قَوَامًا وَأَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا وَأَطْيَبَ النَّاسِ رِيحًا وَالْيَنَ النَّاسِ كَفًّا وَكَانَتْ لَهُ جَمَّةٌ إِلَى شَحْمَةِ أُذُنَيْهِ وَكَانَتْ لِحْيَتُهُ قَدْ مَلَأَتْ مِنْ هَهُنَا إِلَى هَهُنَا أَمْرًا يَدِيهِ عَلَى عَارِضِيهِ

(تہذیب ابن عساکر، ج: ۱، ص: ۳۲۱ لمعة الضحیٰ، ص: ۱۹، فتاویٰ رضویہ، ج: ۱۰، ص: ۱۲۳)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک کی بناوٹ تمام جہان سے بہتر، چہرہ انور تمام عالم سے خوب تر، مہک سارے زمانہ سے خوشبو تر، ہتھیلیاں سب لوگوں سے نرم تر، بال کانوں کی لوتک، (پھر اپنے رخساروں پر اشارہ کر کے بتایا کہ) ریش مبارک (ڈاڑھی) یہاں سے یہاں تک بھری ہوئی تھی۔

(6) لَا تَمَثِّلُوا بِأَدْمِي وَلَا بِهَيْمَةٍ

(اسی مفہوم کیلئے بیہقی، ج: ۹، ص: ۱۹، جامع صغیر، ج: ۲، ص: ۱۸۹، ابوداؤد،

ج: ۱، ص: ۳۵۲، طبرانی، ج: ۱۱، ص: ۴۹، طحاوی، ج: ۳، ص: ۸۲، مسلم، ج: ۱، ص: ۸۲)

مشکل نہ کرو نہ کسی آدمی کو نہ چوپائے کو (یعنی ہاتھ پاؤں وغیرہ نہ کاٹو) ہدایہ میں ہے:

خَلَقَ الشَّعْرَ فِي حَقِّهَا مَثَلَةً كَخَلْقِ اللَّحْيَةِ فِي حَقِّ الرِّجَالِ

(کیمیائے سعادت، ص: ۱۴۰، احیاء العلوم، ج: ۱، ص: ۲۲۹، بحر الرائق، ج: ۸،

ص: ۱۳۱، تبیین الحقائق، ج: ۲، ص: ۱۳۰)

عورت کے سر کے بال مونڈنا اس کے حق میں مثلہ ہے جیسے مردوں کے حق میں

ڈاڑھی مونڈنا مثلہ ہے۔

کم از کم ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا واجب ہے اس سے چھوٹی کسی کے نزدیک حلال نہیں

حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی چاروں مذاہب میں ڈاڑھی ایک مشتمل رکھنا لازمی ہے۔ درمختار، فتح القدیر، بحر الرائق وغیرہ معتبر کتب فقہ میں لکھا ہے:

وَأَمَّا الْآخُذُ مِنْهَا وَهِيَ دُونَ الْقَبْضَةِ كَمَا يَفْعَلُهُ بَعْضُ الْمَغَارِبَةِ وَمُخَنِّئَةِ الرِّجَالِ فَلَمْ يُبَحِّه أَحَدٌ

(کیمیائے سعادت، ص: ۱۴۰، مرقات، ج: ۱، ص: ۴، فتح القدیر، ج: ۲، ص: ۷۷)

جب تک ڈاڑھی ایک مٹھی سے کم ہے اس میں سے کچھ لینا جس طرح کہ بعض

مغربی اور مخنث آدمی کرتے ہیں اسے کسی نے حلال نہیں کیا، اور سب لے لینا (یعنی بالکل

ہی منڈا دینا) آتش پرستوں، یہودیوں، ہندوؤں اور بعض فرنگیوں کا فعل ہے۔

سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ۔

(ابوداؤد، ج: ۲، ص: ۲۰۳، مسند امام احمد، ج: ۲، ص: ۵۰، جامع صغیر، ج: ۲،

ص: ۱۶۷، مشکوٰۃ ص: ۳۷۵)

یعنی جو شخص کسی قوم کی شکل بنائے وہ انہیں میں سے ہے۔ (اُس کا حشر انہیں

کے ساتھ ہوگا)۔

ایک مٹھی سے زائد ڈاڑھی کاٹ سکتے ہیں

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَأْخُذُ مِنْ لِحْيَتِهِ مِنْ عَرْضِهَا وَطُولِهَا

(ترمذی، ص: ۳۹۸، شعب الایمان، ج: ۵، ص: ۲۲۱، فتح القدیر، ج: ۲،

ص: ۷۶، ردالمحتار ج: ۲، ص: ۶۱۷، مرقات، ج: ۲، ص: ۲۹۸)

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی ڈاڑھی مبارک چوڑائی اور لمبائی میں

چھانٹ لیا کرتے تھے۔ (البنایہ شرح ہدایہ، ج: ۳، ص: ۳۴۶)

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِي كِتَابِ الْأَثَارِ أَخْبَرَنَا أَبُو حَنِيفَةَ

عَنِ الْهَيْثَمِ بْنِ أَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ (رَضِيَ اللَّهُ

تَعَالَى عَنْهُمَا) أَنَّهُ كَانَ يَقْبِضُ عَلَى لِحْيَتِهِ ثُمَّ يَقْصُ مَا

تَحْتَ الْقَبْضَةِ وَرَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ

(کتاب الآثار، ص: ۱۹۸)

محمد بن حسن نے کتاب الآثار میں فرمایا کہ ہمیں امام ابو حنیفہ نے حضرت ہیشم بن

ابی ہیشم سے خبر دی، انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ

بے شک حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنی ڈاڑھی کو مٹھی میں پکڑ لیتے تھے پھر جو

ڈاڑھی مٹھی سے نیچے ہوتی اسے کاٹ دیتے۔ اور اسے ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا۔

(باختلاف الفاظ یہ روایت موجود ہے۔ بخاری، ج: ۲، ص: ۸۷۵، ابوداؤد ج: ۱،

ص: ۳۲۱، کتاب الآثار لابن یوسف، ص: ۲۳۲، احیاء العلوم ج: ۱، ص: ۱۲۷، کتاب

الآثار امام محمد، ص: ۲۷، فتح القدیر، ج: ۲، ص: ۷۷، فتح الباری، ج: ۱۰، ص: ۲۸۸)

مسئلہ: ڈاڑھی منڈانے والا یا بخشی رکھنے والا یا کتر واکر حد شرع سے کم کرنے والا فاسق
معلن ہے، ایسے شخص کی امامت، اذان اور اقامت مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔

(شرح غنیۃ المستملی، ص: ۳۶۵، فتاویٰ امجدیہ، ج: ۱، ص: ۱۱۴، مراقی الفلاح،

ص: ۸۸، صرح فی اکثر کتب الفقہ)

ریش خوش معتدل مرہم ریش دل

ہلہ ماہ ندرت پہ لاکھوں سلام

عمامہ (پکڑی) کی فضیلت

تاج والے دیکھ کر تیرا عمامہ نور کا

سر جھکاتے ہیں الہی بول بالا نور کا (حدائق بخشش)

اللہ تعالیٰ کا فرمان عالیشان ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

(پ: ۳، ع: ۱۳، آیت: ۳۱)

اے محبوب تم فرما دو (علیک الصلوٰۃ والسلام) لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو

میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔ (کنز الایمان)

احادیث مبارکہ

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(1) **اَعْتَمُوا تَرْدَادُوا جِلْمًا وَالْعَمَائِمُ تَيَجَانُ الْعَرَبِ**

(ابن عدی بیہقی)

عمامہ باندھو تمہارا حلم (یعنی حوصلہ اور صبر) زیادہ ہوگا، اور عمامے عرب کے تاج ہیں۔

(شعب الایمان، ج: ۵، ص: ۱۷۶)

(2) **الْعَمَائِمُ وَقَارُ الْمُؤْمِنِ وَعِزُّ الْعَرَبِ فَإِذَا وَضَعْتَ الْعَرَبُ**

عِمَاءَ ثَمَهَا وَضَعْتَ عِزَّهَا (دیلی الفردوس، ج: ۳، ص: ۸۸)

عمامے مسلمان کا وقار اور عرب کی عزت ہیں تو جب عرب عمامے اتار دیں گے

اپنی عزت اتار دیں گے۔

(3) **فَرَقٌ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُشْرِكِينَ الْعَمَائِمُ عَلَى الْقَلَانِسِ**

(کنز العمال، ج: ۸، ص: ۱۸، ابوداؤد، ج: ۲، ص: ۲۰۸، ترمذی، مشکوٰۃ ص: ۳۷۴)

ہم میں اور مشرکوں میں فرق ٹوپوں پر عمامے ہیں۔

علامہ مناوی التیسیر شرح الجامع الصغیر میں اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

فَالْمُسْلِمُونَ يَلْبَسُونَ الْقَلَنْسُوَةَ وَفَوْقَهَا الْعِمَامَةُ أَمَّا

لِلْمُشْرِكِينَ وَحْدَهَا فَرِزُ الْمُشْرِكِينَ فَالْعِمَامَةُ سُنَّةٌ

مسلمان ٹوپیاں پہن کر اوپر سے عمامہ باندھتے ہیں، (عمامے سے نفرت کی بنا پر) تنہا

ٹوپی پہننا کافروں کی وضع ہے، تو عمامہ سنت ہے۔ (تیسیر شرح جامع صغیر ج: ۲، ص: ۲۶۹)

صرف پگڑی باندھنا کہ نیچے ٹوپی نہ ہو یہ بھی اسلامی طریقہ نہیں ہے۔

(4) لَا تَزَالُ أُمَّتِي عَلَى الْفِطْرَةِ مَا لَبِسُوا الْعِمَامَةَ عَلَى الْقَلَانِسِ

(دیلی الفردوس، ج: ۵، ص: ۹۳، کنز العمال، ج: ۸، ص: ۱۹)

میری امت ہمیشہ دین حق پر رہے گی جب تک وہ ٹوپوں پر عمامے پہنیں۔

(5) رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ عِمَامَةً فِي طَرَفِ إِشَارَةٍ كَرَّكَ فَرَمَايَا:

هَكَذَا تَيَجَانُ الْمَلَائِكَةُ (ابن شاذان کنز العمال، ج: ۱۵، ص: ۲۸۳)

فرشتوں کے تاج ایسے ہی ہوتے ہیں۔

(6) عَلَيْكُمْ بِالْعِمَامَةِ فَإِنَّهَا سِيَمَاءُ الْمَلَائِكَةِ وَأَرْخُؤْهَا خَلْفَ ظَهْرِكُمْ.

(المعجم کبیر طبرانی، ج: ۱۲، ص: ۳۸۳، کنز العمال، ج: ۸، ص: ۱۸، مشکوٰۃ،

ص: ۳۷۷، الخصائص الکبریٰ، ج: ۲، ص: ۲۰۹)

عمامے اختیار کرو کہ وہ فرشتوں کے شعار ہیں اور ان کے شملے پس پشت چھوڑو۔

(7) إِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى أَصْحَابِ

الْعِمَامَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (مجمع الزوائد، ج: ۲، ص: ۱۷۶، المعجم کبیر، طبرانی)

بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے جمعہ کے دن عمامہ باندھنے والوں پر درود بھیجتے ہیں۔

(8) الصَّلَاةُ فِي الْعِمَامَةِ تَعْدِلُ بِعَشْرِ أَلْفِ حَسَنَةٍ

(دیلی الفردوس، ج: ۲، ص: ۲۰۹)

عمامہ کے ساتھ نماز دس ہزار نیکی کے برابر ہے۔

(9) رَكْعَتَانِ بِعِمَامَةٍ خَيْرٌ مِّنْ سَبْعِينَ رَكْعَةً بِلا عِمَامَةٍ.

(مسند الفردوس، ج: ۲، ص: ۲۶۵)

عمامہ کے ساتھ دو رکعتیں بے عمامہ کی ستر رکعتوں سے افضل ہیں۔

(10) **الْعِمَامَةُ عَلَى الْقَلَنْسُوتِ فَضْلٌ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُشْرِكِينَ يُعْطَى بِكُلِّ**
كَوْرَةٍ يَذُورُهَا عَلَى رَأْسِهِ نُورًا. (کنز العمال، ج: ۱۵، ص: ۳۰۵)

ٹوپی پر عمامہ ہمارا اور مشرکین کا فرق ہے ہر چیچ کہ مسلمان اپنے سر پر دیگا اس پر

روز قیامت ایک نور عطا کیا جائے گا۔

(11) حضرت سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں، میں اپنے

والد ماجد عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حضور حاضر ہوا، اور وہ عمامہ باندھ رہے تھے،

جب باندھ چکے میری طرف التفات کر کے فرمایا **أَتَحِبُّ الْعِمَامَةَ** تم عمامہ کو دوست

رکھتے ہو میں نے عرض کی، کیوں نہیں فرمایا: **أَحِبَّهَا تَكْرَمُ وَلَا يَرَاكَ الشَّيْطَانُ إِلَّا**

وَلَّى، اسے دوست رکھو عزت پاؤ گے اور جب شیطان تمہیں دیکھے گا تم سے پیٹھ پھیر لے گا،

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ

صَلَاةُ تَطَوُّعٍ أَوْ فَرِيضَةٍ بِعِمَامَةٍ تَعْدِلُ خُمْسًا وَعِشْرِينَ صَلَاةً

بِلَا عِمَامَةٍ وَجُمُعَةٌ بِعِمَامَةٍ تَعْدِلُ سَبْعِينَ جُمُعَةً بِلَا عِمَامَةٍ.

میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ عمامہ کے ساتھ ایک

نماز نفل خواہ فرض بے عمامہ کی پچیس نمازوں کے برابر ہے اور عمامہ کے ساتھ ایک جمعہ بے

عمامہ کے ستر جمعہ کے برابر ہے۔

أَيُّ بَنِي إِبْرَاهِيمَ فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يَشْهَدُونَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مُعْتَمِنِينَ

فَيُسَلِّمُونَ عَلَى أَهْلِ الْعِمَائِمِ حَتَّى تَغِيْبَ الشَّمْسُ.

پھر ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا، اے فرزند عمامہ باندھ کہ فرشتے جمعہ کے دن

عمامہ باندھے آتے ہیں اور سورج ڈوبنے تک عمامہ باندھنے والوں پر سلام بھیجتے رہتے ہیں۔
(اسی مفہوم کے لیے دیکھئے کنز العمال، ج: ۸، ص: ۱۸، لسان المیزان، ج: ۳،
ص: ۲۴۴، ابن عساکر، ویلی، ج: ۳، ص: ۷۷، فتاویٰ رضویہ، ص: ۷۹، ج: ۳)

عمامہ کے آداب

عمامہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت متواترہ ہے جس کا
تواتر یقیناً سرحد ضروریات دین تک پہنچتا ہے ولہذا علماء کرام نے عمامہ تو عمامہ ارسال عذہ
یعنی شملہ چھوڑنا اس کی فرع اور سنت غیر مؤکدہ ہے اس کے ساتھ استہزا کو کفر ٹھہرایا۔
(فتاویٰ رضویہ، ج: ۳، ص: ۷۶)

پشت پر ڈھلکا سر، انور سے شملہ نور کا

دیکھیں موسیٰ طور سے اُترا صحیفہ نور کا

عمامہ شریف کھڑے ہو کر باندھا جائے، پیچ سیدھی جانب ہوں، سات ہاتھ سے
چھوٹا اور بارہ ہاتھ سے بڑا نہ ہو۔
(فتاویٰ رضویہ، فیضان سنت، ص: ۷۳۷)

نماز میں ننگے سر کی ممانعت

حضرت امام عبدالوہاب شعرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں:

كَانَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ بِسِتْرِ الرَّأْسِ
بِالْعِمَامَةِ أَوْ الْقَلَنْسُوَةِ وَيَنْهَى عَنْ كَشْفِ الرَّأْسِ فِي الصَّلَاةِ

(کشف الغمہ، ج: ۱، ص: ۸۵)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نماز میں عمامہ یا ٹوپی سے سر ڈھانپنے کا حکم فرمایا
کرتے تھے اور نماز میں ننگا سر کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔

رومال کے ساتھ نماز کا حکم

(ٹوپی کے اوپر) رومال اگر بڑا ہو کہ اتنے پیچ آسکیں جو سر کو چھپالیں (کم از کم تین) تو وہ عمامہ ہو گیا اور چھوٹا رومال جس سے صرف ایک دو پیچ آسکیں لیٹنا مکروہ ہے، اور بغیر ٹوپی کے عمامہ بھی نہ چاہیے نہ کہ رومال، حدیث میں ہے:

فَرَقُ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُشْرِكِينَ الْعَمَائِمُ عَلَى الْقَلَانِسِ
ہم میں اور مشرکوں میں ایک فرق یہ ہے کہ ہمارے عمامے ٹوپوں پر ہوتے ہیں۔ وَاللّٰهُ
تَعَالٰی اَعْلَمُ۔ (فتاویٰ رضویہ، ج: ۳، ص: ۴۱۸)

نماز پڑھتے ہوئے چادر سر پر اوڑھنی چاہیے

ابونعیم نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی:
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:
لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ اِلٰی قَوْمٍ لَا يَجْعَلُوْنَ عَمَائِمَهُمْ تَحْتَ
رِدَائِهِمْ يَعْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ (الفردوس، ج: ۵، ص: ۱۴۶)
اللہ تعالیٰ اس قوم کی طرف نظر رحمت نہیں فرماتا جو نماز میں اپنے عمامے اپنی
چادروں کے نیچے نہیں کرتے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج: ۳، ص: ۴۱۸)

سر کے بالوں کے متعلق مسئلہ

بالوں کی نسبت شرع مطہر میں صرف دو طریقے آئے ہیں ایک یہ کہ سارے سر پر
رکھیں اور مانگ نکالیں یہ خاص سنت حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔
دوسرے یہ سارا سر منڈائیں یہ حضرت سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی عادت

تھی۔ ان کے علاوہ جتنے طریقے ہیں سب خلاف سنت ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ، ج: ۱۰، بحوالہ ردالمحتار)

درمیان سر سے مانگ نکالنا سنت ہے اور گیسو آدھے کان کے برابر، پورے کان کے برابر اور شانوں تک رکھنا سنت ہے اور شانوں سے نیچے بال کرنا عورتوں سے خاص اور مرد کو حرام ہے۔ (احکام شریعت)

گوش تک سنتے تھے فریاد اب آئے تادوش
کہ بنیں خانہ بدوشوں کو سہارے گیسو

محبوب تر سفید لباس

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الْبَسُوا الثِّيَابَ الْبَيضَ فَإِنَّهَا أَطْهَرُ وَأَطْيَبُ وَكَفَنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ
سفید کپڑے پہنو کہ وہ زیادہ پاکیزہ اور خوب ہیں اور اپنے اموات کو سفید کفن دو۔

مسئلہ اعتجاری یعنی گپڑی اس طرح باندھنا کہ پیچ سر پر نہ ہو مگر وہ تحریمی ہے نماز کے علاوہ
بھی اس طرح عمامہ باندھنا مکروہ ہے۔

(مراقی الفلاح ص: ۱۹۲، ردالمحتار، ج: ۱، ص: ۴۸۲، بہار شریعت، ج: ۳، ص: ۸۵)

اب دو حوالہ جات کتب شیعہ سے حاضر ہیں:

(۱) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عمامہ باندھتے تھے۔ (فروع کافی، ج: ۲، ص: ۳۹)

(۲) غزوہ بدر میں فرشتے سفید عمامے باندھے ہوئے تھے۔

(فروع کافی، ج: ۲، ص: ۳۹)

باب نمبر 3

حضور سید عالم ﷺ نور ہیں

ہمارے پیارے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اصل اور تخلیق کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے نور ہیں جنہیں ان کے خالق و معبود عز و علا نے سب مخلوق سے پہلے اپنے نور سے پیدا فرمایا، اور انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے لباس بشریت میں تمام نبیوں، رسولوں (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کے بعد اس دنیا میں آپ کا ظہور فرمایا، اس لحاظ سے آپ نوری بشر، بے مثل بشر، اور سید البشر ہیں، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

بزم آخر کا شمع فروزاں ہوا
نور اول کا جلوہ ہمارا نبی ﷺ

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(1) قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ ۝

(پ: ۶، ع: ۷، آیت: ۱۵)

بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب، قَدْ جَاء بے شک تشریف لایا، کلمہ قَدْ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری کو مؤکد کیا تاکہ شک نہ رہے، تشریف لانا بتاتا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پہلے تھے پھر تشریف لائے، کُمْ ضمیر مخاطب یعنی تمہارے ہر ایک کے پاس تشریف لایا، نور "مصدر" ہے، مصدر کا معنی جائے صدور یعنی نکلنے کی جگہ۔ نور "پرتوین" ہے اور التَّنْوِينُ

لِلتَّعْظِيمِ تنوین تعظیم کے لیے بھی آتی ہے، یعنی آپ تمام نوروں کا منبع اور ساری خدائی کے سلطان ہیں، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

وضع وضع میں تیری صورت ہے معنی نور کا

یوں مجازاً چاہیں جس کو کہہ دیں کلمہ نور کا

تفاسیر کے مطابق اس آیت میں نور سے مراد ہمارے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم اور کتاب "مبین" (روشن کتاب) سے مراد قرآن مجید ہے۔

(بیضاوی، ص: ۱۱۱)

تفسیر جلالین ص: ۹۷ میں ہے، نور "هُوَ النَّبِيُّ" نور وہ نبی پاک ہیں، صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔ تفسیر ابن عباس ص: ۲۷ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) میں ہے:

نُورٌ رَّسُولٌ يَغْنِي مُحَمَّداً

نور رسول پاک یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

تفسیر صاوی ج ۱، ص ۲۷۵ میں ہے:

سُمِّيَ نُورًا-----لَا نَهْ أَضَلُّ كُلِّ نُورٍ حَسْبِي وَمَعْنَوِي.

نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام مبارک نور رکھا گیا کیونکہ آپ ہر حسی اور معنوی

نور کی اصل ہیں۔

یہ جو مہر و ماہ پہ ہے اطلاق آتا نور کا

بھیک تیرے نام کی ہے استعارہ نور کا

وہابیہ کی طرف سے اعتراض ہوتا ہے کہ نور اور کتاب "مبین" سے

مراد ایک چیز ہے نور اور کتاب کے درمیان عطف تفسیری ہے۔

الجواب

اگر یہاں عطف تفسیری مانا جائے تو تفسیر جلالین، تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر تفاسیر معتبرہ کا انکار لازم آئے گا۔ جب صحابی رسول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نور سے مراد محمد رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) لے رہے ہیں (۱) تو تم اس نور سے مراد کتاب کیسے لے سکتے ہو، کیا صحابہ کرام (۲) (علیہم الرضوان) قرآن کو زیادہ سمجھتے تھے جنہوں نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قرآن سیکھا یا تم نجدی وہابی زیادہ سمجھتے ہو؟ یہاں نور اور کتاب کے درمیان واو ہے جو معطوف الیہ اور معطوف کی مغائرت چاہتی ہے لیکن اگر دونوں کو تم ایک ہی کہتے ہو تو یوں کہا کرو زمین و آسمان، مرد و عورت، حق و باطل، کفر و اسلام ایک ہی ہیں۔ اگر ان مقامات پر واو یعنی عطف کی وجہ سے ایک نہیں بلکہ دو چیزیں مراد لیتے ہو تو نور و کتاب سے مراد دو چیزیں کیوں نہیں لیتے، اور حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نور ہونے کا انکار کیوں کرتے ہو؟

نور الہ کیا ہے محبت حبیب ﷺ کی

جس دل میں یہ نہ ہو وہ جگہ خوک و خر کی ہے

(2) **وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِأَذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا** (پ: ۲۲، ع: ۳، آیت: ۴۶)

اور اللہ تعالیٰ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا اور چمکا دینے والا آفتاب۔ اس

(۱) صحابی کے علاوہ وہابی مولویوں نے بھی یہی لکھا ہے۔ ملاحظہ کریں (فتح القدیر، ج: ۲، ص: ۲۳، فتح البیان،

ج: ۲، ص: ۲۶۸، تفسیر ثنائی، ج: ۲، ص: ۹، اشرف الموعظ، ص: ۱۲۸، امداد السلوک، ص: ۸۵)

(۲) وہابی مولویوں نے لکھا ہے کہ صحابی کا قول فعل ہمارے لیے حجت نہیں ملاحظہ کریں

(عرف الجادی، ص: ۸۰، فتاویٰ نذیریہ، ج: ۱، ص: ۳۴۰، سیرت ثنائی، ص: ۲۸۶، تاج المکمل، ص: ۲۸۶)

آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سراج منیر فرمایا یعنی ساری خدائی کو روشن و منور کرنے اور چمکانے والے۔

مخالفین بھی مانتے ہیں کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم انور کی برکت سے مکہ مکرمہ میں ایک عام پہاڑ جبل نور بنا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری سے یثرب ”مدینہ منورہ“ بنا، محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دو شہزادیاں حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقد میں آنے کی وجہ سے ان کا لقب ذوالنورین (دونوروں والا) ہوا۔

نور کی سرکار سے پایا دو شالہ نور کا

ہو مبارک تم کو ذوالنورین جوڑا نور کا

یہ سب کچھ ماننے کے بدو جو د نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور ہونے کے منکر ہیں، یہ رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عداوت ہے:

ظالمو محبوب ﷺ کا حق تھا یہی

عشق کے بدلے عداوت کیجیے

(3) يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ

وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ○ (پ: ۲۸، ع: ۹، آیت: ۸)

(کافر) چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے مونہوں سے بجھا دیں اور اللہ کو اپنا نور پورا کرنا پڑے بُرا مانیں کافر۔ (کنز الایمان)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو نور اللہ (اللہ کا نور) فرمایا، اس آیت سے یہ بھی پتہ چلا کہ اس نور کے دشمن، اسے بجھانے کا ارادہ

کرنے والے، اس نور کے منکر، کافر ہیں:

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

رہے گا یونہی اُن کا چراغ رہے گا

پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

احادیث مبارکہ |

(1) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے دربار رسالت میں عرض کیا یا رسول

اللہ (علیک الصلوٰۃ والسلام) میرے ماں باپ آپ پر قربان مجھے خبر دیجئے کہ تمام اشیاء سے

پہلے اللہ تعالیٰ نے کس شے کو پیدا فرمایا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا جَابِرُ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدْ خَلَقَ قَبْلَ الْأَشْيَاءِ نُورَ نَبِيِّكَ

(ابن ہمام، انوار محمدیہ، ص: ۹)

مِنْ نُورِهِ

اے جابر! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور

سے پیدا فرمایا۔

(یہ حدیث امام بخاری کے استاذ محدث عبدالرزاق نے اپنی تصنیف میں روایت

کی اور یہ اس میں با سند موجود ہے اور سند صحیح ہے۔)

اس حدیث پاک کو مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی و بابی نے اپنی کتاب

”نشر الطیب صفحہ نمبر ۶ پر نقل کیا ہے۔

(2) شیخ محقق حضرت علامہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

در حدیث صحیح وارد شدہ کہ **أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي**.

(مدارج النبوة، ج: ۲، ص: ۲)

یعنی صحیح حدیث میں آیا ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور پیدا فرمایا۔

(3) **كُنْتُ نُورًا بَيْنَ يَدَي رَبِّي قَبْلَ خَلْقِ آدَمَ بِأَرْبَعَةِ عَشَرَ**

أَلْفَ عَامٍ۔ (انوار محمدیہ من مواہب اللدنیہ، ص: ۹)

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، میں آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار برس پہلے اپنے رب کے حضور میں ایک نور تھا۔

(4) امام بخاری علیہ الرحمۃ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا، اے جبریل آپ کی عمر کتنے سال ہے؟ جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اس کے سوا میں نہیں جانتا کہ ایک ستارہ ستر ہزار سال بعد طلوع ہوتا تھا میں نے اسے بہتر ہزار (۷۲۰۰۰) مرتبہ طلوع ہوتے دیکھا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا جِبْرِيلُ وَعِزَّةُ رَبِّي جَلَّ جَلَالُهُ أَنَا ذَلِكَ الْكَوْكَبُ

اے جبریل مجھے اپنے رب جل جلالہ کی عزت کی قسم وہ ستارہ (نور) میں ہوں۔

(جواہر البحار، ص: ۲۳۸، تفسیر روح البیان، ج: ۳، ص: ۹۷۴)

(5) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ علیہم الرضوان نے عرض

کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ کو نبوت کب عطا ہوئی، فرمایا:

كُنْتُ نَبِيًّا وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ

میں اس وقت بھی نبی تھا جب کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔
(ترمذی، ص: ۲۰۲، مشکوٰۃ، ص: ۵۱۳)

ظاہر میں میرے پھول حقیقت میں میرے نخل
اس گل کی یاد میں یہ صدا ابو البشر کی ہے

وہابی دیوبندی میلا نہیں مناتے

اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت بیان کی تو حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش سے ہزاروں سال پہلے آپ کی تخلیق اور نبوت ثابت ہوگی۔ انسانوں کا سلسلہ تو حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے شروع ہوا، اُس وقت نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو محض نور ماننا پڑے گا اور اگر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو نور مان لیا پھر تو وہابی عقیدہ کی جڑ اکھڑ جائے گی۔ وہابی اس لیے میلا دمناتے ہی نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو نور نہ ماننا پڑے۔

شمع دل مشکوٰۃ تن سینہ زجاجہ نور کا

تیری صورت کے لیے آیا ہے سورہ نور کا

(6) أَخْرَجَ الْحَكِيمُ التِّرْمِذِيُّ عَنْ ذُكْوَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمْ يَكُنْ يُرَى لَهُ ظِلٌّ فِي شَمْسٍ وَلَا قَمَرٍ

(الخصائص الكبرى، ج: ۱، ص: ۶۸)

حکیم ترمذی نے حضرت ذکوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہ سورج کی روشنی میں نظر آتا تھا اور نہ چاند کی روشنی میں۔

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا
سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا

مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نورانیت کے منکروں کا اعتراض

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کھانا، پینا، چلنا، پھرنا، سونا، جاگنا، نکاح کرنا اور بعض عوارض سے متاثر ہونا یہ نور ہونے کے منافی ہے۔ لہذا آپ نور نہیں ہیں۔ (علیہ الصلوٰۃ والسلام)۔

الجواب

جیسا کہ قرآن و حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حقیقتاً اور اصلاً نور ہیں، انسانوں کی رہنمائی اور لوگوں کے سامنے قابل اتباع نمونہ پیش کرنے کے لیے آپ کے نور کی صورت بشری میں جلوہ گری ہوئی۔ نور جب لباس بشریت میں جلوہ گر ہوتا ہے تو بشری عوارض سے متاثر ہونے کے باوجود نور ہی ہوتا ہے اور اس کی حقیقت اور اصلیت کی نفی نہیں ہوتی جیسا کہ قرآن و حدیث میں ایسے کئی واقعات ملتے ہیں۔ چنانچہ حدیث پاک میں مروی ہے:

جَاءَ مَلِكُ الْمَوْتِ إِلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ --- فَلَطَمَ
مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ عَيْنَ مَلِكِ الْمَوْتِ فَقَطَّاهَا

(بخاری، ج: ۱، ص: ۱۷۸، مسلم، ج: ۲، ص: ۲۶۷، نسائی، ج: ۱، ص: ۲۲۷، مشکوٰۃ، ص: ۵۰۷)

ملک الموت حضرت موسیٰ (علیہما الصلوٰۃ والسلام) کے پاس حاضر ہوئے تو حضرت موسیٰ نے ملک الموت علیہما الصلوٰۃ والسلام کی آنکھ پر طمانچہ مارا تو آنکھ نکال دی۔
جبریل امین نور ہیں (علیہ الصلوٰۃ والسلام) مگر سیدہ مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بیٹا عطا کرنے کے لیے لباس بشری میں تشریف لائے تو اس کے باوجود نور ہی رہے۔

قرآن پاک میں ہے:

فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ○ (پ: ۱۶، ع: ۵، آیت: ۱۷)

پس وہ اس کے سامنے ایک تندرست آدمی کے رُوپ میں ظاہر ہوا۔

پتہ چلا بشر انسان کے بشرہ اور ظاہری شکل کو کہتے ہیں۔

نیز حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

وسلم کی بارگاہ اقدس میں کئی بار انسانی شکل و صورت میں حاضر ہوئے۔ تب بھی ان کی

حقیقت یعنی نور ہونے میں کوئی فرق نہ آیا، تو حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نور،

جسے اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق سے پہلے اپنے نور مبارک سے پیدا فرمایا اگر لباس بشری میں

دُنیا میں جلوہ گر ہو تو اس کی نورانیت میں کیسے فرق آسکتا ہے!

ک گیسو ہ دہن ی ابرو آنکھیں ع ص

کھڑکی قص ان کا ہے چہرہ نور کا

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

(مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں کتاب مستطاب ”نورانیت و حاکیت“ از

مناظر اسلام مولانا محمد کاشف اقبال مدنی قادری رضوی)

حضور نور مجسم ﷺ کی بے مثل بشریت

تو ہی سرورِ ہر دو جہاں ہے شہنازِ امثل نہیں ہے خدا کی قسم

قرآن فرماتا ہے:

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (یعنی اے محبوب فرما دو کہ میں تم جیسا بشر ہوں)

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ بھی ہماری طرح بشر

ہیں۔----- (وہابیوں، دیوبندیوں کا اعتراض)

(از فیضان قطب عالم حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد سردار احمد قدس سرہ) اس

آیت پاک کے چند پہلوؤں پر غور کرنا لازم ہے۔ ایک یہ کہ فرمایا گیا ہے قُلْ، اے پیارے

حبیب (علیک الصلوٰۃ والسلام) آپ فرمادیجئے، تو یہ کلمہ فرمانے کی صرف حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام کو اجازت ہے کہ آپ بطور انکسار و تواضع فرمادیں۔

یہ نہیں فرمایا گیا کہ قُولُوا إِنَّمَا هُوَ بَشَرٌ مِّثْلُنَا۔ (یعنی اے لوگو تم کہا

کرو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے جیسے بشر ہیں۔

بلکہ قل میں اس جانب اشارہ ہے کہ بشر وغیرہ کلمات تم کہہ دو، نہ ہم کہیں گے ہماری طرح اور نہ ہی کسی دوسرے کو کہنے کی اجازت دیں گے۔ ہم تو جب بھی آپ کا تذکرہ کریں گے تو فرمائیں گے:

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ

بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک عالیشان نور آیا۔

شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝^۱ وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِأَذْنِهِ وَسِرَاجًا

مُنِيرًا ۝

حاضر و ناظر اور خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا اور چمکا دینے والا آفتاب۔

ہم تو فرمائیں گے يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ (اے غیب کی خبریں بتانے والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) (اے بھیجے ہوئے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) يَا أَيُّهَا الْمُرْسَلُ ۝ (اے چادر اوڑھنے والے)۔ يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ (اے بالا پوش

اوڑھنے والے) وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝^۲ (اور ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر

بلند کر دیا) ہم تو ہمیشہ آپ کی شان بڑھائیں گے۔ وَلِلْآخِرَةِ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ

الْأُولَى ۝^۳ (اور بے شک پچھلی تمہارے لیے پہلی سے بہتر ہے)۔ وَلَسَوْفَ

يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى ۝^۴ (اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا

دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے)۔

خیال رہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اپنے آپ کو ظالم، ضال، خطاوار

وغیرہ فرمایا ہے، اگر ہم یہ الفاظ ان کی شان میں بولیں تو کافر ہو جائیں۔

اس آیت کی تفسیر میں اہل شریعت

فرماتے ہیں کہ ”اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ“ محض تواضعاً فرمایا گیا ہے جیسے ایک استاد (بلا تشبیہ) اپنے شاگرد کو سند فراغت و دستار فضیلت مرحمت فرما کر حکم فرمائے کہ دیکھو اپنے عالم و فاضل ہونے کا دعویٰ نہ کرنا۔ اب وہ شاگرد و وعظ کرنے کھڑا ہو، اور کہے میں کوئی عالم و فاضل تو نہیں محض ایک طالب علم ہوں، تو کیا ایسا تواضعاً کہنے سے وہ فہرست علماء سے خارج کر دیا جائے گا؟ ہرگز نہیں۔

اہل طریقت

فرماتے ہیں کہ ”مِثْلُكُمْ“ کی ضمیر تمام جہان والوں کی طرف ہے جو ہو چکے اور جو ہونے والے ہیں۔ تو ”مِثْلُكُمْ“ میں یہ اشارہ فرمایا کہ تم سب کی بشریت ایک طرف اور مجھ اکیلے کی بشریت ایک طرف اور یہ بھی محض تواضعاً ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ حضور انور ﷺ کو ایک اُمتی کے برابر تو لا گیا تو آپ بھاری نکلے، پھر فرشتے نے دس مردوں کے برابر تو لا تو بھی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان سب پر بھاری نکلے، اسی طرح سواور ہزار کے مقابلے میں حضور ﷺ کا وزن زیادہ ہوا، دوسرے فرشتے نے وزن کرنے والے فرشتے سے کہا چھوڑیے، اگر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ساری اُمت سے وزن کیا جائے تب بھی آپ سب پر بھاری ہوں گے اور آپ کا پلہ بھاری ہی رہے گا۔

(سنن دارمی، ج: ۱، ص: ۱۷۱، مشکوٰۃ شریف، ص: ۵۱۵، مجمع الزوائد، ج: ۸، ص: ۲۵۸)

اہل معرفت

اہل معرفت اس سے بھی دو قدم آگے بڑھ کر فرماتے ہیں، بشریت کا معنی ظاہری جسم ہے۔ یعنی میرا ظاہری جسم اطہر تمہاری روحانیت کی طرح ہے۔

اہل حقیقت

اہل حقیقت تو پھر اہل حقیقت ہیں فرماتے ہیں، قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ہو گیا، (ارے میں ہی ہوں) میرے سوا کیا ہے؟ میری ہی خوبی ساری کائنات میں۔
 إِنَّمَا أَنَا، بات انا پر ختم ہو جاتی ہے۔ بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ علیحدہ جملہ ہے۔

جُزْ مُحَمَّدٌ نِیْسَتْ دَر اَرْض و سَمَا
 (حضرت محمد ﷺ کے سوا زمین و آسمان میں کچھ بھی نہیں)

اہل نکات

اہل نکات نے تو دشمنان عظمت رسول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو منہ توڑ جواب دیئے ہیں، فرماتے ہیں، یہاں انما سے پہلے ہمزہ استفہام انکاری محذوف ہے قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ؟ یعنی فرمادیجئے کہ کیا میں تمہاری مثل بشر ہوں؟ (ہرگز نہیں) جس طرح حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ستارے کو دیکھا تو قوم سے مناظرانہ انداز میں فرمایا، هَذَا رَبِّي، کیا یہ میرا رب ہے؟ (ہرگز نہیں) یہاں بھی ہمزہ استفہام انکاری محذوف ہے جو کہ نکالنا ضروری ہے، اگر نہ نکالا جائے تو معنی الٹ ہو جائے، اسی طرح یہاں بھی معنی ہوگا، کہہ دو پیارے مصطفیٰ، اے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کہ کیا میں تمہاری مثل بشر ہوں، یُوْحٰی اِلَیَّ، ارے مجھ پر تو وحی نازل ہوتی ہے۔

دوسرا نکتہ

ہو سکتا تھا کہ اُمت محمدیہ اس آن بان والے محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کی عظمتیں، شانیں اور رفعتیں دیکھ کر نعوذ باللہ آپ کو خدا کہہ کر کافر ہو جائے لہذا ارشاد ہوا:

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ

تم فرمادو میں بھی تمہاری مثل ایک بشر ہوں لیکن مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے، لہذا میں خدا نہیں بلکہ محبوب خدا ہوں۔

تیسرا نکتہ

اللہ تعالیٰ محب ہے اور حضور حبیب خاص (علیہ الصلوٰۃ والسلام) محب تو کبھی محبوب کی شان گھٹا نہیں سکتا، لہذا ارشاد ہوتا ہے، ارے پیارے حبیب (علیک الصلوٰۃ والسلام) میں تمہاری شان کیونکر گھٹا سکتا ہوں، میں تو محب ہوں، مگر تمہاری اُمت والے تمہاری آن بان تمہارے کمالات دیکھ کر تمہیں خدا کہہ کر مشرک نہ ہو جائیں تو تم اپنی زبان مبارک سے ہی ارشاد فرمادو، تمہارا یہ کہنا تمہارے اوصاف میں داخل ہے، کہ سرور عالم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہو کر کہے، **قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ** (اے لوگو میں تمہاری مثل ایک بشر ہوں)۔

اے پیارے حبیب (علیک الصلوٰۃ والسلام) اہل شریعت، اہل طریقت، اہل معرفت، اہل حقیقت اور اہل نکات تو ان امور کو سمجھ جائیں گے، تیرے عشاق، تیرے غلام تیری عظمت و شان دیکھ کر خوش ہوں گے ناز کریں گے اپنے محبوب آقا پر، مگر اس وقت کے ملاں نجدی وہابی دیوبندی اس رمز کو کیا سمجھیں۔ لہذا **بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ** کے ساتھ **يُوحَىٰ**

اَللّٰہی کی قید اور بڑھادو کہ مجھ پر تو وحی آتی ہے تم پر بھی کبھی آئی؟

ترے خلق کو حق نے عظیم کہا تری خلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا ترے خالق حسن و ادا کی قسم

حضور سید عالم ﷺ ایمان، عبادات، معاملات
غرضیکہ کسی شے میں ہم جیسے نہیں ہیں

ایمان

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تمام غیوب کو دیکھنے کا مقام و مرتبہ پایا، یعنی
جنت و دوزخ کو، فرشتوں کو اور یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کو اپنی مبارک آنکھوں سے
دیکھا۔

ہمارا ایمان سنا ہوا ہے کہ ہم سن کر غیب پر ایمان لائے۔

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

کلمہ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلمہ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ (بیشک میں اللہ کا رسول

ہوں) اگر ہم یہ کہیں تو کافر ہو جائیں۔

ارکان اسلام

ہمارے لیے ارکان اسلام پانچ ہیں لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے چار،
یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر زکوٰۃ فرض نہیں (شامی) ہم پر پانچ نمازیں فرض

ہیں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر چھ یعنی تہجد بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر فرض ہے:

وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ

اور رات کے کچھ حصے میں تہجد ادا کرو یہ خاص تمہارے لیے زیادہ ہے۔

ازواج

ہم کو چار بیویوں کی اجازت ہے مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے کوئی پابندی نہیں۔ ہماری بیویاں ہمارے مرنے کے بعد دوسرے سے نکاح کر سکتی ہیں مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہن سب مسلمانوں کی مائیں ہیں۔

وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ (اور اس کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں) اور کسی کے نکاح میں کبھی نہیں آسکتیں:

وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبْدًا

اور نہ یہ کہ ان کے بعد کبھی ان کی بیبیوں سے نکاح کرو۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہن)

میراث

ہمارے بعد ہماری میراث بڑے مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی میراث تقسیم نہ ہو۔ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا نُورَثُ مَا تَرَ كُنَّا صَدَقَةً

ہماری (انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی) وراثت تقسیم نہیں ہوتی جو ہم چھوڑیں وہ (امت کے لیے) صدقہ ہے۔ (بخاری، ج: ۲، ص: ۶۰۹)

طہارت فضلات

ہمارا پاخانہ (پیشاب) ناپاک مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضلات شریفہ اُمت کے لیے پاک ہیں۔
(ردالمحتار، ج: ۱، ص: ۲۳۳)

وَمِنْ ثَمَّ اخْتَارَ كَثِيرٌ مِّنْ أَصْحَابِنَا طَهَارَةَ فَضْلَاتِهِ

(مرقاۃ، ج: ۲، ص: ۵۳)

اور اسی وجہ سے ہمارے بہت زیادہ اصحاب نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فضلات شریفہ کو پاک بیان فرمایا۔

اور مرقاۃ باب الستر میں ہے: وَلِذَا حَجَمَهُ أَبُو طَيْبٍ فَشَرِبَ دَمَهُ
اور اسی لیے ابوطیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کچھنے لگائے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا خون شریف پی لیا۔

یہ تو شرعی احکام میں فرق بتائے گئے ورنہ لاکھوں امور میں فرق عظیم ہے، ہمیں اس ذات کریم سے کبھی کسی صورت برابری نہیں ہو سکتی یوں سمجھو کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بے مثل خالق کے بے مثل بندے ہیں۔

سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

لَسْتُ مِنَ الدُّنْيَا وَلَا الدُّنْيَا مِنِّي (صاوی شریف، ج: ۱، ص: ۱۲۷)

(میں دُنیا سے نہیں ہوں نہ دُنیا مجھ سے ہے) نیز فرمایا: لَسْتُ مِثْلَكُمْ اے

دُنیا والو میں تمہاری مثل نہیں ہوں۔

روزہ وصال کے بارے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام علیہم

الرضوان سے فرمایا:

اَیْکُمْ مِثْلٰی تَمِّمٌ مِّمَّنْ مِثْلِیْ؟ یعنی تم میں سے کوئی بھی میری مثل نہیں ہے۔

(صحیح بخاری، ج: ۱، ص: ۲۶۳)

حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

صَلَاةُ الرَّجُلِ قَاعِدًا نِصْفُ الصَّلَاةِ وَلٰكِنِّي نَسْتُ كَاَحَدٍ مِّنْکُمْ

(مسلم، ج: ۱، ص: ۲۵۳، سنن کبریٰ، ج: ۷، ص: ۶۲، نسائی، ج: ۱، ص: ۱۸۸، مشکوٰۃ ص: ۱۱۱)

آدمی بیٹھ کر (نفل) نماز پڑھے تو کھڑے ہو کر پڑھنے کی نسبت آدھا ثواب ملتا

ہے۔ لیکن اے جہان والو میں تم میں سے کسی کی مثل نہیں ہوں۔ (میں بیٹھ کر بھی پڑھوں تو مجھے پورا ہی ثواب ہوتا ہے)۔

اللہ کی سرتا بقدم شان ہیں یہ

ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ

قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں

ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

دیکھنے والے بے مثل بتاتے ہیں

مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں:

لَمْ اَرْقُبْهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ (ﷺ)

(تاریخ کبیر، ج: ۶، ص: ۱۳، الخصائص الکبریٰ، ج: ۱، ص: ۲۸۵، ترمذی شریف،

ج: ۲، ص: ۲۰۰، شفاء شریف، ج: ۱، ص: ۳۹)

میں نے تو آپ سے پہلے اور نہ ہی آپ کے بعد کوئی آپ کی مثل دیکھا۔
سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھنے والے صحابہ کرام علیہم الرضوان آپ کو بے مثل
فرماتے ہیں اور آج کے نجدی ملاں جنہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا بھی نہیں،
یہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی مثل کہتے ہیں۔ ان کا قول مردود، صحابہ کرام کا ارشاد مقبول!
رضی اللہ تعالیٰ عنہم

چاند اور سورج سے زیادہ حسین

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ
النَّبِيَّ ﷺ فِي لَيْلَةٍ اضْجَعِيَانٍ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ
فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَيْهِ وَالْيَ الْقَمَرِ فَلَهُوَ كَانَ أَحْسَنَ فِي
عَيْنِي مِنَ الْقَمَرِ

(شماکل ترمذی، ص: ۲، مشکوٰۃ، ص: ۵۱۸، الخصائص کبریٰ، ج: ۱، ص: ۱۷۸، انوار

محمدیہ، ص: ۱۲۲، مواہب اللدنیہ، ج: ۱، ص: ۲۵۰)

حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے
ایک چاندنی رات میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا جب کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم پر سرخ (دھاری دار) لباس تھا۔ پس میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی
طرف اور چاند کی طرف دیکھنے لگا تو بے شک میری نگاہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم چاند
سے زیادہ خوبصورت تھے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَرَّأَيْتُ شَيْئًا أَحْسَنَ

مَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَانَ الشَّمْسُ تَجْرِي فِي وَجْهِهِ

(سیرت حلبیہ، ج: ۲، ص: ۳۳۴، الخصائص الکبری، ج: ۱، ص: ۱۸۰، ترمذی شریف، ج: ۲،

ص: ۲۰۵، مشکوٰۃ، ص: ۵۱۸، صحیح ابن حبان، ج: ۹، ص: ۷۴، عسید، ص: ۱۰۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ کے
رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ خوبصورت کوئی شے نہیں دیکھی، گویا کہ حضور پر
نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے رخ انور میں سورج جاری ہے۔

خورشید تھا کس زور پہ کیا بڑھ کے چمکا تھا قمر

بے پردہ جب وہ رخ ہوا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

باب نمبر 5

کفار نے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اپنی مثل بشر کہا

ترا قد تو نادر دہر ہے کوئی مثل ہو تو مثال دے

نہیں گل کے پودوں میں ڈالیاں کہ چمن میں سرو چماں نہیں

(1) مخلوق میں سب سے پہلے نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو بشر شیطان نے کہا

جیسا کہ قرآن کریم میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ تم آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس لعین نے سجدہ نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان سے فرمایا کہ تو نے سجدہ کیوں نہ کیا؟

قَالَ لَمْ أَكُنْ لِيَا سَجْدًا لِبَشَرٍ
(پ: ۱۴، ع: ۳، آیت: ۳۳)
(کنز الایمان)
بولا مجھے زیبا نہیں کہ بشر کو سجدہ کروں۔

ابلیس نے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو محض بشر کہا تو شیطان کہلایا تو جو سب نبیوں کے مقتدا (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کو اپنی مثل بشر کہے اس کا کیا حال ہوگا۔

(2) کافر قوم نے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی مثل بشر کہا

جب حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم کو راہ ہدایت بتائی
فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ مَا نَرَاكَ إِلَّا بَشَرًا مِثْلَنَا
تو اس قوم کے سردار جو کافر ہوئے تھے بولے ہم تو تمہیں اپنے ہی جیسا آدمی
(اپنی مثل بشر) دیکھتے ہیں۔
(کنز الایمان)

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اپنی مثل بشر کہہ کر بہت سی امتیں اسلام سے محروم

رہیں۔ قرآن پاک میں جا بجا ان کے تذکرے ہیں۔ اس اُمت میں بھی کچھ بدنصیب لوگ ایسے ہیں جو سرورِ انبیاء علیہم التحیۃ والثناء کو اپنی مثل بشر کہتے ہیں۔

(3) کفار قوم عاد نے حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی مثل بشر کہا

مَا هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ لَا يَأْكُلُ مِمَّا تَأْكُلُونَ مِنْهُ
وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ ۝ (پ: ۱۸، ع: ۳، آیت: ۳۳)

یہ تو نہیں مگر تم جیسا آدمی (بشر) جو تم کھاتے ہو اسی میں سے کھاتا ہے اور جو تم پیتے ہو اسی میں سے پیتا ہے۔
(کنز الایمان)

(4) حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کافر قوم

ثمود نے انبیاء علیہم السلام کو اپنی مثل بشر کہا

كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِالنُّذُرِ ۝ فَقَالُوا أَبَشَرًا مِثْلَا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهُ ۚ إِنَّا
إِذَا لَفِئَ ضَلَّلٍ وَسُغِرٍ ۝ (پ: ۲۷، ع: ۹، آیت: ۲۴)

ثمود نے رسولوں کو جھٹلایا تو بولے کیا ہم اپنے میں سے ایک آدمی (بشر) کی تابعداری کریں جب تو ہم ضرور گمراہ اور دیوانے ہیں۔
(کنز الایمان)

(5) عاد و ثمود پر عذاب کی یہی وجہ تھی انہوں نے

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اپنی مثل بشر کہا

ذَلِكَ بِأَنَّهُ كَانَتْ تَأْتِيهِمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَقَالُوا أَبَشَرٌ
يَهْدُونَنَا فَكَفَرُوا وَتَوَلَّوْا وَاسْتَغْنَى اللَّهُ وَاللَّهُ غَنِيٌّ
حَمِيدٌ ۝ (پ: ۲۸، ع: ۱۵، آیت: ۶)

یہ اس لیے کہ ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں (معجزات) لائے تو بولے
کیا آدمی (بشر) ہمیں راہ بتائیں گے تو کافر ہوئے اور پھر گئے، اور اللہ نے بے نیازی کو
کام فرمایا اور اللہ بے نیاز ہے سب خوبیوں سراہا۔
(کنز الایمان)

(6) حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کافر قوم نے آپ کو اپنی مثل بشر کہا

وَمَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا (پ: ۱۹، ع: ۱۴، آیت: ۱۸۶)

تم تو نہیں مگر ہم جیسے آدمی (ہماری مثل بشر)

(7) فرعونوں نے حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون

علیہما الصلوٰۃ والسلام کو اپنی مثل بشر کہا

فَقَالُوا أَنْتُمْ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عِبْدُونَ ۝

(پ: ۱۸، ع: ۳، آیت: ۴۷)

تو (فرعونوں) بولے کیا ہم ایمان لے آئیں اپنے جیسے دو آدمیوں پر (اپنی مثل دو
بشروں پر) اور ان کی قوم ہماری بندگی کر رہی ہے۔
(کنز الایمان)

کافر کی عقل ماری جاتی ہے، انہوں نے اپنے جیسے بشر فرعون کو تو خدا مان لیا مگر
موسیٰ اور ہارون علیہما الصلوٰۃ والسلام کو باوجود معجزے دیکھنے کے نبی نہ مانا۔ اس سے معلوم ہوا
کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہمسری کا دعویٰ ایمان سے روک دیتا ہے۔ دل میں پہلے نبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت آتی ہے پھر رب جل جلالہ کی ہیبت پیدا ہوتی ہے۔

کافراں دیدند احمد را بشر

آں نہ دانستند آں شق القمر

کافروں نے حضرت احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بشر جانا وہ یہ نہ سمجھے کہ آپ چاند کو ٹکڑے کرنے والے ہیں۔

(8) مشرکین مکہ نے حبیب خدا ﷺ کو اپنی مثل بشر کہا

هَلْ هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (پ: ۱۷، ع: ۱، آیت: ۳)

یہ کون ہیں ایک تمہیں جیسے آدمی (بشر) تو ہیں۔ (کنز الایمان)

معلوم ہوا کہ دعویٰ برابری کرنے کے لیے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بشر کہنا کفر ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کو چراغ کہنا، اور یہ آیت پڑھنا:

مِثْلُ نُورِهِ كَمِشْكُوهٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ ط (پ: ۱۸، ع: ۱۲، آیت: ۳۵)

اس کے نور کی مثال ایسی جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے۔

(کنز الایمان)

نیز عام محاورہ میں انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بشر کہنا حرام اور طریقہ کفار ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضاً ط

(پ: ۱۸، ع: ۱۵، آیت: ۶۳)

رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہراؤ جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔

(کنز الایمان)

نبی کو بشر یا تو رب تعالیٰ نے فرمایا یا خود نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے، یا کفار نے۔

اب جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بشر کہے وہ نہ تو خدا ہے اور نہ ہی نبی، لہذا وہ کفار میں ہی داخل ہوا۔

باب نمبر 6

تعارف، امام اہلسنت، مجد دین وملت علیہ الرحمہ

گل ہزاروں کھلے گلشنِ دہر میں

پھولِ اعلیٰ کھلا شاہِ احمد رضا

حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ يَنْفَعُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ

يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا

(ابوداؤد، ج: ۲، ص: ۲۳۳، مشکوٰۃ ص: ۳۶، روح البیان، ج: ۴)

یعنی بے شک ہر صدی کے آخر پر اللہ تعالیٰ اس امت کے لیے ایک مجد د بھیجے گا جو

امت کے لیے اس کا دین تازہ کر دے۔

مجد د کی نشانی

امام جلال الدین سیوطی قدس سرہ اپنی مرقاۃ السعود شرح ابوداؤد میں اس مقام پر

مجد د کی سب سے بڑی علامت یہ بتاتے ہیں کہ گزشتہ صدی کے آخر میں اس کی شہرت

ہو چکی ہو اور موجودہ صدی میں بھی وہ مرکز علوم سمجھا جاتا ہو، یعنی علماء کے درمیان اس کے

احیاء سنت اور ازالہ بدعت اور دیگر دینی خدمات کا چرچا ہو۔ اس لحاظ سے علماء عرب و عجم

کے فیصلے کے مطابق چودہویں صدی ہجری کے مجد د برحق امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ ہیں۔

نام مبارک

آپ کا نام محمد ہے، تاریخی نام المختار۔ آپ کے دادا نے احمد رضا کہہ کر پکارا اور اسی نام سے مشہور ہوئے۔ بعد میں اعلیٰ حضرت نے اس نام کے ساتھ عبدالمصطفیٰ کا اضافہ فرمالیا۔

مقام ولادت

ہندوستان کے شہر بریلی محلہ جسولی میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

تاریخ پیدائش

۱۰ اشوال المکرم ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۳ جون ۱۸۵۶ء بروز ہفتہ وقت ظہر۔ اعلیٰ حضرت

قدس سرہ نے اپنا سال پیدائش اس آیت سے نکالا:

”أُولَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ“

(۱۲۷۲ ہجری) یہ ہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش

فرمادیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد فرمائی۔

والد محترم

آپ کے والد محترم کا نام مولانا تقی علی خاں ہے جو کہ بلند پایہ عالم اور ولی کامل تھے۔

دادا جان

آپ کے دادا جان مولانا رضا علی خاں بہت بڑے عالم، زاہد، متقی اور صوفی

بزرگ تھے۔

خاندان

امام احمد رضا خاں قدس سرہ پٹھان کے بھڑاچ قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کا

اصل وطن قندھار تھا۔ آپ کے بزرگوں میں سب سے پہلے شجاعت جنگ بہادر سعید اللہ خان، نادر شاہ کے ہمراہ قندھار سے ہندوستان آئے اور شش ہزاری منصب پر فائز ہوئے۔ لاہور کا شیش محل انہی کی جاگیر تھا۔

خدا داد علمیت

اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے چار سال کی عمر میں ناظرہ قرآن پاک ختم کر لیا اور چھ سال کی ننھی عمر میں ۱۲ ربیع الاول ۱۲۷۸ھ میں ایک بڑے مجمع سے میلاد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے موضوع پر تقریباً دو گھنٹے خطاب فرمایا۔

آپ نے صرف تیرہ سال دس مہینے چار دن کی چھوٹی سی عمر میں ۱۴ شعبان ۱۲۸۶ھ کو تمام مروجہ علوم کی تکمیل کر کے سند حاصل کر لی۔ آپ نے اکثر علوم اپنے والد محترم سے سیکھے۔ جس دن آپ نے مروجہ علوم سے فراغت حاصل کی اسی روز آپ پر نماز فرض ہوئی اور اسی دن پہلا فتویٰ تحریر فرمایا، فتویٰ صحیح پا کر والد محترم نے مسند افتاء آپ کے سپرد کر دی۔ آپ کو پچاس سے زائد علوم پر عبور حاصل تھا جن میں قرآن و حدیث و فقہ کے علاوہ سائنسی علوم بھی شامل ہیں۔ آپ نے تقریباً ایک ہزار تصانیف تحریر فرمائیں۔

۱۲۹۵ھ میں اپنے والد ماجد کے ہمراہ زیارت حرمین سے مشرف ہوئے بیت اللہ شریف کے پاس امام شافعیہ حسین بن صالح قدس سرہ بغیر کسی سابقہ تعارف کے ان کا ہاتھ پکڑ کر انہیں اپنے گھر لے گئے، دیر تک ان کی پیشانی تھامے رہے اور فرمایا:

اِنِّی لَا جِدُّ نُوْرَ اللّٰہِ مِنْ ہٰذَا الْجَبِیْنِ

بے شک میں اس پیشانی سے اللہ تعالیٰ کا نور پاتا ہوں۔

اس کے بعد صحاح ستہ کی سند اور قادر یہ سلسلہ کی اجازت اپنے دستخط خاص سے

مرحمت فرمائی اور فرمایا تمہارا نام ضیاء الدین احمد ہے۔ سند مذکورہ میں امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تک صرف گیارہ واسطے ہیں۔

۱۳۲۳ھ کو مکہ معظمہ میں عدم فرصت اور شدید بخار کے باوجود صرف آٹھ گھنٹے میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم مبارک کے متعلق سوالات کے جوابات پر مشتمل ایک ضخیم کتاب **الدولة المکیہ بالمادة الغیبیہ** ۱۳۲۳ھ ربی زبان میں تحریر فرمائی۔

حفظ قرآن

حافظے کا یہ عالم تھا کہ صرف ایک ماہ میں قرآن پاک حفظ کر لیا اور وہ بھی اس شان سے کہ نماز مغرب سے عشاء تک یاد فرماتے۔

جاگتے ہوئے دیدار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

دوسرے حج کے دوران (۱۹۰۵ء/۱۳۲۳ھ) مدینہ شریف میں روضہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے وہ عاشق صادق اور فنا فی الرسول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) چشم سر سے حالت بیداری میں زیارت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہوئے۔

نعت گوئی

اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ ایک بلند پایہ عالم باعمل ہونے کے ساتھ عظیم مرتبہ شاعر بھی تھے۔ ان کا کلام قرآن و حدیث کا ترجمان اور عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا خزانہ ہے۔ خود فرماتے ہیں:

قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی یعنی رہے احکام شریعت ملحوظ
آپ کے نعتیہ مجموعے کا نام حدائق بخشش (۱۳۲۵ھ) ہے۔

ترجمہ قرآن

اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے ترجمہ قرآن کا نام ”کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن (۱۳۳۰ھ) ہے، اردو تراجم میں یہی ترجمہ سب سے اعلیٰ اور صحیح ہے۔

وصال باکمال

اعلیٰ حضرت نے اپنی وفات سے چار ماہ بائیس دن پہلے خود اپنے وصال کی خبر دے کر اس آیہ قرآنی سے سال وفات نکالا:

وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِأَنْبِيَاءٍ مِّنْ فَضَّةٍ وَأَكْوَابٍ (۱۳۴۰ھ)

اور ان پر چاندی کے برتنوں اور کوزوں کا دور ہوگا۔

۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ مطابق نومبر ۱۹۲۱ء بروز جمعۃ المبارک ہندوستان کے وقت کے

مطابق دو بج کراڑمیں منٹ پر عین اذان کے وقت ادھر مؤذن نے حَیُّ عَلَی

الْفَلَاحِ کہا ادھر رُوح پر فتوح نے داعی اجل کو لبیک کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ

رُجَعُوْنَ۔

مزار مبارک

آپ کا مزار پُر انوار بریلی شریف محلہ سوداگراں میں دارالعلوم منظر اسلام کے

شمالی جانب زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

بارگاہ رسالت میں مقبولیت

۲۵ صفر المظفر کو بیت المقدس میں ایک شامی بزرگ نے خواب میں اپنے آپ کو

در بار رسالت میں پایا۔ تمام صحابہ کرام اور اولیاء عظام علیہم الرضوان در بار اقدس میں حاضر

تھے لیکن مجلس میں سکوت طاری تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی آنے والے کا انتظار ہے، شامی بزرگ نے بارگاہ رسالت میں عرض کی حضور (علیک الصلوٰۃ والسلام) میرے ماں باپ آپ پر قربان کس کا انتظار ہے، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ہمیں احمد رضا کا انتظار ہے۔

شامی بزرگ نے عرض کیا، حضور (علیک الصلوٰۃ والسلام) احمد رضا کون ہیں، ارشاد ہوا ہندوستان میں بریلی کے باشندے ہیں، بیداری کے بعد وہ شامی بزرگ مولانا احمد رضا قدس سرہ کی تلاش میں ہندوستان کی طرف چل پڑے اور جب وہ بریلی آئے تو انہیں معلوم ہوا کہ اس عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اسی روز (۵ صفر ۱۳۴۰ھ) کو وصال ہو چکا ہے جس روز انہوں نے خواب میں سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ:

”ہمیں احمد رضا کا انتظار ہے۔“

یا الہی جب رضا خواب گراں سے سراٹھائے

دولت بیدار عشق مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ساتھ ہو

(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

(مزید تفصیل کے لیے ملک العلماء مولانا محمد ظفر الدین بہاری کی کتاب ”حیات

اعلیٰ حضرت“ کا مطالعہ فرمائیں۔ اور اگر اختصار سے مطالعہ کرنا ہو تو کتاب ”مجدد اسلام“

اور ”سیرت اعلیٰ حضرت“، ”سوانح امام احمد رضا“ وغیرہ کتب ملاحظہ فرمائیں۔)

اعلیٰ حضرت کے ترجمہ قرآن اور دیگر

اُردو تراجم کا تقابلی جائزہ

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک بہت بڑا علمی کارنامہ قرآن پاک کا اُردو زبان میں بامحاورہ، سلیس اور الہامی ترجمہ بنام، ”کنز الایمان“ (۱۳۳۰ھ) فی ترجمۃ القرآن ہے۔

جب کہ عام مترجمین نے کلمات قرآنی کی روح اور مستند تفاسیر سے ہٹ کر لفظ بلفظ تراجم کیے جس سے بعض مقامات پر کلام بے ربط اور بے معنی ہو کر رہ گیا ہے۔ نیز ایسے تراجم میں اکثر مقامات پر شان الوہیت اور عصمت انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کا بھی کوئی لحاظ نہیں رکھا گیا۔

اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ نے جملہ معتبرہ و مروجہ تفاسیر کے مطابق اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان کے لائق ترجمہ کر کے مسلمانوں کو گمراہی سے بچالیا۔۔۔۔۔ لہذا کنز الایمان اپنے نام کی مناسبت سے واقعی ایمان کا خزانہ ہے۔ الحمد للہ رب العلمین

بِسْمِ اللّٰهِ شَرِیف کا ترجمہ

ا: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عام مترجمین نے اس کا ترجمہ کیا:

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ کے جو بہت مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔
ترجمہ سے ہی ظاہر ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع نہیں کیا گیا بلکہ شروع کرتا،

ہوں، میں، ساتھ، نام، چھ الفاظ پہلے آئے ہیں اور ساتویں جگہ اللہ تعالیٰ کا نام آیا ہے۔ چھ غلطیاں یہ ہوئی۔ قانون یہ ہے کہ عربی زبان سے اردو میں ترجمہ کیا جائے تو مضاف الیہ پہلے، اور مضاف بعد میں آتا ہے۔ جیسے بِقَلَمِ زَيْدٍ (زید کے قلم سے) بِاسْمِ زَيْدٍ (زید کے نام سے) فِی کِتَابِ اللّٰہِ (اللہ تعالیٰ کی کتاب میں) اسی طرح بِسْمِ اللّٰہِ (اللہ تعالیٰ کے نام سے)۔ ساتویں غلطی یہ کہ شروع کرتا ہوں، مردوں کے لیے ہے عورتوں کے لیے یہ ترجمہ صحیح نہیں۔ آٹھویں غلطی یہ کہ نہایت رحم والا ہے۔ جملہ خبریہ بنایا، خبر میں سچ اور جھوٹ دونوں کا احتمال ہوتا ہے جیسے زَيْدٌ "قائم" (زید کھڑا ہے)، اگر زید کھڑا ہے تو جملہ درست اور اگر بیٹھا ہے تو جملہ غلط ہوگا۔

اعلیٰ حضرت بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ترجمہ کیا:

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

یہ ترجمہ لفظی، معنوی اور حقیقی ہر لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع ہوا، مرد و عورت دونوں کے لیے درست ہے اور جملہ لفظاً خبریہ معنأ انشائیہ بنایا یعنی بسم اللہ شریف پڑھنے والا اللہ تعالیٰ رحمٰن و رحیم کے نام سے برکت حاصل کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا علم ازلی وابدی ہے

۲: وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ (پ: ۴، ع: ۵، آیت ۱۳۲)

○ حالانکہ ابھی خدا نے تم میں سے جہاد کرنے والوں کو تو اچھی طرح معلوم کیا ہی نہیں۔

(فتح محمد جالندھری دیوبندی وہابی)

○ حالانکہ ہنوز اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو تو دیکھا ہی نہیں جنہوں نے تم میں سے جہاد کیا ہو۔

(اشرف علی تھانوی دیوبندی وہابی)

○ اور ابھی تک معلوم نہیں کیا اللہ نے جوڑنے والے ہیں تم میں۔

(محمود الحسن دیوبندی وہابی)

☆ اور ابھی اللہ نے تمہارے غازیوں کا امتحان نہ لیا

(کنز الایمان از اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ)

وَلْيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَلْيَعْلَمَنَّ الْمُنَافِقِينَ ○

۳:

(پ: ۲۰، ع: ۱۳، آیت: ۱۱)

○ اور اللہ تعالیٰ ایمان لانے والوں کو معلوم کر کے رہے گا اور منافقوں کو بھی معلوم

(اشرف علی تھانوی دیوبندی وہابی)

کر کے رہے گا۔

○ خدا ان کو ضرور معلوم کرے گا جو مومن ہیں اور منافقوں کو بھی معلوم کر کے رہے گا۔

(فتح محمد جالندھری دیوبندی)

وہابی ترجمہ سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کو نہ پہلے معلوم اور نہ فی الحال معلوم، آئندہ

اللہ تعالیٰ مومنوں اور منافقوں کو معلوم کرے گا حالانکہ اللہ تعالیٰ کو ہر شے کا ہمیشہ علم ہے۔

اب شان الوہیت کا محافظ سنی ترجمہ کنز الایمان ملاحظہ ہو:

☆ اور ضرور اللہ ظاہر کر دے گا ایمان والوں کو اور ضرور ظاہر کر دے گا منافقوں کو۔

(کنز الایمان از اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ)

صفت مکر (اردو میں) اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں

وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ ۚ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَكْرِينَ ○

۴:

(پ: ۹، ع: ۱۸، آیت: ۳۰)

- وہ بھی داؤ کرتے تھے اور اللہ بھی داؤ کرتا تھا اور اللہ کا داؤ سب سے بہتر ہے۔
(محمود الحسن دیوبندی، وحید الزمان غیر مقلد وہابی)
- اور وہ اپنی چال چل رہے ہیں اور اللہ اپنی چال چل رہا ہے۔ (مودودی وہابی)
- اور مکر کرتے تھے وہ اور مکر کرتا تھا اللہ۔ (ترجمہ مطبوعہ صحیفہ المحدث کراچی)
- ☆ اور وہ اپنا سا مکر کرتے تھے اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا اور اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے بہتر۔ (کنز الایمان)

دغا بازی اور ہنسی مذاق شان خداوندی کے لائق نہیں

۵: اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ

(پ: ۵، ع: ۱۸، آیت: ۱۴۲)

- البتہ منافقین دغا بازی کرتے ہیں اللہ سے اور وہی ان کو دغا دے گا۔
(محمود الحسن دیوبندی وہابی)
- وہ اللہ تعالیٰ کو فریب دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو فریب دے رہا ہے۔
(وحید الزمان وہابی)
- ☆ بے شک منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ کو فریب دیا چاہتے ہیں اور وہی ان کو غافل کر کے مارے گا۔
(کنز الایمان)
- ۶: اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ
(پ: ۱، ع: ۲، آیت: ۱۵)
- اللہ ان سے مذاق کر رہا ہے۔
(مودودی وہابی)

○ اللہ ہنسی کرتا ہے ان سے۔ (محمود الحسن دیوبندی وہابی)

○ اللہ ان سے دل لگی کرتا ہے۔ (وحید الزمان غیر مقلد وہابی)

ان تراجم میں اللہ تعالیٰ کی شان میں کس قدر بے ادبی کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحیح ترجمہ کر کے ہمیں
اللہ تعالیٰ کی بے ادبی سے بچایا۔

☆ اللہ ان سے استہزاء فرماتا ہے۔ (جیسا اس کی شان کے لائق ہے)۔

(کنز الایمان از اعلیٰ حضرت قدس سرہ)

شان رسالت

۷: وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَى ○ (پ: ۳۰، ع: ۱۸، آیت: ۷)

○ اور پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ سجھائی۔ (محمود الحسن دیوبندی وہابی)

○ اور تم کو دیکھا کہ راہ حق کی تلاش میں بھٹکے بھٹکے پھر رہے ہو تو تم کو دین اسلام کا
سیدھا راستہ دکھایا۔ (دیوبندی ڈپٹی نذیر احمد)

○ اور تمہیں گم کردہ راہ پایا تو تمہیں ہدایت کی۔ (مرزا حیرت غیر مقلد)

☆ اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی۔ (کنز الایمان)

۸: لِيُغْفَرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ

(پ: ۲۶، ع: ۹، آیت: ۲)

○ معاف کرے تجھ کو اللہ جو آگے ہو چکے تیرے گناہ اور جو پیچھے رہے۔

(محمود الحسن دیوبندی وہابی، وحید الزمان وہابی)

○ تاکہ اللہ آپ کی سب اگلی پچھلی خطائیں معاف کر دے۔

(اشرف علی تھانوی دیوبندی وہابی)

وہابیوں، دیوبندیوں کے ان تراجم سے ظاہر ہوتا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی گناہ گار تھے اور آئندہ بھی گناہ کریں گے (العیاذ باللہ) جب کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام معصوم ہوتے ہیں، انہیں خطا کار و گناہ گار جاننا بے ایمانی اور کفر ہے۔ اب ناموس رسالت اور عصمت نبوت کا پاس بان سنی بریلوی ترجمہ کنز الایمان دیکھیے:

☆ تاکہ اللہ تمہارے سب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔

(کنز الایمان)

(لَا مِثْلَ سَبَبٍ كَيْفَ فِي مَعْنَى فِي هُوَ، جَيْسَ جَنَّتُ لَكَ فِي تِيرَ سَبَبٍ آيَا)۔

۹: الرَّحْمَنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْآنَ ۝ خَلَقَ الْإِنْسَانَ ۝ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝

(پ: ۲۷، ع: ۱۱، آیت: ۳ تا ۱۱)

○ رحمن نے قرآن کی تعلیم دی۔ اس نے انسان کو پیدا کیا۔ پھر اس کو گویائی سکھائی۔

(اشرف علی تھانوی دیوبندی وفتح محمد جالندھری)

○ جنوں اور آدمیوں پر خدائے رحمن کے جہاں اور بے شمار احسانات ہیں ازاں

جملہ یہ کہ اسی نے قرآن پڑھایا اسی نے انسان کو پیدا کیا پھر اس کو بولنا سکھایا۔

(ڈپٹی نذیر احمد وہابی دیوبندی)

ان وہابی تراجم سے کچھ سمجھ نہیں آتا کہ رحمٰن نے کسے قرآن سکھایا۔ عِلْم متعدی بدو مفعول ہے۔ کس انسان کو پیدا فرمایا اور کون سا بیان سکھایا۔

اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ نے ان آیات کا ترجمہ کیا:

☆ رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا۔ انسانیت کی جان محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا کیا۔ مَا كَانْ وَمَا يَكُونْ کا بیان انہیں سکھایا۔

(کنز الایمان از اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ، مطابق تفسیر خازن)

۱۰: وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ ○ (پ: ۲۷، ع: ۵، آیت: ۱)

○ قسم ہے (مطلق) ستارہ کی جب وہ غروب ہونے لگے۔

(اشرف علی تھانوی دیوبندی)

○ قسم ہے تارے کی جب کہ وہ غروب ہوا۔ (مودودی وہابی)

☆ اس پیارے چمکتے تارے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قسم جب یہ معراج سے اترے۔ (اعلیٰ حضرت بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

(حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اسی طرح ترجمہ کیا)

(شفاء، ج: ۱، ص: ۲۸، نسیم الریاض، ج: ۱، ص: ۲۰۱، شرح شفاء، ج: ۱، ص: ۲۱۴،

روح البیان، ج: ۶، ص: ۴، تفسیر مظہری، ج: ۹، ص: ۱۰۳، مواہب اللدنیہ مع

زرقانی، ج: ۶، ص: ۲۱۶)

باب نمبر 7

دیوبندیوں، وہابیوں کی گستاخیاں

دیوبندیوں، وہابیوں کے اکابرین نے اللہ تعالیٰ اور رسول اکرمؐ نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان پاک میں گستاخانہ کفریہ عبارات لکھیں جن کی وجہ سے عرب و عجم کے کثیر علماء و مشائخ نے متفقہ طور پر ان پر کفر کا فتویٰ لگایا ”حسام الحرمین“ میں حرمین شریفین کے 34 علماء و فضلاء کی مہری تصدیقات و تقاریر موجود ہیں جو کہ انہوں نے اس تکفیر کے فتویٰ پر تحریر فرمائیں یہاں تک کہ ناظم دیوبند مولوی مرتضیٰ حسن اور اس کے ساتھیوں نے ”اشد العذاب“ میں اپنے دیوبندیوں پر گستاخیوں کی وجہ سے فتویٰ کفر کی تصدیق کی ہے۔

حضرت محدث کچھوچھوی قدس سرہ لکھتے ہیں:

”اتنے اکابر مشائخ علماء نے کفر و ارتداد کا فتویٰ دیا کہ چودہ صدیوں میں کسی فرقے کے کسی مجرم فرد پر اتنی بڑی تعداد کا اتفاق تاریخ میں موجود نہیں۔“

(انوار رضا: ص ۲۶۸)

مکہ مکرمہ سے علامہ مولانا سید اسماعیل خلیل قدس سرہ ان گستاخوں کے بارے میں لکھتے ہیں:

لَا شُبْهَةَ فِي كُفْرِهِمْ بِلَا مَجَالٍ، بَلْ لَا شُبْهَةَ فِيمَنْ تَوَقَّفَ فِي كُفْرِهِمْ بِمَجَالٍ مِنَ الْآخَوَالِ۔

”ان کے کفر میں کوئی شبہ نہیں نہ شک کی مجال جو ان کے کفر میں شک کرے بلکہ

کسی حال میں انہیں کافر کہنے میں توقف کرے اُس کے کفر میں بھی شبہ نہیں۔“

(حسام الحرمین: ص ۸۵)

فتویٰ فقہاء کرام رحمہم ورحمنا بہم

تمام مسلمان اس بات پر متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان والا صفات میں گستاخی کرنے والے کافر و مرتد ہیں اور بے شک ”مجمع الانہار“ اور ”دُر مختار“ وغیرہ معتد کتابوں میں ایسے کافروں کے حق میں فرمایا:

مَنْ شَكَّ فِي كُفْرِهِ وَعَذَابِهِ فَقَدْ كَفَرَ

(شفاء ج: ۲، ص: ۱۹۰، شرح فقہ اکبر ص: ۳۹۳۔ شامی ج: ۳، ص: ۳۱۷، حسام الحرمین ۲۶۶)

دیوبندیوں و ہابیوں کی گستاخانہ کفریہ عبارات میں سے چند درج کی جاتی ہیں تاکہ مسلمان خود فیصلہ فرمائیں کہ حق پرستی بریلوی ہیں جو ان عبارتوں کو کافرانہ قرار دیتے ہیں یا دیوبندی و ہابی جو ان عبارتوں کو اسلامی اور ان کے لکھنے والوں کو بزرگان دین مانتے ہیں۔

گستاخی نمبر 1-----خدا جھوٹ پر قادر ہے

خدا تعالیٰ کذب (جھوٹ بولنے) پر قادر ہے۔

(الْعَيَاذُ بِاللّٰهِ مِنْ هَذِهِ الْخَرَافَاتِ)

(براہین قاطعہ ص: ۲۷۴، مصنفہ خلیل احمد انیسٹھوی ورشید احمد گنگوہی دیوبندی و ہابی)

گستاخی نمبر 2-----نبی چمار سے بھی زیادہ بُرے ہیں

ہر مخلوق بڑا ہو (جیسے نبی، رسول، فرشتے) یا چھوٹا (جیسے ہم تم) وہ اللہ (جل جلالہ)

کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ (زیادہ بُرا ہے)۔

(تقویۃ الایمان ص ۱۲، چھاپہ دیوبند مصنفہ اسماعیل دہلوی دیوبندی و ہابی)

گستاخی نمبر 3-----سب نبی (علیہم الصلوٰۃ والسلام) ذرہ ناچیز ہیں

کوئی چیز اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہیں سب اس کے روبرو ہیں، سب انبیاء و اولیاء

اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کم تر ہیں۔

(تقویۃ الایمان ص: ۴۶، چھاپہ دیوبند مصنفہ اسماعیل دہلوی دیوبندی وہابی)

گستاخی نمبر 4----- جو نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو شفیع مانے مشرک ہے

جو کوئی کسی نبی و ولی کو یا امام اور شہید کو یا کسی فرشتہ کو یا کسی پیر کو اللہ جل جلالہ کی جناب میں اس قسم کا شفیع وجیہہ سمجھے سو وہ اصل مشرک ہے اور بڑا جاہل ہے۔

(تقویۃ الایمان ص: ۲۵، چھاپہ دیوبند مصنفہ اسماعیل دہلوی دیوبندی وہابی)

گستاخی نمبر 5----- نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو کوئی اختیار نہیں

جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔

(تقویۃ الایمان ص: ۳۴، چھاپہ دیوبند مصنفہ اسماعیل دہلوی دیوبندی وہابی)

گستاخی نمبر 6----- سوارب کے کسمی کونہ مانو

یعنی اللہ کے سوا کسی کونہ مان۔

(تقویۃ الایمان ص: ۱۴، ۱۵، چھاپہ دیوبند مصنفہ اسماعیل دہلوی دیوبندی وہابی)

گستاخی نمبر 7----- نبی بڑے بھائی ہم چھوٹے بھائی

اولیاء انبیاء سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر ان کو اللہ جل جلالہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے۔ ہم کو ان کی فرمانبرداری کا حکم ہے۔ ہم ان کے چھوٹے ہیں سو ان کی تعظیم انسانوں کی سی کرنی چاہیے۔

(تقویۃ الایمان ص: ۵۰، چھاپہ دیوبند مصنفہ اسماعیل دہلوی دیوبندی وہابی)

گستاخی نمبر 8----- نبی ﷺ کے علم شریف سے شیطان کا علم زیادہ

آپ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔۔۔۔۔ شیطان کو ساری زمین کو علم حاصل

ہے، نص (قرآن و حدیث) سے ثابت ہے لیکن نبی کریم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے علم کے لیے کوئی بھی ثبوت نہیں۔

(ملخصاً براہین قاطعہ، ص: ۵۱، چھاپہ دیوبند مصنفہ خلیل احمد انیسٹھوی مصدقہ رشید گنگوہی دیوبندی وہابی)

گستاخی نمبر 9۔۔۔۔۔ میلاد کرنے والے ہندوؤں سے بھی زیادہ بُرے ہیں

حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا یوم میلاد منانا ہنود کے سانگ کنھیا کی ولادت کا دن منانے کی طرح ہے۔۔۔۔۔ بلکہ یہ لوگ (میلاد منانے والے) اس قوم (ہنود) سے بڑھکر ہوئے۔

(براہین قاطعہ، ص: ۱۳۸ چھاپہ دیوبند مصنفہ خلیل و مصدقہ رشید دیوبندی وہابی)

گستاخی نمبر 10۔۔۔۔۔۔۔ اُردو میں نبی ﷺ دیوبند کے شاگرد ہیں

ایک دیوبندی کو خواب آیا کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مدرسہ دیوبند سے معاملہ ہونے یعنی دیوبند سے تعلق رکھنے کی برکت سے اُردو زبان آگئی۔ سبحان اللہ اس سے رتبہ دیوبند کا معلوم ہوا۔

(براہین قاطعہ، ص: ۲۶ چھاپہ دیوبند مصنفہ خلیل و مصدقہ رشید دیوبندی وہابی)

گستاخی نمبر 11۔۔۔۔۔ اُمتی عمل میں نبیوں علیہم الصلوٰۃ والسلام سے بظاہر بڑھ بھی جاتے ہیں

انبیاء اپنی اُمت سے ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات (بہت وقتوں میں) بظاہر اُمتی مساوی (برابر) ہو جاتے ہیں بلکہ اُمتی نبیوں سے عمل میں بڑھ جاتے ہیں۔

(تحذیر الناس، ص: ۵ چھاپہ دیوبند مصنفہ قاسم نانوتوی دیوبندی وہابی بانی دیوبند)

گستاخی نمبر 12۔۔۔۔۔۔۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پاگلوں اور حیوانوں جیسا علم ہے

(کُل علم تو آپ کو نہیں) اگر بعض علوم غیبیہ مُراد ہیں تو اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام کی ہی کیا تخصیص ہے (اس میں آپ کی کون سی شان ہے)۔ ایسا (آپ جیسا) علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی (بچے) و مجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم (جانوروں، ڈنگروں) کو بھی حاصل ہے۔

(حفظ الایمان، ص: ۸، چھاپہ دیوبند مصنفہ اشرف علی تھانوی دیوبندی وہابی)

گستاخی نمبر 13-- نماز میں رسالت مآب کا خیال بیل گدھے کے خیال سے بُرا ہے

صرف ہمت بسوئے شیخ و امثال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام باشند چند یں مرتبہ بدتر از استغراق در گاؤ، خر خود است۔

(صراط مستقیم ضیائی، ص: ۹۶)

(نماز میں) شیخ یا اسی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں اپنی ہمت (توجہ) کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے (خیال کرنے) سے زیادہ بُرا ہے۔۔۔۔۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دوسو سے والی رکعتوں میں سے ہر ایک رکعت کے بدلے چار رکعت ادا کرے۔

(صراط مستقیم، ص: ۹۷ مطبوعہ دیوبند مصنفہ اسماعیل دیوبندی وہابی)

گستاخی نمبر 14-- نی مرکز مٹی میں مل گیا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جھوٹ باندھا کہ آپ نے فرمایا، میں بھی ایک دن مرکز مٹی میں ملنے والا ہوں۔

(تقویۃ الایمان، ص: ۵۰ مطبوعہ دیوبند مصنفہ اسماعیل دہلوی دیوبندی وہابی)

گستاخی نمبر 15-- کروڑوں نی آسکتے ہیں

اس شہنشاہ کی تو یہ شان۔۔۔۔۔ کہ کروڑوں نبی محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

(سلم) کے برابر پیدا کر ڈالے۔

(تقویۃ الایمان، ص: ۲۵ مطبوعہ دیوبند مصنف اسماعیل دیوبندی وہابی)

گستاخی نمبر 16-- آخری نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کہنے والے سب عوام جاہل ہیں

عوام (یعنی جاہلوں) کے خیال میں آپ سب میں آخری نبی ہیں، مگر اہل فہم (عقل مندوں) کے خیال میں آخر میں آنا کچھ فضیلت نہیں۔

(تحذیر الناس، ص: ۳ چھاپہ دیوبند مصنفہ قاسم نانوتوی دیوبندی وہابی بانی مدرسہ دیوبند)

گستاخی نمبر 17----- آپ ﷺ کے زمانہ میں یا بعد بھی کوئی نبی ہو تو پھر بھی

آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے میں کوئی فرق نہ آئے گا

اگر بالفرض آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔

(تحذیر الناس، ص: ۱۴ مصنف قاسم نانوتوی دیوبندی وہابی)

بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

(تحذیر الناس، ص: ۲۵ مصنف قاسم نانوتوی دیوبندی وہابی)

کیا ہم اب یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہابی، دیوبندی، مرزائی آپس میں ہیں بھائی بھائی!

گستاخی نمبر 18-- حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کا مزار گرا دینے کے لائق ہے

حضور (ﷺ) کا مزار گرا دینے کے لائق ہے، اگر میں اس کے گرا دینے پر قادر

ہو گیا تو گرا دوں گا۔

(بانی وہابی مذہب ابن عبد الوہاب نجدی، اوضح البراہین بحوالہ قرآن کے غلط تراجم کی نشاندہی)

گستاخی نمبر 19----حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) سے لاشمی بہتر ہے

میری لاشمی محمد (ﷺ) سے بہتر ہے کیونکہ اس سے سانپ مارنے کا کام لیا جاسکتا ہے اور محمد (ﷺ) مر گئے ان سے کوئی نفع باقی نہ رہا۔

(اوضح البراہین بحوالہ قرآن مجید کے غلط تراجم کی نشاندہی)

گستاخی نمبر 20-----نبی اور شیطان برابر ہیں

ہر شخص خدا کا عبد ہے مومن بھی اور کافر بھی جس طرح ایک نبی اسی طرح شیطان رجیم بھی۔ (ترجمان القرآن از مودودی وہابی دیوبندی، آئینہ مودودی)

گستاخی نمبر 21-----انبیاء علیہم السلام کے فیصلے غلط ہوتے تھے

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام رائے اور فیصلے کی غلطی بھی کرتے تھے۔

(ترجمان القرآن از مودودی نجدی وہابی، آئینہ مودودی)

گستاخی نمبر 22-----نبی ان پڑھ چرواہا

یہ قانون جو ریگستان عرب کے ان پڑھ چرواہے نے دنیا کے سامنے پیش کیا۔

(پردہ، ص: ۱۵۳ از مودودی وہابی)

(حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان پڑھ، بادیہ نشین وغیرہ نعوذ باللہ لکھا۔ تفہیمات

ج: ۱، ص: ۳۴۹، دینیات ص: ۵۶)

نتیجہ

مرزا قادیانی نے صرف آخری نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا انکار کیا تو جو اسے

کافر نہ کہے وہ بھی کافر تو جو کہے کہ کروڑوں نبی آسکتے ہیں، وہ مٹی میں مل گئے، جو مٹی میں مل

گیا اس کا عہدہ نبوت و رسالت ختم جیسے صدر مر گیا صد رات ختم، اور جو کہے عوام (جاہلوں) کا خیال ہے کہ وہ آخری نبی ہیں اہل فہم کا خیال نہیں بلکہ بالفرض آپ کے زمانہ میں یا بعد میں بھی کوئی نبی پیدا ہو پھر بھی آپ کی ختم نبوت و آخری نبی ہونے میں کچھ فرق نہ آئے گا، اور جو کہے کہ تمام نبی کوئی شے نہیں، بتاؤ وہ کافر ہوا یا نہیں؟ پھر ایسے گستاخوں سے اتحاد کرنا حکمِ رحمن ہے یا حکمِ نفس و شیطان؟

ناظم دیوبند کا خود اپنوں پر فتویٰ کفر

لکھتے ہیں جو مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ نے دیوبندیوں کو گستاخی کرنے کی وجہ سے کافر کہا تمام علماء دیوبند فرماتے ہیں کہ خاں صاحب بریلوی کا یہ علم بالکل صحیح ہے جو ایسا کہے وہ کافر ہے، مرتد ہے، ملعون ہے بلکہ جو ایسے مرتدوں کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔ یہ عقائد بیشک کفریہ عقائد ہیں۔

(اشد العذاب، ص: ۱۲، ۱۳ مصنف مرتضیٰ حسن ناظم دیوبند مصدقہ اشرف علی تھانوی و کفایت اللہ دیوبندی وہابی، ضمیمہ اشد العذاب)

کلمہ پڑھنے کے باوجود کافر ہونا

اللہ تعالیٰ اور رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخیاں بکنے والے کافر ہیں اگرچہ وہ لاکھ بار کلمہ پڑھتے ہوں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

(۱) اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ وَیُرِیدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهِ وَیَقُولُوْنَ نُوْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَکْفُرُ بِبَعْضٍ

وَيُرِيدُونَ أَنْ يُتَّخَذَ وَابْنُ دَاوُدَ رَسُولًا ۚ وَكَرِهُوا
الْكُفْرَ حَقًّا ۚ وَاعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا ۝

(پ: ۶، ع: ۱، آیت: ۱۵۱)

وہ جو اللہ اور اس کے رسولوں کو نہیں مانتے اور چاہتے ہیں کہ اللہ سے اس کے رسولوں کو جدا کر دیں اور کہتے ہیں ہم کسی پر ایمان لائے اور کسی کے منکر ہوئے۔ اور چاہتے ہیں کہ ایمان و کفر کے بیچ میں کوئی راہ نکال لیں۔ یہی ہیں ٹھیک ٹھیک کافر۔ اور ہم نے کافروں کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (کنز الایمان)

اللہ تعالیٰ سے اس کے رسولوں (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کو جدا کرنے والوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا **هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا** کہ وہ یکے کافر ہیں۔

ذکر خدا جو ان سے جدا چاہو نجدیو

واللہ ذکر حق نہیں کنجی سقر کی ہے

اسمعیل دہلوی دیوبندی وہابی نے تقویۃ الایمان میں لکھا کہ:

”اللہ کے سوا کسی کو نہ مان“

(2) **يَخْلِفُونَ بِاللَّهِ مَا قَالُوا وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوا**

بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ

(پ: ۱۰، ع: ۱۶، آیت: ۷۴)

اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے نہ کہا اور بے شک ضرور انہوں نے کفر کی بات کہی اور اسلام میں آ کر کافر ہو گئے۔ (کنز الایمان)

پتہ چلا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخانہ الفاظ کہنے والے مسلمان ہونے کا دعویٰ کرنے کے باوجود کافر ہیں۔

وہ حبیب پیارا تو عمر بھر کرے فیض وجود ہی سر بسر

ارے تجھ کو کھائے تپ سقر ترے دل میں کس سے بخار ہے

(3) لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ (پ: ۱۰، ع: ۱۴، آیت: ۶۶)

بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر۔ (کنز الایمان)

بعض منافقین نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب شریف کا انکار کیا،

یوں کہ اس کی ”وَمَا يُذَرِّهِ بِالْغَيْبِ“ وہ (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام) غیب کیا

جائیں؟ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کے منکروں کو کلمہ پڑھنے والوں کو

کافر کہا۔ (تفسیر ابن جریر، ج: ۱، ص: ۱۰۵، تفسیر درمنثور، ج: ۳، ص: ۲۵۴)

اس سے ظاہر ہوا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخی کفر ہے

جس طرح بھی ہو اس میں عذر قبول نہیں خواہ وہ لاکھ بار کلمہ پڑھے۔

(4) كَيْفَ يَهْدِي اللَّهُ قَوْمًا كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ وَشَهِدُوا أَنَّ

الرَّسُولَ حَقٌّ وَجَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

الظَّالِمِينَ (پ: ۳، ع: ۱۷، آیت: ۸۶)

کیونکر اللہ ایسی قوم کی ہدایت چاہے جو ایمان لا کر کافر ہو گئے اور گواہی دے چکے تھے

کہ رسول سچا ہے اور انہیں کھلی نشانیاں آچکی تھیں اور اللہ جل جلالہ ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا۔

معلوم ہوا کہ رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گستاخی کرنے والا ایمان لانے

اور کلمہ پڑھنے کے باوجود بھی کافر ہوتا ہے۔

اُف رے منکر یہ بڑھا جوش تعصب آخر

بھیڑ میں ہاتھ سے کم بخت کے ایمان گیا

صرف اہلسنت وجماعت جنتی ہیں

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین ملّة وتفرقت
أمتی علی ثلاث وسبعین ملّة کلّهم فی النار إلا ملّة واحدة
قالوا من هی یارسول اللہ قال ما أنا علیہ وأصحابی
زواہ الترمذی وفی روایة أحمد وأبی داود ثنتان وسبعون فی
النار واحدة فی الجنة وهی الجماعة

(جامع ترمذی ج: ۲، ص: ۹۳، مشکوٰۃ ص: ۳۰، اس حدیث کا مفہوم ان الفاظ میں
دیکھیے ابوداؤد ج: ۲، ص: ۲۷۵، ابن ماجہ ج: ۶، ص: ۲۹۲، سنن دارمی ج: ۲،
ص: ۱۵۸، مسند امام احمد ج: ۴، ص: ۱۰۴، مسند ابویعلیٰ ج: ۵، ص: ۹۵، طبرانی ج: ۱،
ص: ۲۵۶، مستدرک ج: ۴، ص: ۴۲۰، نبراس ص: ۱۸، جامع البیان، ص: ۲۲، اسی
حدیث کو وہابیہ کے شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے فتاویٰ ابن تیمیہ ج: ۳، ص: ۳۲۵، وہابیہ
دیوبندیہ کے امام اسماعیل دہلوی نے تذکیر الاخوان ص: ۴۷ پر لکھا ہے)

بہتر گروہ دوزخی ہوں گے اور ایک گروہ جنتی ہوگا وہ اہلسنت وجماعت ہے۔

حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ اسی حدیث پاک کو بیان کر کے فرماتے ہیں:

فَلَا شَكَّ وَلَا رَيْبَ أَنَّهُمْ هُمْ أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج: ۱، ص: ۲۲۸)

تو اس بات میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ وہ جنتی گروہ اہل سنت وجماعت ہی ہے۔

حضور غوث اعظم شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں:

وَأَمَّا الْفِرْقَةُ النَّاجِيَةُ فَهِيَ أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ

اور جو فرقہ نجات پانے والا ہے وہ اہل سنت و جماعت ہے۔

(غنیۃ الطالبین ص: ۸۰ منسوب سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

تنبیہ الغافلین میں حدیث شریف اس طرح منقول ہے:

قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا هَذِهِ الْوَاحِدَةُ قَالَ أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ

عرض کیا یا رسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام یہ ایک جنتی گروہ کون سا ہے، فرمایا وہ

اہل سنت و جماعت ہے۔ (تنبیہ الغافلین ص: ۲۰۷، احیاء العلوم ج: ۳، ص: ۱۰۲)

تجھ سے اور جنت کیا سے مطلب وہابی دور ہو

ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ ﷺ کی

(حدائق بخشش)

واضح ہو کہ بریلوی کوئی نیا مذہب نہیں ہے بلکہ حق مذہب اہل سنت و جماعت جو

کتاب و سنت کے مطابق اور متقدمین علماء کرام سے منقول اور ثابت ہے، اسی مذہب

مذہب کی امام اہلسنت مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت شاہ احمد خان بریلوی قدس سرہ نے تبلیغ

و اشاعت فرمائی اور بد مذہبوں کے گستاخانہ و کفریہ عقائد سے مسلمانوں کو خبردار کیا، چنانچہ

اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ سے تعلق و نسبت خالص اہلسنت و جماعت کی نشانی ہے۔



باب نمبر 8

وہابیہ دیوبندیہ کی صحبت ہزار اعلانیہ کافر کی صحبت سے زیادہ مضر ہے

(ارشاد مجدد اعظم مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ، احکام شریعت، ج: ۱، ص: ۱۳۲)

تجربہ ہے کہ صحبت اور میل جول کی وجہ سے بہت سے سنی، وہابی دیوبندی بننے لگے ہیں جبکہ ہندو، سکھ، عیسائی اعلانیہ کافر بننے والے بہت کم بنے گئے۔

سب سے مضر تر ہیں یہ وہابی
سنی بن بہکاتے یہ ہیں

(اعلیٰ حضرت قدس سرہ)

کافروں سے اتحاد کرنے والے بحکم قرآن کافر ہیں

(فرمان اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ، رسائل رضویہ، ج: ۲، ص: ۱۵۲)

آیات مبارکہ

(1) لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ
حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ
أَخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ۚ أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ
الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ ۚ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي
مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ
وَرَضُوا عَنْهُ ۚ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ

(پ: ۲۸، ع: ۳، آیت: ۲۲)

الْمُفْلِحُونَ ۝

تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں۔ یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی اور انہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں، ان میں ہمیشہ رہیں اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی، یہ اللہ کی جماعت ہے، سُنتا ہے اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے۔ (کنز الایمان)

گستاخوں سے علیحدگی اختیار کرنے والوں کے لیے سات انعامات

پہلا انعام

أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ

ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنے قلم قدرت کے ساتھ ایمان لکھ دیا۔

آیہ کریمہ کے اس حصے اور اگلے حصے وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ سے اعلیٰ

حضرت قدس سرہ نے اعداد نکالے تو (۱۲۷۲) نکلے جو کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا سال

پیدائش ہے۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں بحمد اللہ اگر میرے دل کے دو ٹکڑے

کیے جائیں تو خدا کی قسم ایک پر لکھا ہوگا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اور دوسرے پر لکھا ہوگا

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ ط ﷺ (ملفوظات اعلیٰ حضرت قدس سرہ)

سبحان اللہ یہ ہے اللہ اور رسول (جل جلالہ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے

گستاخوں کو ترک کرنے کا انعام! جس کے دل میں اللہ تعالیٰ اپنے دست قدرت سے

ایمان لکھ دے وہ کبھی مٹ نہیں سکتا۔

دوسرا انعام

وَأَيُّدُهُمْ بِرُوحٍ مِّنْهُ ط

اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف کی روح سے انکی مدد کی

تیسرا انعام

وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ط

اللہ تعالیٰ ان کو جنتوں میں داخل کرے گا جن میں نہریں بہتی ہیں ہمیشہ ان جنتوں میں رہیں گے۔

چوتھا انعام

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ

اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا۔

اس آیہ مبارکہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ہر بے دین، بد مذہب گستاخ سے علیحدہ رہنے والے صالح مسلمان کو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہہ سکتے ہیں۔

پانچواں انعام

وَرَضُوا عَنْهُ ط

اور وہ بھی اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے

چھٹا انعام

أُولَئِكَ حِزْبُ اللَّهِ ط

وہ اللہ تعالیٰ کی جماعت ہے

ساتواں انعام

آلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝

خبردار بے شک اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے

گستاخوں سے دوستی کرنے والوں کے لیے سات دُڑے (سزائیں)

پہلا دُڑہ: ان کے دلوں میں ایمان نہیں لکھا جائے گا۔

دوسرا دُڑہ: ان کی رب تعالیٰ امداد نہیں فرمائے گا۔

تیسرا دُڑہ: وہ جنتوں میں کبھی نہیں جاسکتے۔

چوتھا دُڑہ: ان پر اللہ تعالیٰ کا قہر و غضب ہوگا۔

پانچواں دُڑہ: وہ اللہ تعالیٰ سے راضی نہیں ہوں گے۔

چھٹا دُڑہ: وہ شیطان کا ٹولہ ہے (أُولَٰئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ)

ساتواں دُڑہ: وہ شیطان کا ٹولہ کبھی کامیاب نہیں ہوگا۔

(2) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بَطَانَةً مِّنْ دُونِكُمْ لَا يَأْمُرُكُمْ

خَبَالًا وَلَا وَدًّا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ ۚ

وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ ۚ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ إِن كُنتُمْ

تَعْقِلُونَ ۝ (پ: ۴، ع: ۳، آیت: ۱۱۸)

اے ایمان والو! غیروں کو اپنا رازدار نہ بناؤ وہ تمہاری برائی میں کمی نہیں کرتے۔ ان کی

آرزو ہے جتنی ایذا تمہیں پہنچے۔ (دُشمنی) بیران کی باتوں سے جھلک اٹھا۔ اور وہ جو سینے میں

چھپائے ہیں اور بڑا ہے۔ ہم نے نشانیاں تمہیں کھول کر سنا دیں اگر تمہیں عقل ہو۔ (کنز الایمان)

اللہ تعالیٰ کے فرمان کی تکذیب اور انکار کا نام کفر ہے۔ دیوبندیوں، وہابیوں، رافضیوں، مرزائیوں اور دیگر بدمذہبوں سے دوستی میل جول اور اتحاد کرنے والے اس آیت کا کیسا کیسا رد کرتے ہیں اور کس کس طرح جھٹلاتے ہیں۔

(ا) رب تعالیٰ فرماتا ہے کسی کافر کو اپنا راز دار نہ بناؤ اور یہ انہیں اپنا راز دار بناتے ہیں۔ یہ واحد قہار کی کھلی ہوئی نافرمانی ہے۔

(ب) رب عزوجل فرماتا ہے وہ تمہاری بدخواہی اور برائی میں کمی نہیں کریں گے۔ ان سے اتحاد کر کے انہیں اپنا راز دار بنانے والے سمجھتے ہیں کہ وہ کفار ہماری خیر خواہی اور بھلائی میں کمی نہیں کریں گے۔ یہ اللہ عزوجل کی تکذیب ہے۔

(ج) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بے دینوں کی دلی تمنا ہے کہ تمہیں مشقت اور ایذا پہنچے کفار مرتدین سے دوستی اور اتحاد کرنے والے کہتے ہیں وہ ہمیں مشقت اور ایذا سے بچائیں گے اور راحت و آرام پہنچائیں گے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کے فرمان کا انکار ہے۔

(د) رب تعالیٰ نے فرمایا کہ دشمنی ان کے منہ سے ظاہر ہو چکی۔ اس طرح کہ وہابی، دیوبندی یا رسول اللہ (علیک الصلوٰۃ والسلام) کہنے والوں کو مشرک کہتے ہیں۔ کئی یا رسول اللہ (علیک الصلوٰۃ والسلام) کہنے والوں کو انہوں نے شہید کر دیا۔ اور تعظیم کے جو کام سنی کرتے ہیں ان پر شرک و بدعت کے فتوے لگاتے ہیں۔ پھر بھی ان سے محبت کرنے والے ان سے باتھو دوستی کے عہد باندھ کر اللہ تعالیٰ کے فرمان کا رد کرتے ہیں۔

(ر) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو دشمنی اور عداوت ان کے دلوں میں چھپی ہوئی ہے، وہ اور بڑی ہے، معاذ اللہ۔۔ اگر وہابیوں، دیوبندیوں کی حکومت ہو جائے تو جس قدر سنیوں سے ان کی عداوت ہے تو یہ یقیناً یا رسول اللہ کہنے والوں کو ظلم و ستم کا نشانہ بنائیں۔

مگر ان سے اتحاد کرنے والے اللہ تعالیٰ کے ہر فرمان کو جھٹلاتے اور اس کا رد کرتے ہیں۔

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

(3) بَشِّرِ الْمُنَافِقِينَ بِأَنَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ

الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ط أَيْبَتَغُونَ عَنْهُمْ

الْعِزَّةَ فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا ۝ (پ: ۵، ع: ۱۷، آیت: ۱۳۹)

خوشخبری دو منافقوں کو کہ ان کے لیے دردناک عذاب ہے، وہ جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں۔ کیا ان کے پاس عزت ڈھونڈھتے ہیں تو عزت تو ہماری اللہ کے لیے ہے۔ (کنز الایمان)

غلبہ و عزت حاصل کرنے کے لیے جو لوگ کفار و منافقین کو مددگار بناتے ہیں اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے فرمان کے مطابق جن کی صحبت اعلانیہ کافر سے ہزار درجہ زیادہ خطرناک ہے، ان وہابیوں، دیوبندیوں سے نئے نئے طریقے پر اتحاد کرتے ہیں، قرآن فرماتا ہے یہ ان کی بد عقلی ہے، ایسا کرنے والے منافق ہیں اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

(4) لَا يَتَّخِذُ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۚ

وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ

(پ: ۳، ع: ۱۱، آیت: ۲۸)

مسلمان کافروں کو اپنا دوست نہ بنالیں مسلمانوں کے سوا اور جو ایسا کرے گا اسے

(کنز الایمان)

اللہ سے کچھ علاقہ نہ رہا۔

تفسیر کبیر میں ہے:

لَا تَتَّخِذْ وَهُمْ أَوْلِيَاءَ أَيْ لَا تَعْتَمِدْ وَاعْلَى الْأَسْتِنصَارِ

بِهِمْ وَالتَّوَدُّدِ إِلَيْهِمْ

(تفسیر کبیر، ج: ۲، ص: ۱۶)

اس آیت مبارکہ سے مراد یہ ہے کہ کافروں کی مدد و یاری پر اعتماد نہ کرو۔

تفسیر ابوالسعود میں ہے:

أَيُّ جَانِبِهِمْ مُجَانِبَةٌ كَلِيَّةٌ وَلَا تَقْبَلُوا مِنْهُمْ وَلَا يَةً وَلَا

نُصْرَةً

(تفسیر ابوالسعود، ج: ۲، ص: ۲۱۳)

یعنی کافروں سے بالکل کنارہ کش (علیحدہ) رہو اور کبھی ان کی دوستی اور مدد قبول

نہ کرو۔

اتحادی اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی ڈٹ کر نافرمانی کرتے ہیں۔

(5) وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ ط (پ: ۶، ع: ۱۲، آیت: ۵۱)

اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انہیں میں سے ہے۔

(کنز الایمان)

لہذا دیوبندیوں، وہابیوں سے محبت اور میل جول رکھنے والے انہیں میں سے

ہیں۔

(6) وَإِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِى مَعَ الْقَوْمِ

الظَّالِمِينَ ○ (پ: ۷، ع: ۱۴، آیت: ۶۸)

اور جو کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔

(کنز الایمان)

سب سے بڑے ظالم وہ بد بخت ہیں جو نبیوں، ولیوں (علیہم الصلوٰۃ والسلام و

رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے گستاخ ہیں۔ تو ان گستاخوں، بد مذہبوں، بڑے ظالموں کے پاس

بیٹھنے والے، ان سے اتحاد کرنے والے قرآن کے کس قدر مخالف ہیں۔

(7) وَلَا تَرْكُنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ

(پ: ۱۲، ع: ۱۰، آیت: ۱۱۳)

اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آگ چھوئے گی۔

(کنز الایمان)

سب کافروں سے قتال و شدت کا حکم

(8) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ مِنَ الْكُفَّارِ وَ

لِيَجْذُرُوا فِيكُمْ غِلْظَةً۔ (پ: ۱۱، ع: ۵، آیت: ۱۲۳)

اے ایمان والو جہاد کرو ان کافروں سے جو تمہارے قریب ہیں اور چاہیے کہ وہ تم

میں سختی پائیں۔ (کنز الایمان)

(9) يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ

وَمَا لَهُمْ جَهَنَّمَ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ (پ: ۲۸، ع: ۲۰، آیت: ۹)

اے غیب بتانے والے (نبی) کافروں پر اور منافقوں پر جہاد کرو اور ان پر سختی

فرماؤ اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور کیا ہی برا انجام۔ (کنز الایمان)

جو لوگ کہتے ہیں بد مذہبوں گستاخوں پر سختی نہ کرو وہ ان آیتوں پر غور کریں۔

دشمن احمد (ﷺ) پہ شدت کیجیے

ملاحدوں کی کیا مروت کیجیے

(حدائق بخشش)

احادیث مبارکہ

(1) إِذَا رَأَيْتُمْ صَاحِبَ بِذْعَةٍ فَاكْفِهْرُ وَافِي وَجْهِهِ فَإِنَّ اللَّهَ

يَبْغِضُ كُلَّ مُبْتَدِعٍ (ابن عساکر، ج: ۴۳، ص: ۳۳۷، تذکرة الموضوعات ص: ۱۵)

جب تم کسی بد مذہب کو دیکھو تو اس کے سامنے ترش روئی سے پیش آؤ، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ہر بد مذہب کو دشمن رکھتا ہے۔

(2) لَا يَقْبَلُ اللَّهُ لِمَا حَبِبَ بِذْعَةٍ صَوْمًا وَلَا صَلَاةً وَلَا صَدَقَةً

وَلَا حَجًّا وَلَا عُمْرَةً وَلَا جِهَادًا وَلَا صَرْفًا وَلَا عَدْلًا يَخْرُجُ

مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا تَخْرُجُ الشُّعْرَةُ مِنَ الْعَبَجَيْنِ.

(ابن ماجہ، ص: ۶، کنز العمال ج: ۱، ص: ۲۲۰)

اللہ تعالیٰ کسی بد مذہب کا نہ روزہ قبول کرتا ہے نہ نماز، نہ زکوٰۃ، نہ حج نہ عمرہ نہ جہاد اور نہ کوئی فرض نہ نفل، بد مذہب دین اسلام سے ایسے نکل جاتا ہے جیسے گندھے ہوئے آٹے سے بال نکل جاتا ہے۔

(3) أَهْلُ الْبِدْعِ كَلَابُ أَهْلِ النَّارِ (کنز العمال، ج: ۱، ص: ۲۱۸، دارقطنی)

بد مذہب دوزخ والوں کے کتے ہیں۔

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ کسی کو بُرا نہ کہو لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

بد مذہبوں کو پڑھنے والوں کو دوزخی بلکہ دوزخ والوں کے کتے فرمایا۔

(4) إِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّوْكُمْ وَلَا يُفْتِنُوْكُمْ

(مشکوٰۃ، مسلم، ج: ۱، ص: ۱۰)

ان (بد مذہبوں دیوبندیوں، وہابیوں رافضیوں، مرزائیوں) سے دور رہو اور

انہیں اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں، کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔
اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بد مذہبوں کی صحبت کے خطرہ
سے آگاہ فرمادیا۔ اب جو کوئی رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم کو ٹھکرا کر بے دینوں
گستاخوں سے دوستی رکھے وہ ضرور گمراہی اور ہلاکت کے راستے پر ہے۔

(5) اِنْ مَرَضُوا فَلَا تُعْوِذُوهُمْ وَاِنْ مَاتُوا فَلَا تَشْهَدُوهُمْ وَاِنْ
لَقِيتُمُوهُمْ فَلَا تَسْلِمُوْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَجَالِسُوْهُمْ وَلَا
تُشَارِبُوْهُمْ وَلَا تُوَاكِلُوْهُمْ وَلَا تَنَاجُوْهُمْ وَلَا تَصَلُّوْا
عَلَيْهِمْ وَلَا تَصَلُّوْا مَعَهُمْ

(ابو داؤد، ج: ۲، ص: ۲۸۸، ابن ماجہ، ص: ۱۰، عقیلی، ج: ۱، ص: ۱۲۶، غنیۃ الطالبین
ص: ۲۸۸، صحیح ابن حبان، ج: ۱، ص: ۱۸۷، کتاب الشفاء، ج: ۲، ص: ۲۶۶، کنز العمال
ج: ۱۱، ص: ۲۹، الصواعق المحرقة، ص: ۴، شعب الایمان، ج: ۷، ص: ۶۱)

بد مذہب اگر بیمار پڑ جائیں تو ان کی عیادت نہ کرو، اگر مرجائیں تو ان کے جنازہ
میں شریک نہ ہو، ان سے ملاقات ہو تو انہیں سلام نہ کرو، ان کے پاس نہ بیٹھو، ان کے ساتھ
پانی نہ پیو، ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ، ان کے ساتھ شادی بیاہ نہ کرو، ان کی جنازہ کی نماز نہ
پڑھو، اور ان کے ساتھ نماز نہ پڑھو۔

اس حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ بد مذہب نمازیں پڑھنے والے ہیں
جن سے قطع تعلق کی سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تعلیم فرما رہے ہیں۔

(6) مَنْ وَقَرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ آعَانَ عَلَى هَدْمِ الْإِسْلَامِ

(المعجم الاوسط، ج: ۷، ص: ۳۹۶، حلیۃ الاولیاء، ج: ۶، ص: ۹۷، مشکوٰۃ ص: ۳۱، باب الاعتصام

بالکتاب والسنۃ الفصل الثالث، جامع صغیر، ص: ۵۴۵)

جس نے کسی بد مذہب کی عزت کی اس نے اسلام ڈھانے پر مدد کی۔
اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ کے فرمان کے مطابق وہابیوں دیوبندیوں کی صحبت ہزار
اعلانیہ کافر کی صحبت سے زیادہ خطرناک ہے۔ ان وہابیوں دیوبندیوں کی جو شخص عزت
و تکریم کرے وہ اسلام کا کتنا مخالف اور اسے گرانے کی کتنی کوشش کرتا ہے۔

(7) إِذَا مُدِّحَ الْفَاسِقِ، غَضَبَ الرَّبُّ وَاهْتَزَّ لِذَلِكَ الْعَرْشُ

(جامع صغیر، ص: ۵۹، مشکوٰۃ، ص: ۴۱۴)

جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے رب تعالیٰ غضب فرماتا ہے، اور عرش الہی ہل
جاتا ہے۔

جونہیوں، ولیوں (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کے گستاخ ہیں وہ سب سے زیادہ فاسق
اور بے ایمان ہیں تو ان کی تعریف کرنا ان سے اتحاد کرنا کس قدر رب قہار کے غضب کو
دعوت دینا ہے۔

(8) نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُصَافِحَ الْمُشْرِكُونَ أَوْ يُكَنُّوا أَوْ

يُرْحَبُ بِهِمْ (ابو نعیم، حلیۃ الاولیاء، ج: ۹، ص: ۲۳۶)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا کہ مشرکوں سے مصافحہ کیا جائے
یا انہیں کنیت سے ذکر کیا جائے یا آتے وقت انہیں مرحبا کہا جائے۔

یہ بہت کم درجے کی عزت ہے کہ نام لے کر نہ پکارا جائے، فلاں کا باپ کہہ دیا
جائے یا آتے وقت جگہ دینے کو آئیے کہہ دیا جائے۔ اللہ اکبر! کفار کے بارے میں حدیث
شریف اس سے بھی منع فرماتی ہے۔ اعلانیہ کافر سے ہزار درجہ مضر دیوبندیوں، وہابیوں سے
اتحاد کرنا، ان کے مولویوں کو بڑے بڑے القاب سے ذکر کرنا، ان کا شان سے استقبال

کرنا، جلسوں میں ان کی تقریریں مسلمانوں کو سُننا، حالانکہ بے دینوں، بد مذہبوں کو ایسا مقام یا عہدہ دینا جس سے مسلمانوں کے دلوں میں ان کی تعظیم پیدا ہو حرام ہے۔ انہیں صدر، چیئر مین، سیکریٹری اور رکن وغیرہ اعزازی عہدے دینا سراسر گمراہی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت ہے۔

فتویٰ

لَوْ قَالَ لِمَجُوسِي يَا أَسْتَاذُ تَبْجِيلًا كَفَرًا

(درمختار، ج: ۲، ص: ۲۵۱، فتاویٰ امام ظہیر الدین، اشباہ والنظائر، تنویر الابصار، الحجۃ المؤمنہ وغیرہا)

اگر مجوسی کو بطور تعظیم اے استاد! کہے کافر ہو جائے گا۔

آگ کا پجاری تو صرف آگ کو خدا کہتا ہے اس کو تعظیم سے اُستاد کہنے والا کافر ہو جائے گا۔ جو سچے خدا کو نہ مانے بلکہ کہے ہمارا خدا جھوٹ بولنے پر قادر ہے۔ (براہین قاطعہ از خلیل ورشید دیوبندی وہابی، ص: ۲۷۸) اور کہے ”افعال قبیحہ مقدور باری تعالیٰ ہیں۔“ یعنی تمام بُرے کام (جھوٹ، چوری، زنا وغیرہ جو بندے کر سکتے ہیں) ہمارا (وہابیوں، دیوبندیوں کا) خدا بھی کر سکتا ہے۔

(جہد المقل از مولوی محمود الحسن دیوبندی وہابی ج: ۱، ص: ۸۳)

دلیل علیل ذلیل یہ دیتے ہیں کہ اگر سارے عیب بندے کر سکیں اور خدا نہ کر سکے تو بندے بڑھ گئے خدا کی قدرت کم ہوئی۔

بتاؤ جو شخص ایسوں کی تعظیم کرے ان سے محبت اور اتحاد کرے کیا وہ کافر نہ ہوگا؟

مسلمانوں کا سچا خدا وہ ہے جو ہر عیب سے پاک ہے، جھوٹ وغیرہ تمام عیوب اللہ تعالیٰ کی ذات پر محال ہیں۔ کمی عیوب میں ہے جنہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت سے تعلق ہی

نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کامل ہے۔

فتویٰ

لَوْ سَلَّمَ عَلَى الذِّمِّيِّ تَبْجِيلًا يَكْفُرُ لَانَ تَبْجِيلِ الْكَافِرِ كُفْرٌ

(فتاویٰ امام ظہیر الدین، اشتباہ، الحجۃ المومتمنہ وغیرہا، درمختار ج: ۲، ص: ۲۵۱)

اگر ذمی کو تعظیم کے ساتھ سلام کرے کافر ہو جائے گا کہ کافر کی تعظیم کفر ہے۔ ذمی

نرم درجے کے کافر کو کہتے ہیں تو اس کو تعظیم کے ساتھ سلام کرنے والا کافر ہو جاتا ہے تو بتاؤ

ہزار درجے بڑے گستاخ کفار کی تعظیم کرنے والا کتنا بڑا کافر ہوگا!

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام

اللہ الحمد میں دُنیا سے مسلمان گیا

باب نمبر 9

حضور سید عالم نور مجسم ﷺ حاضر و ناظر ہیں

جانِ جہان و جانِ ایمان حضور رحمۃ اللعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے فضل و عطا سے بحیاتِ حقیقی زندہ اور ہر زمان و مکان میں حاضر و ناظر ہیں۔ کائنات میں کوئی شے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے غیب اور پوشیدہ نہیں۔

سر عرش پر ہے تری گزر دل فرش پر ہے تری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

آیات مبارکہ

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا (پ: ۲۲، ع: ۳، آیت: ۲۵)

اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر
(کنز الایمان)

اس آیت مبارکہ میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شاہد فرمایا گیا، شاہد شہود سے ہے اور شہود حضور ہے۔ شاہد مشاہدہ سے ہے اور مشاہدہ رویت (دیکھنا) ہے تو وہ بے شک شاہد ہیں، بے شک حاضر ہیں بے شک ناظر ہیں۔

دوسری آیت

قرآن پاک میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو شہید بھی کہا گیا۔

شہید کا معنی حاضر و ناظر ہے۔ شہید اللہ تعالیٰ کا نام بھی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا O (پ: ۵، ع: ۲، آیت: ۳۳)

بے شک ہر چیز اللہ کے سامنے ہے۔
(کنز الایمان)

مشکوٰۃ شریف (ص: ۳۹۹) میں اللہ تعالیٰ کے اسمائے مبارکہ میں الشَّهِيدُ

کے ساتھ بین السطور لکھا ہے۔ اَلْحَاضِرُ یعنی شہید کا معنی حاضر و ناظر ہے۔ یہی شہید کا کلمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے استعمال فرمایا:

وَيَكُوْنُ الرَّسُوْلُ عَلَیْكُمْ شَهِيدًا ط (پ: ۲، ع: ۱، آیت: ۱۴۳)

اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ (یعنی تم سب پر حاضر و ناظر ہیں)۔

تیسری آیت

وَجِئْنَا بِكَ عَلٰی هٰؤُلَاءِ شَهِيدًا O (پ: ۵، ع: ۳، آیت: ۴۱)

اور اے محبوب تمہیں ان سب پر گواہ بنا کر لائیں۔
(کنز الایمان)

اور اس سے معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اگلے پچھلے تمام حالات کا مشاہدہ فرما رہے ہیں کیونکہ سچا گواہ وہ ہوتا ہے جو موقع پر حاضر و ناظر ہو۔

فضل خدا سے غیب شہادت ہوا انہیں

اس پر شہادت آیت و وحی و اثر کی ہے

چوتھی آیت

النَّبِيُّ اَوْْلٰی بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ (پ: ۲۱، ع: ۱۷، آیت: ۶)

نبی مسلمانوں کی جانوں سے زیادہ ان کے قریب ہے۔

جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مسلمانوں کی جانوں سے زیادہ ان کے قریب ہیں تو پھر کسی مسلمان کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے!

شاہد اور شہید کے معنی حاضر و ناظر ہونے کی آیات و احادیث سے تصدیق

آیت نمبر 1

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ط (پ: ۲، ع: ۷، آیت: ۱۸۵)
تو تم میں جو کوئی یہ (رمضان کا) مہینہ پائے ضرور اس کے روزے رکھے۔
شہد کا معنی موجود ہونا، حاضر و ناظر ہونا ہے۔

آیت نمبر 2

وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ○

(پ: ۱۸، ع: ۷، آیت: ۲)
اور چاہیے کہ ان (زانی مرد اور زانیہ عورت) کی سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک
گروہ حاضر (و ناظر) ہو۔

آیت نمبر 3

وَكَذَٰلِكَ نَحْكُمُهُمْ شَاهِدِينَ ○ (پ: ۱۷، ع: ۶، آیت: ۷۸)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اور ہم ان (حضرت داؤد و سلیمان علیہما الصلوٰۃ والسلام)
کے حکم (فیصلہ) کے وقت (اپنی شان کے لائق) حاضر و ناظر تھے۔

حدیث نمبر 1

الشَّاهِدُ يَرَى مَا لَا يَرَى الْغَائِبُ

(مسند احمد، جامع صغیر، ص: ۱۲۴)

جو حاضر و ناظر دیکھتا ہے وہ غائب نہیں دیکھتا۔

حدیث نمبر 2

فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ

(البخاری، ج: ۱، ص: ۲۱، مسند امام احمد، ج: ۵، ص: ۳۵۹)

جو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم یہاں موجود ہیں چاہیے کہ وہ میری احادیث غائب کو پہنچادیں۔ پتہ چلا شاہد غائب کی ضد ہے، شاہد کا معنی حاضر و ناظر ہے۔

حدیث نمبر 3

حُضُورُ مَجْلِسٍ عِلْمٍ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاةِ أَلْفِ رَكْعَةٍ
وَعِيَادَةِ أَلْفِ مَرِيضٍ وَشُهُودُ أَلْفِ جَنَازَةٍ

(روح البیان، ج: ۱، ص: ۱۰۲)

علم دین کی مجلس میں حاضر ہونا ہزار رکعت (نفل) پڑھنے سے افضل ہے اور ہزار مریضوں کی بیمار پرسی سے بہتر ہے اور ہزار جنازے میں حاضر ہونے سے درجہ زیادہ ہے۔ اس حدیث شریف میں بھی شہود کا معنی حضور یعنی حاضر و ناظر ہونا ہے۔

حدیث نمبر 4

ترمذی شریف میں ہے کہ عورت اپنے خاوند کی مرضی کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے۔

وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ

(ترمذی، ج: ۱، ص: ۱۶۳)

اس حال میں کہ اس کا شوہر گھر میں حاضر و ناظر ہو۔

معلوم ہوا کہ شاہد کا معنی حاضر و ناظر ہے۔

حدیث نمبر 5

نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، میرا ارادہ ہے کہ میں ان لوگوں کے

گھروں کو جلا دوں:

لَا يَشْهَدُ وَنَ الصَّلَاةِ

جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے۔

(مسلم، ج: ۱، ص: ۲۳۲، مشکوٰۃ، ص: ۹۵، صحیح ابن خزمہ، ج: ۲، ص: ۳۷۰)

وہابی ”شاہد“ کا ترجمہ قرآن و حدیث میں حاضر و ناظر نہیں کرتا اس لیے کہ اگر شاہد کا ترجمہ حاضر و ناظر کر دیا تو قرآن میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شاہد فرمایا گیا ہے لہذا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر ماننا پڑے گا۔ اس طرح وہابی عقیدہ کی جڑ اکھڑ جائے گی اور لوگ سنی بریلوی بن جائیں گے۔

لیکن ہم خُدا عزّ وجلّ کے فضل اور انکے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت سے جنازے والی حدیث پاک پڑھا کر وہابی کو منوا کر چھوڑیں گے کہ شاہد کا ترجمہ حاضر و ناظر ہے۔

حدیث نمبر 6

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا الخ

اے اللہ تعالیٰ ہمارے زندوں اور مردوں کو بخش دے۔ اور ہمارے حاضر و ناظر

اور غائب کو بخش دے۔ (ترمذی، ج: ۱، ص: ۱۹۸، مشکوٰۃ، ص: ۱۴۶)

واضح ہوا کہ شاہد کا معنی حاضر و ناظر ہے۔

نماز میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو صیغہ حاضر کے ساتھ سلام عرض کرنا واجب ہے

السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

(بخاری، ج: ۱، ص: ۱۱۵، مسلم، مشکوٰۃ، ص: ۸۵، فصل الاول)

اے نبی آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں۔

اس مقام پر شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

لہذا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہر نمازی کی ذات میں حاضر و شاہد اور موجود ہیں۔ نمازی کو چاہیے کہ اس معنی سے آگاہ رہے۔ (اشعۃ اللمعات، ج: ۱، ص: ۳۱۲)

وہابی نواب صدیق حسن بھوپالی نے بھی یہی لکھا ہے۔

(مسک الختام، ج: ۱، ص: ۴۵۹)

حاضر و ناظر سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر قبر میں جلوہ فرما ہوتے ہیں

جب میت کو دفن کر دیا جاتا ہے تو دو فرشتے منکر اور نکیر اس کے پاس آکر اسے بٹھاتے ہیں اور تین سوالات کرتے ہیں۔

(۱) مَنْ رَبُّكَ (تیرا رب کون ہے؟) مسلمان جواب دے گا رَبِّيَ اللَّهُ (میرا رب اللہ تعالیٰ ہے)۔ (۲) مَا دِينُكَ، (تیرا دین کیا ہے؟) مسلمان جواب دے گا دِينِي الْإِسْلَامُ (میرا دین اسلام ہے)۔ (۳) حضور ﷺ کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں مَا عَلَّمَكَ بِهَذَا الرَّجُلِ۔ (اس مرد کے بارے میں تیرا علم و عقیدہ کیا ہے؟)

یہاں ہذا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے قریب کا اشارہ ہے۔ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر جاننے والا اس سوال کا جواب دے گا، یہ میرے نبی رسول ہیں (علیہ الصلوٰۃ والسلام)۔

قبر میں لہرائیں گے تا حشر چشمے نور کے

جلوہ فرما ہوگی جب طلعت رسول اللہ ﷺ کی

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کا منکر، اور جس کا عقیدہ ہو کہ ”حضور مر کر مٹی میں مل گئے“ (تقویۃ الایمان از اسمعیل دیوبندی، وہابی ص: ۶۱)۔ ان تینوں سوالات کے جواب میں کہے گا ہا ہا لا ادری (ہائے افسوس! مجھے تو کوئی علم نہیں)۔ ایسا شخص قبر کے امتحان میں فیل ہوگا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر و ناظر جاننے والا پاس ہوگا (انشاء اللہ العزیز)۔

حضرت عزرائیل علیہ السلام موت دینے کیلئے ایک وقت میں کروڑوں مقامات پر حاضر و ناظر ہوتے ہیں

قُلْ يَتَوَفَّكُم مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُكِّلَ بِكُمْ (پ: ۲۱، ع: ۱۴، آیت: ۱۱)
(اے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام) تم فرماؤ تمہیں وفات دیتا ہے موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے۔
(کنز الایمان)

حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک وقت میں کئی مرنے والوں کی قبروں پر صدقہ و خیرات لے کر جاتے ہیں

جب کوئی شخص فوت ہو جاتا ہے تو اس کے مرجانے کے بعد اس کے گھر والے صدقہ و خیرات کرتے ہیں تو

أَهْدَا هَالَهُ جِبْرِيلُ عَلَى طَبَقٍ مِّنْ نُورٍ

جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام اس صدقہ و خیرات کو ایک نورانی طبق میں رکھ کر مرنے والے کی قبر پر لے جاتے ہیں۔
(شرح الصدور، ص: ۱۲۹)

جب حضرات جبرائیل و عزرائیل اور منکر و نکیر (علیہم الصلوٰۃ والسلام) ایک وقت میں بے شمار جگہوں پر موجود اور حاضر و ناظر ہو سکتے ہیں تو جو تمام انبیاء و رسل و ملائکہ اور تمام

خلق کے سلطان و آقا ہیں (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کیا وہ سارے جہان میں جلوہ بر اور حاضر و ناظر نہیں ہو سکتے؟

توبہ کی قبولیت کے لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے دربارہ انوار میں حاضر ہونا ضروری ہے

رب عز و جل ارشاد فرماتا ہے:

وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهُ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝

(پ: ۱۸، ع: ۱۰، آیت: ۳۱)

اور اللہ کی طرف توبہ کرو اے مسلمانو! سب کے سب اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ۔

(کنز الایمان)

توبہ میں یقیناً شریعہ کو جلدی منظور ہے۔ گھڑی بھر کی تاخیر منظور نہیں، نہ یہ کہ مہینے دو مہینے کے لیے ملتوی کر لی جائے۔ اور توبہ کا طریقہ بھی اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے:

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ
وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا ۝

(پ: ۵، ع: ۶، آیت: ۶۴)

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

(کنز الایمان)

توبہ کا حکم دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ سے مانگو اور فوراً مانگو اور طریقہ یہ بتایا گیا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے حضور حاضر ہو کر توبہ کرو اگر وہ دور ہیں تو فوری توبہ کیسے ممکن اور

مدینہ طیبہ حاضر ہونا ہر مسلمان کو کیسے آسان! نہیں نہیں، یہی معنی ہیں کہ وہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔ ہر مسلمان کے دل میں وہ تشریف فرما ہیں، ہر مسلمان کے گھر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جلوہ فرما ہیں۔

بحکم خدا تم ہو موجود ہر جا
بظاہر ہے طیبہ ٹھکانہ تمہارا

وہابیہ کے طرف سے اعتراضات اور ان کے جوابات

(1) اگر رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حاضر و ناظر ہیں تو ان کی موجودگی میں مصلے پر کھڑے ہر کر نماز کیوں پڑھاتے ہو؟

الجواب

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمام صحابہ علیہم الرضوان کی موجودگی میں ارشاد فرمایا:

مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ

ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہہ دو کہ وہ (میری موجودگی میں) مصلے پر کھڑے ہو کر نماز پڑھائیں۔ (بخاری، ج: ۱، ص: ۹۸، مسلم، الجامع الصغیر، ج: ۲، ص: ۵۰۰)

ثابت ہوا کہ اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حاضر و ناظر ہوں پھر بھی

ان کی اجازت سے اُن کا غلام امتی ان کے مصلے پر کھڑا ہو کر نماز پڑھا سکتا ہے۔

(2) اگر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر و ناظر ہیں تو ہجرت کیوں فرمائی؟

(3) ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی باری مقرر کیوں فرمائی؟

(4) اگر حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) مکے میں ہوتے تو قرآن مکے میں اترتا اور

مدینے میں ہوتے تو قرآن مدینے میں نازل ہوتا۔ اگر آپ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں تو کچھ

سورتیں مکی اور کچھ مدنی کیوں ہیں؟

الجواب

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دو حالتیں ہیں، ایک روحانی، ایک جسمانی۔ ہجرت فرمانا، ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی باری مقرر فرمانا، سورتوں کا مکی مدنی ہونا یہ جسمانی طور پر ہے ورنہ روحانی طور پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت، رسالت، رحمت، علم اور فیضان ہر جگہ موجود و حاضر و ناظر ہے۔

(5) اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں تو معراج کس لیے کرائی گئی؟ اگر آپ (ﷺ) عرش پر گئے تو فرش پر نہ رہے اور اگر فرش پر تھے تو معراج نہ ہوئی۔

الجواب

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ ۝ (پ: ۲۶، ع: ۱۶، آیت: ۱۶)
اور ہم دل کی رگ سے بھی اس سے زیادہ نزدیک ہیں۔
اور فرماتا ہے:

إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ۝ (پ: ۲، ع: ۲، آیت: ۱۵۳)
بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔
نیز فرمایا:

وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ۝ (پ: ۲، ع: ۸، آیت: ۱۹۴)
اور جان رکھو کہ اللہ ڈروالوں کے ساتھ ہے۔

نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام صابرین اور متقین کے بادشاہ ہیں، تو معراج والی رات اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تھا، انکی شہ رگ کے قریب تھا تو مکان پر بلانے کا کیا مطلب ہوا؟ کیا شب معراج اللہ تعالیٰ فرش پر اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ نہ رہا تھا؟ تمہارے نزدیک خدا بھی حاضر و ناظر نہ ہوا! (العیاذ باللہ تعالیٰ) اگر اللہ تعالیٰ ہر جگہ اپنی شان کے لائق جلوہ گر ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کا جلوہ ہیں۔

وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے ظاہر وہی ہے باطن
اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اس کی طرف گئے تھے

(6) ایک سنی کہتا ہے، ”دم بدم پڑھو درود، حضرت بھی ہیں یہاں موجود“
دوسرا کہتا ہے، ”جان کنی کے وقت آنا“ تو دونوں میں ایک تو جھوٹا ہوا۔

الجواب

دونوں سچے ہیں جو یہ کہتا ہے ”حضرت بھی ہیں یہاں موجود“ وہ کہتا ہے کہ رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت، رسالت، رحمت، نور، علم اور فیضان ہر جگہ موجود ہے۔ ”دم بدم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر درود شریف پڑھو“ دوسرا سنی عرض کرتا ہے کہ یا رسول اللہ (علیک الصلوٰۃ والسلام) آپ کی نبوت، رسالت، رحمت، نور، علم اور فیضان الحمد للہ میرے پاس موجود ہے لیکن وقت نزع خدا کے لیے جسم انور بھی میرے سامنے کر دینا۔

ہے انہیں کے دم قدم سے باغ عالم میں بہار
وہ نہ تھے عالم نہ تھا گر وہ نہ ہوں عالم نہیں



باب نمبر 10

حضور اکرم ﷺ کے لیے عطائی علم غیب شریف کا ثبوت

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں دُروہ

آیات مبارکہ

(1) عِلْمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَى

مِنْ رَسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا

(پ: ۲۹، ع: ۱۲، آیت: ۲۷، ۲۸)

غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ
رسولوں کے کہ ان کے آگے پیچھے پہرہ مقرر کر دیتا ہے۔ (کنز الایمان)

اس آیت سے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور تمام مرتضیٰ رسولوں (علیہم
الصلوٰۃ والسلام) کے لیے عطائی علم غیب کا ثبوت ملتا ہے۔ اور ہمارے پیارے آقا حضرت
محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مرتضیٰ رسولوں میں سب سے اعلیٰ ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے
حبیب ہیں (علیہم الصلوٰۃ والسلام) لہذا باقی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ میں آپ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب بھی سب سے زیادہ عطا فرمایا گیا۔

(2) وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي

مِنْ رُسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ

(پ: ۴، ع: ۹، آیت: ۱۷۹)

اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔
(کنز الایمان)

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو علم غیب عطا فرماتا ہے۔ (علیہم الصلوٰۃ والسلام)

(3) وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ، وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا ۝

(پ: ۵، ع: ۱۴، آیت: ۱۱۳)

اور اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اتاری اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔
(کنز الایمان)

تفسیر جلالین شریف میں ہے:

”وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ“ مِنْ الْأَحْكَامِ وَالْغَيْبِ

(جلالین، ص: ۸۷)

(یہاں من بیانہ ہے) یعنی تمام احکام شرعیہ اور تمام غیب سکھائے۔

اس آیت پاک سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ نے تمام علوم غیبیہ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سکھا دیئے۔ یہاں فرمایا کہ تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم (بڑا فضل) ہے۔ اور دوسری جگہ رب تعالیٰ نے فرمایا:

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ

یعنی اے حبیب (علیک الصلوٰۃ والسلام) فرما دو کہ تمام دنیا کا سامان قلیل (تھوڑا) ہے۔

اس قلیل کا اندازہ کوئی دنیا دار نہیں لگا سکتا تو محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر فضل عظیم کا اندازہ کون کر سکتا ہے؟

(4) مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ (پ: ۷، ع: ۱۰، آیت: ۳۸)

ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھانہ رکھا۔ (کنز الایمان)

کتاب سے مراد قرآن مجید یا لوح محفوظ ہے یعنی ہم نے قرآن میں سارے علوم بیان کر دیے کچھ بچا نہ رکھا کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ اور کون محبوب تھا جس کے لیے وہ علوم اٹھا رکھے جاتے۔ اس سے حضور رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا علم غیب کُلّی ثابت ہوا کیونکہ سارے علوم ان کتابوں میں اور یہ کتابیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم میں ہیں۔ نیز اگر کسی کو یہ علوم بتانا نہ تھے تو رب تعالیٰ نے انہیں لکھا ہی کیوں؟ لکھنے کا منشا یہ تو نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کو (معاذ اللہ) اپنے بھول جانے کا اندیشہ تھا تو لا محالہ اس لیے لکھا کہ اپنے محبوبوں کو بتائے۔ (علیہم الصلوٰۃ والسلام)

حق نے کیا تجھ کو آگاہ سب سے

دو عالم میں جو کچھ خفی و جلی ہے

(5) وَتَفْصِيلَ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيهِ (پ: ۱۱، ع: ۹، آیت: ۳۷)

اور لوح میں جو کچھ لکھا ہوا ہے (یہ قرآن) سب کی تفصیل ہے اس میں کچھ شک نہیں۔ (کنز الایمان)

لوح محفوظ کا سارا علم قرآن میں اور سارا قرآن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم میں ہے۔ لہذا لوح محفوظ کے تمام علوم اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمائے۔

قصیدہ بردہ شریف میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَمِنْ عُلُومِكَ عِلْمُ اللُّوحِ وَالْقَلَمِ

یعنی لوح و قلم کا سارا علم آپ کے علم کا ایک حصہ ہے۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

(6) وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تَبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً

وَبُشْرَى لِّلْمُسْلِمِينَ ○ (پ: ۱۴، ع: ۱۸، آیت: ۸۹)

اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے اور ہدایت اور رحمت اور

بشارت مسلمانوں کو۔ (کنز الایمان)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے جو علم حاصل کرنا چاہے قرآن

کو لازم کرے اس میں اولین و آخرین کی خبریں ہیں۔

امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اُمت کے سارے علوم حدیث کی شرح

ہیں اور حدیث پاک قرآن کریم کی شرح ہے۔

جب قرآن مجید میں تمام غیبی علوم موجود ہیں اور ہمارے نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وآلہ وسلم پورے قرآن کو جانتے ہیں تو ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ

تعالیٰ نے کلی علم غیب عطا فرمایا:

ان پر کتاب اتری بیانا لكل شیء

تفصیل جس میں ما عبر و ما غیر کی ہے

(7) الرَّحْمَنُ ○ عِلْمُ الْقُرْآنِ ○ خَلْقَ الْإِنْسَانِ ○

عِلْمُهُ الْبَيَانِ ○ (پ: ۲۷، ع: ۱۱، آیت: ۱ تا ۴)

رحمن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا، انسانیت کی جان محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

وسلم کو پیدا کیا۔ مَا كَانَ وَمَا يَكُونُ کا بیان انہیں سکھایا۔ (کنز الایمان)

سکھانے والا اللہ تعالیٰ، جو کتاب سکھائی گئی وہ قرآن پاک جس میں ہر چیز کا بیان ہے اور جسے سکھائی گئی وہ نبیوں کے سلطان (علیہم الصلوٰۃ والسلام) تو پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم شریف میں کوئی کمی کیسے رہ سکتی ہے؟ جو شخص نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم پر اعتراض کرتا ہے اس کے نزدیک یا تو قرآن پاک میں کل علم نہیں ہے یا اللہ تعالیٰ نے اچھی طرح پورا قرآن سکھایا ہی نہیں، اور یا نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قرآن پاک کو صحیح طرح سمجھ نہیں سکے، ایسا شخص خدا اور رسول (عز وجل، ﷺ) اور قرآن کا منکر ہے۔

تو دانائے ماکان و مایکون ہے

مگر بے خبر بے خبر دیکھتے ہیں

(8) ذَلِكْ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ ط (پ: ۳، ع: ۱۳، آیت: ۴۴)

یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم خفیہ طور پر (اے محبوب علیک الصلوٰۃ والسلام) تمہیں بتاتے ہیں۔

(9) تِلْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَا إِلَيْكَ ج (پ: ۱۲، ع: ۴، آیت: ۴۹)

یہ غیب کی خبریں ہیں (اے پیارے حبیب علیک الصلوٰۃ والسلام) ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں۔ (کنز الایمان)

واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتائے جانے کے باوجود بھی غیب کے علم کو غیب ہی کہا جاتا ہے جیسا کہ اگلی آیت سے ظاہر ہے۔

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا چشمہ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

(10) وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ ۝ (پ: ۳۰، ع: ۶، آیت: ۲۴)

اور یہ نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) غیب بتانے میں بخیل نہیں۔ (کنز الایمان)
اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب دیا
گیا، دوسرے یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس میں سے بہت کچھ بتا دیا۔ ظاہر ہے کہ
بخیل نہ ہونا، بخی ہونا اُسی کی صفت ہو سکتی ہے جس کے پاس قدرت کے خزانے ہوں اور وہ
مخلوق خدا میں بانٹتا رہے۔ غیب سے مراد مسائل شرعیہ ہیں جو عالم غیب سے آئے یا گذشتہ یا
آئندہ زمانے کے غیبی حالات مراد ہیں یا عالم غیب کی خبریں مراد ہیں۔ ثابت ہوا کہ ہمارے
نبی محترم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی عطا سے علم غیب جانتے ہیں۔
نبی کا معنی ہی غیب بتانے والا اور عالم غیب کی خبریں بتانے والا، لفظ نبی نَبَاء
سے بنا اور نَبَاء ”خبر کو کہتے ہیں۔

حضرت امام قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

النُّبُوَّةُ ————— هِيَ الْإِطْلَاعُ عَلَى الْغَيْبِ

یعنی نبوت کا معنی ہی غیب جاننا ہے۔ (شفاء شریف، ج: ۱، ص: ۱۶۱)



باب نمبر 11

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو

روزِ اوّل سے روزِ آخر تک تمام علوم غیبیہ سکھائے

کہنا نہ کہنے والے تھے جب سے تو اطلاع

مولیٰ کو قول و قائل و ہر خشک و تر کی ہے

احادیث مبارکہ

(1) عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَقَامًا فَأَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتَّى دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَأَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذَلِكَ مَنْ حَفِظَهُ وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ.

(بخاری، ج: ۱، ص: ۴۵۳، کتاب بدء الخلق، باب ما جاء في قول الله تعالى وهو الذي يبدؤ الخلق، مشکوٰۃ: ۵۰۶، کتاب الفتن باب بدء الخلق الخ، قدیمی کتب خانہ عمدۃ القاری، ج: ۱۰، ص: ۵۲۳، دار الحدیث ملتان)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہم میں ایک جگہ قیام فرمایا پھر ہم کو ابتداءً پیدائش سے لے کر جنتیوں کے اپنی منزلوں میں پہنچنے اور دوزخیوں کے اپنی منزلوں میں پہنچنے تک تمام خبریں دیں۔ جس نے یاد رکھا اُس نے یاد رکھا اور جو بھول گیا وہ بھول گیا۔

(2) مسلم نے حضرت عمرو بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس طرح روایت کیا:

فَأَخْبَرَنَا بِمَا هُوَ كَائِنٌ "إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ قَالَ فَأَعْلَمُنَا

أَحْفَظُنَا. (صحیح مسلم، ج: ۲، ص: ۳۹۰، مشکوٰۃ شریف، ص: ۵۲۳)

پس نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو قیامت تک ہونے والے تمام واقعات کی خبر دے دی پس ہم میں بڑا عالم وہ ہے جو ان باتوں کو زیادہ یاد رکھنے والا ہے۔
(3) حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَنَّ اللَّهَ زَوَى لِيَ الْأَرْضَ فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا۔

(مشکوٰۃ، ص: ۵۱۲، کتاب الفتن باب فضائل سید المرسلین ﷺ، الفصل الاول، قدیمی کتب خانہ کراچی)

بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین سمیٹ دی پس میں نے زمین کے

مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا۔

(4) **قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَأَيْتُ رَبِّي عَزَّوَجَلَّ فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ**

قَالَ فَوَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ

فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

(مشکوٰۃ، ص: ۷۰، کتاب الصلوٰۃ، باب المساجد ومواضع الصلوٰۃ، الفصل الثانی قدیمی کتب خانہ

کراچی، ترمذی، ص: ۱۵۹، ج: ۲)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب کو احسن صورت

میں دیکھا (جو اس کی شان کے لائق ہے) فرمایا رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ اللہ

تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میری پشت پر رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے قلب میں پائی

پس میں نے آسمانوں اور زمین کی ہر چیز کو جان لیا۔

اس حدیث کی شرح میں علامہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

”عبارت است حصول تمام علومہ جزوی و کلی و احاطہ عام“

عبارت ہے کہ رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام علوم حاصل ہو گئے جزوی بھی اور کلی بھی اور سب کچھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احاطہ علم میں ہو گیا۔

(اشعۃ اللمعات، ص: ۳۴۲، ج: ۱)

(5) سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے مکی علم کا ثبوت

احمد و ترمذی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس طرح روایت کیا کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میری پشت پر رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینہ میں پائی۔

فَتَجَلَّى لِي كُلُّ شَيْءٍ وَ عَرَفْتُ

(مسند امام احمد بن حنبل، ص: ۲۴۳، ج: ۵، اشعۃ اللمعات، ص: ۳۴۳، ج: ۱، مشکوٰۃ، ص: ۷۲، کتاب

الصلوٰۃ، باب المساجد ومواضع الصلوة، الفصل الثالث قدیمی کتب خانہ کراچی)

پس کل شے میری لیے ظاہر ہو گئی اور میں نے ہر چیز کو پہچان لیا۔

نہ روح امیں نہ عرش بریں نہ لوح مبیں کوئی بھی کہیں

خبر ہی نہیں جو بر مزیں کھلیں ازل کی نہاں تمہارے لیے

(6) اِنَّ اللّٰهَ قَدْ رَفَعَ لِيَ الدُّنْيَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَيْهَا وَ اِلَى مَا هُوَ
كَائِنٌ "فِيهَا اِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ كَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلَى كَفِّي هَذِهِ
جَلِيَانًا۔

(زرقاتی، ص: ۲۳۷، ج: ۷، مواہب اللدنیہ، ص: ۱۹۲، ج: ۲، طبرانی، الخصائص

الکبریٰ، مجمع الزوائد، ص: ۲۸۷، ج: ۸، کنز العمال، ص: ۴۲۰، ج: ۱۱)

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے ساری دنیا کو پیش فرمایا پس میں اس دنیا کو اور جو اس میں قیامت تک ہونے والا ہے اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنے اس ہاتھ کو ظاہر دیکھتا ہوں۔

(7) مَا مِنْ شَيْءٍ لَّمْ أَكُنْ أَرَيْتُهُ إِلَّا رَأَيْتُهُ فِي مَقَامِي هَذَا حَتَّى الْجَنَّةِ وَالنَّارِ.

(بخاری شریف، ص: ۱۸، ج: ۱، کتاب العلم، باب الفتیاء وھو واقف الخ قدیمی کتب خانہ)

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا بیشک میں نے اپنے اس مقام میں ہر وہ چیز دیکھی جو میں نے دیکھی نہ تھی یہاں تک کہ میں نے جنت اور دوزخ کو دیکھا۔

(8) عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ وَاللَّهِ مَا تَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ

ﷺ مِنْ قَائِدِ فِتْنَةٍ إِلَى أَنْ تَنْقُضِيَ الدُّنْيَا يَبْلُغُ مَنْ مَعَهُ

ثَلَاثُمِائَةٍ فَصَاعِدًا إِلَّا قَدْ سَمَاءُ لَنَا بِاسْمِهِ وَاسْمِ أَبِيهِ وَاسْمِ

قَبِيلَتِهِ. (ابودود، ج: ۲، ص: ۲۲۶، مشکوٰۃ، ص: ۴۶۳، کتاب الفتن، قدیمی کتب خانہ)

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا گیا، فرمایا اللہ کی قسم! حضور رسول

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا کے ختم ہونے تک کسی فتنہ کے چلانے والے کو نہیں

چھوڑا جس کے پیروکار تین سو سے زیادہ ہوں گے مگر رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

نے ہمیں فتنہ چلانے والے کا نام، اس کے باپ کا نام اور اس کے قبیلے کا نام بتا دیا۔

(9) پیٹ کا علم

رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی

حضرت امّ فضل رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا گیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں، عرض کی یا رسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام آج رات میں نے ایک برا خواب دیکھا، فرمایا وہ خواب کیا ہے؟ عرض کی وہ بہت شدید خواب ہے، رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا وہ خواب کیا ہے؟ حضرت ام فضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی میں نے دیکھا گویا آپ کے جسم انور کا ایک ٹکڑا قطع کیا گیا اور میری گود میں رکھا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

رَأَيْتَ خَيْرًا تِلْكَ فَاطِمَةُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ غُلَامًا يَكُونُ فِي حَبْرٍ كـ۔

تو نے اچھا خواب دیکھا حضرت فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے ہاں ان شاء اللہ تعالیٰ لڑکا پیدا ہوگا جو تمہاری گود میں رہے گا۔

حضرت ام فضل فرماتی ہیں پس حضرت فاطمہ کے ہاں حسین پیدا ہوئے (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) تو وہ میری گود میں رہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔ (مشکوٰۃ، ص: ۴۷۳، ابن ماجہ، ص: ۱۴، مسند امام احمد، ج: ۲، ص: ۳۲۵)

(10) آئندہ کل کا علم

قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ لَا عَظِيمَ هَذِهِ الرَّايَةُ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنگ خیبر کے دن فرمایا کہ میں آئندہ کل یہ جھنڈا اس شخص کو دوں گا جس کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ خیبر فتح فرمائے گا۔ وہ شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اسے دوست رکھتے ہیں۔

جب صبح ہوئی تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اَیْنَ عَلِیُّ بْنُ أَبِی طَالِبٍ، علی ابن ابی طالب کہاں ہیں؟ صحابہ علیہم الرضوان نے عرض کی یا رسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام، ان کی آنکھیں دکھتی ہیں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں میں اپنا لعاب مبارک لگایا تو آنکھیں بالکل درست ہو گئیں گویا درد تھا ہی نہیں، پس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جھنڈا عطا فرمایا۔ ان کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے خیبر فتح فرمادیا۔

(بخاری، ج: ۱، ص: ۴۱۳، مسلم شریف، ج: ۲، ص: ۲۷۸، مشکوٰۃ شریف، ص: ۵۶۳،

مناقب علی رضی اللہ عنہ قدیمی کتب خانہ)

(11) کون کہاں مرے گا

بدر کے مقام پر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

هَذَا مَضْرَعُ فُلَانٍ وَيَضَعُ يَدُهُ عَلَى الْأَرْضِ هَهُنَا وَهَهُنَا

قَالَ فَمَا مَاطَ أَحَدُهُمْ عَنْ مَوْضِعٍ يَدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

(صحیح مسلم، ج: ۲، ص: ۱۰۲، ابو داؤد، ج: ۲، ص: ۸، نسائی، ج: ۱، ص: ۲۲۶،

مشکوٰۃ، ج: ۱، ص: ۵۴۳، مسند ابو داؤد، طیالسی، ص: ۹، الخصائص الکبریٰ، ج: ۱،

ص: ۱۹۹)

یہ فلاں شخص کے قتل ہونے کی جگہ ہے اور اپنے مبارک ہاتھ کو زمین پر ادھر ادھر

رکھتے تھے۔ راوی نے فرمایا کہ قتل کیے جانے والوں میں سے کوئی بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے ہاتھ رکھنے کی جگہ سے ذرا نہ ہٹا (بلکہ اسی جگہ قتل کیا گیا جس کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے نشاندہی فرمائی تھی)۔

باب نمبر 12

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب پر اعتراضات اور جوابات

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا

جب نہ خدا ہی مجھپا تم پہ کروڑوں درود

اعتراض (1)

علم غیب خدا کی صفت ہے، اس میں کسی کو شریک کرنا شرک فی الصفات ہے۔

الجواب

غیب جاننا بھی خدا کی صفت ہے اور حاضر چیزوں کا جاننا بھی خدا کی صفت ہے۔
عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ (غائب اور حاضر کو جاننے والا) تو کسی کے لئے حاضر
چیزوں کا علم ماننا بھی شرک ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سمیع و بصیر ہے۔ ہم بھی اللہ تعالیٰ کی عطا سے
دیکھتے سنتے ہیں۔ ہماری دیکھنے سننے کی صفات عطائی اور حادث ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ کی یہ
صفات ذاتی اور قدیم ہیں تو پھر شرک کیسا؟ اسی طرح علم غیب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام عطائی
حادث اور متناہی، رب تعالیٰ کا علم ذاتی، قدیم اور معلومات غیر متناہیہ کا ہے۔

اعتراض (2)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک نکاح میں تشریف لے گئے جہاں انصار کی کچھ
بچیاں دف بجا کر جنگ بدر کے مقتولین کے مرثیہ کے اشعار پڑھنے لگیں ان میں سے کسی

نے یہ مصرع پڑھا:

وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ

(ہم میں ایسے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں جو آئندہ کل کی بات جانتے ہیں) تو

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

دَعِيَ هَذِهِ وَقَوْلِي بِالَّذِي كُنْتَ تَقُولِينَ

(یہ چھوڑ دو وہی پڑھے جاؤ جو پہلے پڑھ رہی تھیں) اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو سچی

بات سے نہ روکتے۔

الجواب

پہلی بات تو یہ کہ یہ مصرع بچیوں نے تو بنایا ہی نہ تھا اور نہ ہی کافروں مشرکوں نے

بنایا تھا۔ ظاہر ہے یہ کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شعر ہے۔ بتاؤ شعر بنانے والے وہ صحابی
مشرک ہیں یا مسلمان؟

پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شعر بنانے والے کو بُرا کہا نہ شعر کی مذمت کی بلکہ

بچیوں کو پڑھنے سے روکا۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے چار وجوہ سے ان کو پڑھنے سے روکا:

اولاً: آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انکسار فرمایا کہ جو اشعار پہلے پڑھ رہی تھیں
وہ پڑھتی رہو میرے آنے کی وجہ سے موضوع تبدیل نہ کرو۔

دوم: یہ کہ کھیل کود کے دوران نعت کے اشعار پڑھنے سے ممانعت فرمائی کہ نعت کے
لئے ادب چاہیے۔

سوم: علم غیب ذاتی کی نسبت اپنی طرف کرنے کو ناپسند فرمایا۔

چہارم: یہ کہ مرثیہ کے درمیان نعت پڑھنا ناپسند فرمایا۔

اعتراض (3)

اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم تھا تو خیبر میں زہر آلود گوشت کیوں کھایا؟

الجواب

خیبر والوں میں سے ایک یہود نے زہر آلود بھنی ہوئی بکری حضور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ہدیہ میں بھیجی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس گوشت میں سے باز ولایا پس اس میں سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تناول فرمایا۔ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جو صحابہ کرام علیہم الرضوان تھے انہوں نے بھی تناول فرمایا۔ پھر رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اِرْفَعُوا اَيْدِيَكُمْ کھانے سے ہاتھ اٹھا لو اور یہود نے کو پیغام بھیج کر بلایا اور فرمایا سَمَمْتُ هَذِهِ الشَّاةَ اس بکری کے گوشت میں تو نے زہر ملایا! تو وہ بولی، آپ کو کس نے خبر دی؟ فرمایا اَخْبَرْتُنِي هَذِهِ فِي يَدِي لِلذَّرَاعِ یہ جو میرے ہاتھ میں بکری کا بازو ہے اس نے مجھے بتایا۔ وہ عورت کہنے لگی ہاں! میں نے کہا اگر آپ سچے نبی ہیں تو آپ کو نقصان نہ پہنچے گا اور اگر آپ نبی نہیں تو ہم آپ سے خلاصی پائیں گے۔ رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس عورت کو معاف فرمادیا اور جن صحابہ علیہم الرضوان نے گوشت کھایا تھا وہ شہید ہو گئے۔

(مشکوٰۃ، ص: ۵۴۲، باب فی المعجزات)

گوشت جانتا تھا کہ مجھ میں زہر ملا ہوا ہے کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو

علم نہ تھا؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو علم تھا کہ اس میں زہر ہے اور یہ بھی سم تھا کہ زہر بحکم الہی اثر نہ کرے گا اور یہ بھی خبر تھی کہ رب تعالیٰ کی مرضی یہی تھی کہ ہم اسے کھائیں تاکہ بوقت وصال اس کا اثر لوٹ آئے اور ہم کو شہادت کا مرتبہ عطا فرمایا جائے۔ راضی برضا تھے۔

اعتراض (4)

برمعونہ کے منافقین دھوکے سے ستر (۷۰) صحابہ رضی اللہ عنہم کو لے گئے جنہیں وہاں لے جا کر شہید کر دیا۔ اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب تھا تو انہیں بھیج کر کیوں شہید کروایا؟

الجواب

بعض الہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم تھا اور یہ بھی خبر تھی کہ مرضی الہی یہی ہے اور ان کی شہادت کا وقت آگیا ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بھیجا ہی انہیں کو جنہوں نے شہید ہونا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام مرضی الہی پا کر فرزند پر چھری لے کر تیار ہو گئے، کیا یہ بے گناہ پر ظلم تھا؟ نہیں بلکہ رضائے مولا پر رضا تھی۔ اچھا بتاؤ رب تعالیٰ کو تو خبر تھی کہ یہ صحابہ علیہم الرضوان شہید ہونگے، اس نے وحی بھیج کر کیوں نہ روک دیا؟ کئی انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو شہید کیا گیا۔ قرآن پاک میں ہے۔

وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۚ (پ: ۱، ع: ۷)

اور انبیاء (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کو ناحق شہید کرتے۔ (کنز الایمان)

کیا اللہ تعالیٰ کے علم میں نہ تھا کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو شہید کیا جائے گا تو پھر

اللہ تعالیٰ نے انہیں کیوں بھیجا؟

اعتراض (5)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہار گم ہو گیا جگہ جگہ تلاش کیا نہ ملا اونٹ کے نیچے سے برآمد ہوا۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم تھا تو لوگوں کو اس وقت کیوں نہ بتایا کہ ہار وہاں ہے؟ معلوم ہوا کہ علم نہ تھا۔

الجواب

بیان نہ کرنا اس بات کی دلیل نہیں ہوتا کہ علم ہی نہیں۔ نہ بتانے میں بہت سے حکمتیں ہوتی ہیں۔ جو نبی آسمان کے ستاروں کی تعداد جانتا ہو، تمام اُمتیوں کی نیکیوں کی تعداد جانتا ہو، نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَوْ وَزَنَ اِيْمَانُ اَبِي بَكْرٍ بِاِيْمَانِ اَهْلِ الْاَرْضِ لَرَجَعَ عَلَيْهِمْ

اگر ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان تمام زمین والوں (اُمتیوں) کے ایمان کے ساتھ تولّا جائے تو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان ان سب کے ایمان پر بھاری ہوگا۔ (نور الابصار، ص: ۵۶)

جو نبی تمام مومنوں کے ایمان کی کیت جانتا ہو، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان کو سب کے ایمان پر بھاری جانتا ہو، وہ نبی اونٹ کے نیچے ہار کو بھی جانتا تھا۔ (علیہ الصلوٰۃ والسلام)۔ بتایا اس لیے نہیں کہ مرضی الہی یہ تھی کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہار گم ہو، مسلمان ہار کی تلاش میں رُک جائیں، ظہر کا وقت آجائے، صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو طہارت کے لئے پانی کی ضرورت ہو لیکن پانی نہ ملے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا جائے کہ کیا کریں، تب آیت تیمم نازل ہو۔

فَلَمْ تَجِدْ وَاَمَاءَ فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا

(پ: ۵، ع: ۴)

بُؤْجُوْهُكُمْ وَاَيِّدِيْكُمْ۔ ط

اور پانی نہ پایا تو پاک مٹی سے تیمم کرو، تو اپنے منہ اور ہاتھوں کا مسح کرو۔

(کنز الایمان)

جس سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عظمت قیامت تک کے مسلمانوں کو معلوم ہو کہ ان کے طفیل ہم کو تیمم کا حکم ملا۔ اگر اس وقت ہار بتا دیا جاتا تو آیت تیمم کیسے نازل ہوتی؟ رب تعالیٰ کے کام اسباب سے ہوتے ہیں۔ تعجب ہے کہ جو آنکھ قیامت تک کے حالات کا مشاہدہ کرے اس سے اونٹ کے نیچے پڑی ہوئی چیز کس طرح مخفی رہے۔

اعتراض (6)

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ غار میں تشریف لے گئے تو سانپ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ڈس لیا۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غیب کا علم تھا تو بتایا کیوں نہیں؟

الجواب

یہاں بھی بتانے کی نفی ہے علم کی نفی نہیں۔ نہ بتانے میں حکمتیں تھیں۔

ایک یہ کہ سانپ کو زیارت سے مشرف کرانا تھا۔

دوسری یہ کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جاں نثاری کا صلہ دینا تھا۔

تیسری یہ کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تکلیف کی جگہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا مبارک لعاب دہن لگایا جس سے زہر کا اثر جاتا رہا۔ اس طرح حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم نے یہ ظاہر فرمانا تھا کہ میرا عاب دہن دافع بلا، حاجت روا اور مشکل کشا ہے۔

صدیق رضی اللہ عنہ بلکہ غار میں جان ان پہ دے چکے

اور حفظ جاں تو جان فروض غرر کی ہے

مولا علی رضی اللہ عنہ نے واری تیری نیند پر نماز

اور وہ بھی عصر جو سب سے اعلیٰ خطر کی ہے

ہاں تو نے ان کو جان انہیں پھیر دی نماز

پر وہ تو کر چکے تھے جو کرنی بشر کی ہے

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں

اصل الاصول، بندگی اس تاجور کی ہے

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

چوتھی یہ کہ بوقت وصال سانپ کے زہر کے اثر کی وجہ سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کو شہادت کا مرتبہ ملنا تھا۔

اعتراض (7)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تہمت لگی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

وسلم اس میں پریشان تو رہے مگر بغیر وحی آئے ہوئے کچھ نہ فرما سکے کہ یہ تہمت صحیح ہے یا غلط۔

اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو پریشانی کیسی؟ اور اتنے روز تک خاموشی کیوں فرمائی؟

الجواب

اس واقعہ میں بھی نہ بتانا ثابت ہوتا ہے، بے علمی ثابت نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے

بھی کئی روز تک ان کی عصمت کی آیات نہ اُتائیں، تو کیا رب تعالیٰ کو بھی خبر نہ تھی؟

تفسیر ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) میں ہے:

لَمْ تَفْجُرْ امْرَأَةً نَبِيٍّ قَطُّ.

(تنویر المقیاس علی حاشی درمنثور، ج: ۲، ص: ۱۰۱، ابن کثیر، ج: ۷، ص:

۶۳، روح المعانی، درمنثور، ج: ۶، ص: ۲۲۵، تفسیر کبیر، ج: ۸، ص: ۱۸۸، الجامع

الاحکام القرآن، ج: ۸، ص: ۲۰۲)

کسی نبی علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بیوی نے کبھی بدکاری نہیں کی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول (علیک الصلوٰۃ والسلام)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یقیناً سچی ہیں اور منافق جھوٹے ہیں:

لَاِنَّ اللَّهَ تَعَالٰی عَصَمَكَ عَنْ وَقْعِ الذُّبَابِ عَلٰی
جِلْدِكَ لِأَنَّهُ يَقَعُ عَلٰی النَّجَاسَةِ.

اس لیے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے آپ کے جسم انور پر مکھی بیٹھنے سے آپ کو بچایا

کیونکہ وہ گندگی پر بیٹھتی ہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک بدعورت کی صحبت سے آپ کو

محفوظ نہ رکھے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی:

اِنَّ اللَّهَ مَا أَوْقَعَ ظِلَّكَ عَلَى الْأَرْضِ لِيَلَّا يُصِيبَهُ أَحَدٌ بِقَدَمِهِ.

بیشک اللہ تعالیٰ نے آپ کا سایہ زمین پر پڑنے نہیں دیا کہ کہیں کسی کا پاؤں آپ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سایہ پر نہ پڑ جائے تو کسی شخص کے لئے کیسے ممکن ہے کہ وہ

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ کی آبرو خراب کرے۔ (معاذ اللہ)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی:

اَنْ جَبْرِیْلَ عَلَیْهِ الصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ اَخْبَرَكَ بِنَجَاسَةِ
عَلٰی نَعْلِكَ وَاَمَرَكَ بِاُخْرَاجِهِ

بیشک حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نعل مبارک پر لگی ہوئی (جوں کے خون کی) نجاست کی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی اور آپ سے عرض کی کہ حضور نعل شریف اتار لیں۔

اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ بدکارہ ہوتی (معاذ اللہ) تو اللہ تعالیٰ حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیج کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ کو آپ سے جُدا کروا دیتا، جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نہ آنا دلیل ہے کہ آپ کی زوجہ پاک ہے۔

(از نزہۃ المجالس، ج: ۲، ص: ۱۸۲، مدارج النبوة، ج: ۱، ص: ۲۰۱، روضۃ

الاحباب، ص: ۲۲۶، تفسیر مدارک، ج: ۳، ص: ۱۰۳، تفسیر روح البیان، ج: ۴، ص: ۱۱۲)

بنت صدیق آرام جان نبی

اس حریم برأت پہ لاکھوں سلام

یعنی ہے سورۃ نور جن کی گواہ

ان کی پر نور صورت پہ لاکھوں سلام

بخاری شریف میں حدیث پاک ہے۔

فَوَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلٰی اَهْلِیْ اِلَّا خَيْرًا

(بخاری، ج: ۲، ص: ۵۱۵)

تو اللہ کی قسم! میں اپنی بیوی کی پاکیزگی بالیقین جانتا ہوں۔

رہی پریشانی اور اتنا سکوت یہ کیوں ہوا؟ پریشانی کی وجہ معاذ اللہ لاعلمی نہیں ہے۔ اگر کسی عزت و عظمت والے پر غلط الزام لگایا جائے اور وہ جانتا بھی ہو کہ یہ الزام غلط ہے پھر بھی بدنامی کے اندیشہ پر پریشان ہو جاتا ہے۔ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تو پریشان ہوئے ہی نہ تھے بلکہ چند روز اس انتظار میں خاموش رہے کہ میری زوجہ مطہرہ کی پاکی خود رب العلمین ارشاد فرمائے گا۔

اگر آیات کے نزول کا انتظار نہ فرمایا جاتا اور پہلے ہی اپنی بیوی محترمہ کی پاکدامنی کا اظہار فرمایا جاتا تو منافقین کہتے کہ اپنی اہل خانہ کی حمایت کی۔ مسلمانوں کو تہمت کے مسائل اور مقدمات کی تحقیق کے طریقہ کار کا پتہ نہ چلتا۔
اللہ تعالیٰ سمجھنے کی توفیق دے۔ (آمین)

باب نمبر 13

حبیبِ خدا علیہ التحسینہ و التہا کا اختیار اور شفاعت

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب

یعنی محبوب و محبت میں نہیں میرا تیرا

حقیقی قادر و مالک و مختار اللہ تعالیٰ ہے۔ اس نے اپنی خاص عطا اور فضل عظیم سے

اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کونین کا حاکم اور ساری خدائی کا والی و مختار بنایا۔ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اعظم اور نائب اکبر ہیں۔

قادر کل کے ، نائب اکبر

کن کا رنگ دکھاتے یہ ہیں

حضور حاکم ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

اللہ تعالیٰ نے اعلان فرما دیا کہ جو میرے محبوب کو حاکم نہ مانے وہ مسلمان ہی نہیں:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ
بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيْ أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ
وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝ (پ: ۵، ع: ۶)

تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس

کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے
رکاوت نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔
(کنز الایمان)

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمام جہانوں کے لیے رحمت ہیں

رب العالمین نے ارشاد فرمایا:

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ۝ (پ: ۱۷، ع: ۷)

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔

(کنز الایمان)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دافع بلا ہیں

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے دنیا والوں سے

عذاب کی بلا دفع فرماتا ہے:

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ ط (پ: ۹، ع: ۱۸)

اور اللہ کا کام نہیں کہ ان پر عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو۔

(کنز الایمان)

نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام بوجھ اور گلے کے پھندے اتار کر بلا دفع فرماتے

ہیں۔

ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم احکام شرعیہ کے مالک و مختار ہیں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَيُجِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبِيثَاتِ وَيَضَعُ

عَنْهُمْ أَصْرَهُمْ وَلَا غُلَّالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ط

(پ: ۹، ع: ۹)

اور وہ (نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) سہری چیزیں ان کے لئے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا اور ان پر سے وہ بوجھ اور گلے کے پھندے جو ان پر تھے اتارے گا۔ (کنز الایمان)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ دیا تو فرمایا **يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ فُرِضَ عَلَيْكُمُ الْحَجُّ فَحُجُّوا** اے لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا ہے۔ پس حج کیا کرو۔ ایک شخص نے عرض کیا **اَكُلْ يَا رَسُولَ اللَّهِ** (یا رسول اللہ، علیک الصلوٰۃ والسلام کیا ہر سال؟) تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خاموش ہو گئے حتیٰ کہ اس آدمی نے تین بار عرض کیا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا **لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ** اگر میں ہاں فرمادیتا تو ہر سال حج کرنا فرض ہو جاتا۔

(مشکوٰۃ کتاب المناسک الفصل الاول، ص: ۲۲۰، ۲۲۱، قدیمی کتب خانہ کراچی، ص: ۲۲۱، مسلم، ج: ۱، ص: ۴۳۲، نسائی، ج: ۲، ص: ۱، بیہقی، ج: ۴، ص: ۳۲۶، مسند امام احمد، ج: ۲، ص: ۵۰۸، دارقطنی، ج: ۲، ص: ۲۸۱، ترمذی، ج: ۱، ص: ۱۶۸، ابن ماجہ، ص: ۲۱۳، سنن دارمی، ج: ۲، ص: ۴۶، صحیح ابن حبان، ج: ۷، ص: ۷، صحیح ابن خزیمہ، ج: ۴، ص: ۱۲۹، بلوغ المرام، ص: ۵۱)

پتہ چلا ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہی قانون شریعت ہے۔

اللہ و رسول کا فضل و انعام ہے (عز وجل، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

اللہ تعالیٰ کا مبارک فرمان ہے:

وَمَا نَقْمُوا إِلَّا أَنْ أَغْنَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ ج

(پ: ۱۰، ع: ۱۶)

اور انہیں (کفار و منافقین) کو برا لگا (یہی نہ کہ) اللہ و رسول نے انہیں (مسلمانوں کو) اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(پ: ۲۲، ع: ۲)

أَنعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ.

اللہ تعالیٰ نے اسے نعمت دی اور (اے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تم نے اسے نعمت دی۔

(کنز الایمان)

لا و رب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا
بٹی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ ﷺ کی

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مومنوں پر مہربان ہیں

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان بیان فرماتا ہے:

(پ: ۱، ع: ۵)

بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ۔

مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔

اب قابل غور امر یہ ہے کہ مہربانی وہی فرمائے گا جس کے پاس اختیار ہے اور جس

کے پاس اختیار نہیں اس نے مہربانی و رحم کیا فرمانا۔

ثانیاً: رحم وہی فرمائے گا جو زندہ ہو اور جو مردہ ہو وہ کیسے رحم کرے گا۔

ثالثاً: نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مومنوں پر مہربان ہیں لہذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کو یہ بھی علم ہے کہ فلاں شخص کافر ہے اور فلاں مومن۔

رابعاً: کوئی مومن مشرق میں ہے اور کوئی مغرب میں کوئی شمال میں ہے تو کوئی جنوب میں

اور جو ذات قریب نہ ہو وہ رحم کیسے فرمائے۔

اس آیت سے پتہ چلا ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی عطا سے باختیار، زندہ، ہر جگہ موجود اور ہر مومن و کافر کو جانتے ہیں۔

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام عطا فرماتے ہیں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْهُ ۖ

(پ: ۳۰، ع: ۱۸)

اے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور منگتا کو نہ جھڑکو۔

(کنز الایمان)

مومن ہوں مومنوں پر رؤف و رحیم ہو
سائل ہوں بمائلوں کو خوشی لانہر کی ہے
اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَا اتَّكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

(پ: ۲۸، ع: ۴)

اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔

(کنز الایمان)

حضور تمام خزانوں کے مالک و قاسم ہیں (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا:

إِنَّا آعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ۖ

(پ: ۳۰، ع: ۳۳)

اے محبوب بیشک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔ (کنز الایمان)
کوثر سے مراد حوض کوثر بھی ہے اور خیر کثیر بھی، جیسا کہ تفسیر ابن عباس رضی اللہ

تعالیٰ عنہما میں ہے۔

الْخَيْرَ الْكَثِيرَ كُلَّهُ، یعنی تمام خیر کثیر

سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَخَازِنٌ وَاللَّهُ يُعْطِي

میں تقسیم کرنے والا ہوں اور میرے پاس خزانے ہیں اور اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔

(بخاری، ج: ۱، کتاب العلم، باب من یرید اللہ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی، ص: ۱۶، صحیح مسلم،

ج: ۱، ص: ۳۳۳، مشکوٰۃ، کتاب العلم الفصل الاول قدیمی کتب خانہ، ص: ۳۲)

خلق کے حاکم ہو تم رزق کے قاسم ہو تم

تم سے ملا جو ملا تم پہ کروڑوں درود

حضور احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَإِنِّي قَدْ أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيحِ الْأَرْضِ۔

اور بیشک تحقیق مجھے زمین کے تمام خزانوں یا تمام زمین کی کنجیاں عطا فرمائی گئی ہیں۔

(بخاری، ج: ۱، ص: ۱۷۹، مسلم، ج: ۲، ص: ۲۵۰، نسائی، ج: ۲، ص: ۴۲، مشکوٰۃ باب فضائل سید

المرسلین ﷺ، ص: ۵۱۲)

ایک روایت میں اس طرح ہے کہ نبی محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أُوتِيتُ مَفَاتِيحَ كُلِّ شَيْءٍ

(مسند امام احمد، ج: ۲، ص: ۸۶، جامع صغیر، ج: ۱، ص: ۱۱۰، الفتح الکبیر، ج: ۱، ص: ۴۶۱، کنز العمال، ج: ۶،

ص: ۱۰۶، طبرانی، ج: ۲، ص: ۲۸۶، فتح الباری، ج: ۱، ص: ۱۰۲)

مجھے ہر چیز کی چابیاں عطا ہوئی ہیں۔

ان کے ہاتھ میں ہر کنجی ہے
مالک کل کہلاتے یہ ہیں

بفضلہ تعالیٰ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم زمین و آسمان کے بادشاہ ہیں

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَلَهُ وَزِيرَانِ مِنَ أَهْلِ السَّمَاءِ وَ وَزِيرَانِ
مِنَ أَهْلِ الْأَرْضِ فَأَمَّا وَزِيرَايَ مِنَ أَهْلِ السَّمَاءِ فَجِبْرَائِيلُ
وَمِيكَائِيلُ وَأَمَّا وَزِيرَايَ مِنَ أَهْلِ الْأَرْضِ فَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ.

ہر نبی کے دو وزیر آسمان والوں سے اور دو وزیر زمین والوں سے ہوتے ہیں۔ تو
اہل آسمان سے میرے دو وزیر جبرائیل و میکائیل ہیں اور اہل زمین سے ابو بکر و عمر
(علی نبینا الکریم وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیم)

(ترمذی، ج: ۲، ابواب المناقب میر محمد کتب خانہ کراچی، ص: ۲۰۹، مشکوٰۃ باب مناقب ابو بکر
و عمر رضی اللہ عنہم الفصل الثانی قدیمی کتب خانہ کراچی، ص: ۵۶۰)

قرآن و حدیث کے برعکس وہابیوں، دیوبندیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ جس کا نام محمد یا
علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ اور یہ کہ جو نبی کو شفیع و جیہہ مانے سو وہ اصل مشرک ہے۔
(تقویۃ الایمان از اسمعیل دہلوی وہابی، دیوبندی)

مقام محمود۔۔۔ شفاعت

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

عَسَىٰ أَنْ يُبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا (پ: ۱۵، ع: ۹)

قریب ہے کہ تیرا رب تجھے مقام محمود میں بھیجے۔
حضور شفیع معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی گئی مقام محمود کیا چیز ہے؟

فرمایا **هِيَ الشَّفَاعَةُ** وہ شفاعت ہے۔

(بخاری، ج: ۲، ص: ۶۸۶، ترمذی، ابواب التفسیر میر محمد کتب خانہ کراچی، ج: ۲، ص: ۱۴۲)

حرز جاں ذکر شفاعت کیجیے
نار سے بچنے کی صورت کیجیے

رضائے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا:

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ ط (پ: ۳۰، ع: ۱۸)

اور قریب تر ہے تجھے تیرا رب اتنا دے گا کہ تو راضی ہو جائے گا۔

جب یہ آیت اتری حضور محبوب کبریا علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا:

إِذَا لَا أَرْضِي وَوَاحِدٌ مِّنْ أُمَّتِي فِي النَّارِ

یعنی جب اللہ تعالیٰ مجھے راضی کر دینے کا وعدہ فرماتا ہے تو میں راضی نہ ہوں گا اگر

میرا ایک امتی بھی دوزخ میں رہا۔ (دیلی، تفسیر کبیر، ج: ۲۱، ص: ۲۱۳)

حضور نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

أَشْفَعُ لَأُمَّتِي حَتَّىٰ يُنَا دِيَنِي رَبِّي أَرْضِيْتُ يَا مُحَمَّدُ

فَأَقُولُ أَيْ رَبِّ رَضِيْتُ

میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا یہاں تک میرا رب مجھے فرمائے گا اے محمد صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیا تو راضی ہوا؟ میں عرض کروں گا اے میرے رب میں راضی ہوا۔
(تفسیر درمنثور، ج: ۶، ص: ۳۶۱، روح البیان، ج: ۶، ص: ۴۵۵)

وجاہت

حضرت عیسیٰ و موسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے ہاں وجیہ ہیں۔

ارشاد باری ہے:

اِسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهَا فِي الدُّنْيَا
وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۝^۶
(پ: ۳، ع: ۱۳)

جس کا نام ہے مسیح عیسیٰ مریم کا بیٹا رودار (وجیہ) ہوگا دنیا اور آخرت میں اور قرب والا۔
وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيْهَا ۝
(کنز الایمان)

اور موسیٰ اللہ کے یہاں آبرو والا (وجیہ) ہے۔

ہمارے نبی تو تمام نبیوں کے سلطان اور اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

أَنَا حَبِيبُ اللَّهِ - سن لو میں اللہ کا حبیب ہوں۔

(ترمذی، ج: ۲، ص: ۲۰۲، مشکوٰۃ، ص: ۵۱۴، دارمی، ج: ۱، ص: ۳۹)

انہیں اللہ تعالیٰ نے مقام محمود کا وعدہ فرمایا جہاں اولین و آخرین حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام کی تعریف کریں گے۔

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا

کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانیوالی ہے

ان کی رضا کا طالب ان کا رب تعالیٰ ہے جیسا کہ حدیث قدسی میں ہے:

كُلُّهُمْ يَطْلُبُونَ رِضَائِي وَأَنَا أَطْلُبُ رِضَاكَ يَا مُحَمَّدُ۔

اے پیارے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سب میری رضا چاہتے ہیں اور میں تیری رضا کا طالب ہوں۔ (تکمیل الایمان، ص: ۳۲، نزہۃ المجالس، ج: ۲، ص: ۱۳۵)

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

آپ درگاہ خدا میں ہیں وجیہ
ہاں شفاعت بالوجاہت کیجیے

حضور شفیع المذبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے |

أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ أَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَ
أَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ

قیامت کے دن میں حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد کا سردار ہوں گا۔ سب سے پہلے میں اپنی قبر انور سے نکلوں گا۔ سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی۔

(مسلم، ج: ۲، ص: ۲۴۵، مشکوٰۃ، ص: ۵۱۱، ترمذی، ج: ۲، ص: ۲۰۲)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں:

شَفَاعَتِي لَا هَلْ الْكَبَائِرِ مِنْ أُمَّتِي

(ابن ماجہ، ص: ۳۲۹، مشکوٰۃ، ص: ۴۹۴، ترمذی، ص: ۷۰، جامع صغیر مع فیض القدر، ج: ۴، ص: ۱۲۶)

میری شفاعت میری امت میں ان کے لئے ہے جو کبیرہ گناہ والے ہیں۔

تجھ سا سیاہ کار کون ان سا شفیع ہے کہاں
پھر وہ تجھی کو بھول جائیں دل یہ ترا گمان ہے

نبی، عالم اور شہید شفاعت کریں گے (علیہم الصلوٰۃ والسلام)

حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يَشْفَعُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ثَلَاثَةٌ "الْأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ الشُّهَدَاءُ"

قیامت کے دن تین طرح کے حضرات شفاعت کریں گے۔ انبیاء پھر علماء پھر

شہداء (علیہم الصلوٰۃ والسلام) (ابن ماجہ، ص: ۳۳۰، مشکوٰۃ، ص: ۴۹۵، کنز العمال، ج: ۱۰، ص: ۱۵۱)

ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تو تمام نبیوں میں سب سے افضل ہیں۔

(علیہم الصلوٰۃ والسلام) لہذا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت بدرجہ اولیٰ ثابت ہوئی۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا امتی کچا بچہ اپنے ماں باپ کی شفاعت کریگا۔

عالم ماکان وما یکون (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے غیب کی خبر عطا فرمائی

اِنَّ السَّقَطَ لَيُرَا غَمُّ رَبِّهٖ اِذَا اَدْخَلَ اَبْوِيْهِ النَّارَ فَيَقَالُ اَيُّهَا السَّقَطُ

اَلْمُرَا غَمُّ رَبِّهٖ اَدْخَلَ اَبْوِيْكَ الْجَنَّةَ فَيَجْرُ هُمَا بِسَرِّهِ حَتّٰی يَدْ

خَلُّهُمَا الْجَنَّةَ

بیشک ماں کے پیٹ سے گرا ہوا کچا بچہ اپنے رب سے جھگڑا کرے گا۔ جس وقت

رب تعالیٰ اُس کے ماں باپ کو دوزخ میں ڈالے گا، تو کہا جائیگا اے اپنے رب سے

جھگڑنے والے گرے ہوئے بچے اپنے ماں باپ کو جنت میں داخل کر تو وہ کچا بچہ اپنے ماں

باپ کو اپنی نال کے ساتھ کھینچے گا یہاں تک کہ ان دونوں کو جنت میں داخل کرے گا۔

(ابن ماجہ، ص: ۱۱۶، مشکوٰۃ، ص: ۱۵۳)

معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادنیٰ امتی کچا بچہ اپنے والدین کی شفاعت کر کے ان کی حاجت روائی کریگا، بلا دفع کرے گا اور ان کا مشکل کشا بنے گا۔ جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شفیع، حاجت روا اور دفع بلا اور مشکل کشا نہ مانے وہ کتنا بد نصیب ہے۔

روزہ اور قرآن شفاعت کریں گے

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

الصَّيَّامُ وَالْقُرْآنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ يَقُولُ الصَّيَّامُ اٰی رَبِّ مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهَوَاتِ بِالنَّهَارِ فَشَفَعْنِي فِيهِ وَيَقُولُ الْقُرْآنُ مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَشَفَعْنِي فِيهِ فَيُشَفَّعَانِ۔

روزہ اور قرآن بندے کی شفاعت کریں گے۔ روزہ کہے گا اے میرے رب میں نے اس بندے کو دن کے وقت کھانے اور خواہشات سے باز رکھا تو اس کے حق میں میری شفاعت قبول کر اور قرآن کہے گا میں نے اسے رات کو سونے سے روکا تو اس کے حق میں میری شفاعت قبول کر پس روزہ اور قرآن دونوں کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

(بیہقی، مشکوٰۃ، ص: ۱۷۳)

جب روزہ اور قرآن شفاعت کریں گے تو جن کے صدقے رمضان اور قرآن ملے ان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کے بارے میں سچے مسلمان کو کوئی شک نہیں ہو سکتا۔

جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شفیع نہ مانے اس کی شفاعت نہ ہوگی

متواتر حدیث شریف میں ہے سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَمَةِ حَقٌّ "فَمَنْ لَمْ يُؤْمِنْ بِهَا لَمْ يَكُنْ

مِنْ أَهْلِهَا

(المطالب العالیہ، رقم: ۳۴۷، الفردوس، ج: ۳، ص: ۵۷، تفسیر مظہری، ج: ۱۰، ص: ۱۳۴، تاریخ بغداد، ج: ۸، ص: ۱۱، کنز العمال، ج: ۱۴، ص: ۳۹۹، جامع صغیر مع فیض القدر، ج: ۴، ص: ۱۶۳)

میری شفاعت روز قیامت حق ہے جو اس پر ایمان نہ لائے گا اسکے قابل نہ ہوگا۔

حشر میں ہم بھی سیر دیکھیں گے
منکر آج ان سے التجا نہ کرے

باب نمبر 14

غیر اللہ سے امداد کا بیان

دیوبندیوں، وہابیوں نجدیوں کا اعلان

حاجت روا حاجت روا، ایک خدا ایک خدا اور یا اللہ مدد باقی سب شرک و بدعت۔
یاد رہے نجدی وہابی، دیوبندی، انبیاء اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی امداد کے تو منکر ہوئے کہ جن کی امداد درحقیقت رب تعالیٰ کی امداد ہے اور امریکہ و برطانیہ کے کافروں، مشرکوں سے مدد طلب کی جو اصل میں ”مِنْ دُونِ اللّٰهِ“ ہیں آئندہ بھی ان سے امداد لینے کے معاہدے کیے گئے۔ اور وہابیوں کا یہ بھی نعرہ ہے، صرف اور صرف یا اللہ مدد، اور اپنے ساتھ کئی محافظ (Body guards) اور اسلحہ بھی رکھتے ہیں تاکہ مشکل میں ان سے امداد لی جاسکے۔
اہلسنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ حقیقی مددگار اللہ تعالیٰ ہے اس کی عطا کردہ طاقت سے اس کے بندے بھی مدد کرتے ہیں۔

مسلمانوں کے مددگار بہت ہیں

قرآنی آیات مبارکہ سے ثبوت:

- (1) اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ ۝ (پ: ۶، ع: ۱۲)
- تمہارے دوست (مددگار) نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے کہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں۔ (کنز الایمان)

اس آیت سے پتہ چلا کہ اللہ و رسول (جل جلالہ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اور مومنین مسلمانوں کے مددگار ہیں۔

(2) **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ**

(پ: ۲، ع: ۳)

(کنز الایمان)

اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد چاہو۔

صبر اور نماز اللہ نہیں، غیر اللہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے مدد لینے کا حکم فرما رہا ہے۔

جن کے ذریعے صبر اور نماز ملے کیا ان سے مدد لینا شرک ہے؟

(3) **وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ۖ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۚ**

(پ: ۶، ع: ۵)

اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ

(کنز الایمان)

دو۔

اگر غیر خدا سے مدد لینا شرک ہوتا تو اللہ تعالیٰ ایک دوسرے کی مدد کرنے کا ہرگز حکم

نہ فرماتا کیونکہ اللہ تعالیٰ شرک کی تعلیم نہیں دیتا۔

(4) حضرت ذوالقرنین (علی نبینا الکریم وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم) نے اپنی رعایا سے مدد مانگی۔

(پ: ۱۶، ع: ۲)

فَاعِينُونِي بِقُوَّةٍ

(کنز الایمان)

تو میری مدد طاقت سے کرو۔

وہابیہ کے نزدیک تو حضرت ذوالقرنین (علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) بھی شرک

کرنے والے ہوئے۔ (معاذ اللہ)

(5) اللہ تعالیٰ نے نبیوں، رسولوں سے فرمایا کہ تم خاتم النبیین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مدد کرنا۔

(پ: ۳، ع: ۱۷)

لَتَوْءُ مِنْنٌ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ ۝

تو تم ضرور بر ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔

(کنز الایمان)

اگر غیر اللہ سے امداد شرک ہوتی تو اللہ تعالیٰ انبیاء و رسل سے کیوں فرماتا کہ جب سرور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تشریف لائیں تو ان کی مدد کرنا۔

(6) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومنین اور فرشتے بھی مددگار ہیں۔ لیکن وہابی کہتا ہے کہ غیر اللہ سے امداد شرک ہے۔

فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ ۝

(پ: ۲۸، ع: ۱۹)

وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَلِكَ ظَهِيرٌ ۝

تو بے شک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے، (مددگار) اور

(کنز الایمان)

اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔

(7) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ ۝

(پ: ۲۶، ع: ۵)

اے ایمان والو! اگر تم دین خدا کی مدد کرو گے اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے

(کنز الایمان)

قدم جمادے گا۔

پتہ چلا اللہ تعالیٰ کے بندوں کی مدد شرک نہیں۔ جب رب غنی ہو کر اپنے بندوں

سے مدد مانگ رہا ہے تو بندہ مدد مانگنے سے کیسے بے پرواہ ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد سے

مراد اللہ تعالیٰ کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اسکے دین کی مدد ہے۔ رب کریم کا مدد فرمانا

مسلمانوں کو کامیابی دینا ہے۔

(8) فَسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝ (پ: ۱۷، ع: ۱)

تو اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تم کو علم نہ ہو۔

(کنز الایمان)

پتہ چلا علم والے بھی مددگار ہیں۔

ف: اس سے تقلید کا وجوب ثابت ہوا کیونکہ جو چیز معلوم نہ ہو وہ جاننے والے سے

پوچھنا لازم ہے۔ لہذا غیر مجتہد کو اجتہادی مسائل مجتہدین سے پوچھنا اور ان پر عمل کرنا

ضروری ہے۔ انہیں خود اجتہاد کرنا حرام ہے۔

(نور العرفان)

(9) يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝

(پ: ۱۰، ع: ۴)

اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) اللہ تمہیں کافی ہے اور یہ جتنے مسلمان

تمہارے پیرو ہوئے (یہ مددگار کافی ہیں)

بے ایمانوں کا کوئی مددگار نہیں

(1) وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ۝ (پ: ۳، ع: ۵)

(کنز الایمان)

اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں

(2) وَمَا لَهُمْ فِي الْأَرْضِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ۝ (پ: ۱۰، ع: ۱۶)

(کنز الایمان)

اور زمین میں کوئی ان کا حمایتی ہوگا نہ مددگار۔

پتہ چلا بے یار و مددگار ہونا کفار و منافقین کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے

مسلمانوں کے بہت مددگار ہیں۔

(3) وَمَنْ يُضِلُّ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُّرْشِدًا (پ: ۱۵، ع: ۱۴)

اور جسے گمراہ کرے تو ہرگز اس کا کوئی حمایتی راہ دکھانے والا (مرشد) نہ پاؤ گے۔
(کنز الایمان)

معلوم ہوا گمراہ کا نہ کوئی مددگار ہے نہ کوئی مرشد، رہبر۔ مسلمانوں کے لئے دونوں

ہیں۔ بحمدہ تعالیٰ۔ تفسیر روح البیان میں ہے:

وَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ شَيْخٌ فَشَيْخُهُ الشَّيْطَانُ۔

اور جس کا کوئی شیخ مرشد نہ ہو اس کا شیخ شیطان ہوتا ہے۔

(روح البیان، ج: ۱، ص: ۲۳۶، یہی مفہوم دیکھئے رسالہ قشیریہ، ص: ۴۲۶)

دارالکتب بیروت از امام اجل ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن قشیری متوفی ۴۶۵ھ)

مشرکین کفار سے مدد طلب کرنا حرام ہے

حدیث

جب حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم غزوہ بدر کو تشریف لے چلے تو ایک بہادر شخص نے ایک مقام پر ساتھ چلنے کی اجازت طلب کی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **أَتُوْا مِنْ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ** کیا تو اللہ و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان رکھتا ہے؟ کہا نہیں، فرمایا: **فَارْجِعْ فَلَنْ نَّسْتَعِيْنَ بِمُشْرِكٍ**، تو واپس چلا جا ہم ہرگز کسی مشرک سے مدد نہ چاہیں گے۔ دوسرے مقام پر پھر وہی شخص حاضر ہوا اور ساتھ چلنے کی اجازت مانگی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وہی ارشاد فرمایا، تیسرے مقام پر پھر وہ شخص آیا اور اجازت مانگی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا **أَتُوْا مِنْ**

بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ کیا تو اللہ و رسول (جل جلالہ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) پر ایمان رکھتا ہے؟ اس شخص نے عرض کی ہاں، فرمایا: **فَنَعَمْ اِذَنْ**، ہاں اب چلو۔

(صحیح مسلم، ج: ۲، ص: ۱۱۸، مشکل الآثار، ج: ۳، ص: ۲۳۷، رسائل رضویہ)

حدیث پاک: حضرت خبیب بن اساف رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں اور میری قوم کے ایک شخص نے کسی غزوہ میں شرکت کے لئے اجازت مانگی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، کیا تم دونوں مسلمان ہوئے! کہا نہیں، فرمایا، **فَاِنَّا لَا نَسْتَعِيْنُ بِالْمُشْرِكِيْنَ عَلٰی الْمُشْرِكِيْنَ**، پس ہم مشرکوں سے مشرکوں کے خلاف مدد نہیں لیتے نہ ہی آئندہ لیں گے۔ اس پر ہم دونوں مسلمان ہوئے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ جہاد میں شریک ہوئے۔

(طبرانی، احمد، مشکل الآثار، ج: ۳، ص: ۲۳۹)

نتیجہ: بے ایمانوں، گستاخوں، بد مذہبوں سے مدد طلب کرنا حرام اور حضرات انبیاء و اولیاء (علیہم الصلوٰۃ والسلام) سے استعانت (مدد مانگنا) قرآن و حدیث کی تعلیمات کے مطابق ہے۔ **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ**۔

باب نمبر 15

اللہ عزوجل کے بندے بھی امداد کرتے ہیں

وہابی نجدیوں کی بولی

تجھ سوا مانگے جو غیروں سے مدد
فی الحقیقت ہے وہی مشرک اشد
(تذکیر الاخوان تہمتہ تقویۃ الایمان از اسماعیل دہلوی وہابی دیوبندی)

احادیث مبارکہ

(1) مَنْ قَضَى لِحَدٍّ مِنْ أُمَّتِي حَاجَةً وَيُرِيدُ أَنْ يَسْرَهُ بِهَا
فَقَدْ سَرَّنِي وَمَنْ سَرَّنِي فَقَدْ سَرَّ اللَّهُ وَمَنْ سَرَّ اللَّهُ
أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ. (مشکوٰۃ، ص: ۴۲۵، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جس (مسلمان) نے میرے کسی اُمتی کی (جائز) حاجت کو پورا کیا اور وہ اس
مسلمان کی حاجت پوری کر کے اس کو خوش کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو یقیناً اس نے مجھے خوش
کیا اور جس نے مجھے خوش کیا اس نے یقیناً اللہ تعالیٰ کو خوش کیا اور جس نے اللہ تعالیٰ کو خوش
کیا اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ (مشکوٰۃ)

جو چاہے ان سے مانگ کہ دونوں جہاں کی خیر
زر نا خریدہ ایک کنیز ان کے در کی ہے

(2) **اللَّهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا دَامَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ**

(ترمذی، ج: ۱، ص: ۱۴، مشکوٰۃ، ص: ۳۴، کنوز الحقائق، ج: ۱، ص: ۴۱)

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ بندے کی امداد فرماتا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے مسلمان بھائی کی (جائز کاموں میں) امداد کرتا ہے۔

(3) **مَنْ آغَاثَ مَلْهُوْفًا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ ثَلَاثًا وَسَبْعِينَ مَغْفِرَةً**

وَاحِدَةً" فِيهَا صَلَاحُ أَمْرِهِ كُلِّهِ وَثِنْتَانِ وَسَبْعُونَ
لَهُ دَرَجَاتٌ" يَوْمَ الْقِيَمَةِ

(الجامع الصغیر، ص: ۵۱۷)

سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس نے غمگین فریادی کی مدد کی (اس کا غوث بنا) اللہ تعالیٰ اس مدد کرنے والے کے لیے تہتر (۷۳) بخششیں لکھ دے گا، ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس کے تمام کام سنور جائیں گے اور بہتر مغفرتیں اسے قیامت والے دن درجات کی صورت میں ملیں گی۔

(4) **أَنَا غِيَاثٌ لِمَنْ أَكْثَرَ الصَّلَاةَ عَلَيَّ**

(تنبیہ الغافلین، ص: ۱۵۲)

رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں بہت زیادہ مدد کرنے والا ہوں اس شخص کی جو مجھ پر زیادہ درود بھیجے۔

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ

نہ کیوں کر کہوں یا جیسی اشنی
اسی نام سے ہر مصیبت ٹلی ہے

(5) اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰی عِبَادًاۙ اَخْتَصَّهُمْ بِخَوَائِجِ النَّاسِ يَفْرَعُ

النَّاسُ الْيُحْتَمِ فِي خَوَائِجِهِمْ اُولٰٓئِكَ الْاٰمِنُونَ مِنْ عَذَابِ
اللّٰهِ.
(الجامع الصغير، ص: ۱۴۱)

حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں لوگوں کی حاجت
روائی کے لیے مقرر کیا ہے۔ لوگ اپنی حاجتیں پوری کروانے کیلئے بیقرار ہو کر ان کی طرف
جاتے ہیں۔ وہ (حاجت روا بندے) اللہ تعالیٰ کے عذاب سے امن میں ہوتے ہیں۔

نار دوزخ سے بچائے گا سہارا غوث (رضی اللہ عنہ) کا

لے چلے گا خلد میں ادنیٰ اشارہ غوث (رضی اللہ عنہ) کا

(6) اِذَا ارَادَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا صَيَّرَ خَوَائِجَ النَّاسِ اِلَيْهِ

(الجامع الصغير، ص: ۲۹)

جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو لوگوں کی حاجتوں کو اس
کی طرف پھیر دیتا ہے یعنی اسے لوگوں کے لئے حاجت روا بنا دیتا ہے۔

(7) مَنْ يَكُنْ فِي حَاجَةٍ اَخِيهِ يَكُنِ اللّٰهُ فِي حَاجَتِهِ.

(الجامع الصغير، ج: ۲، ص: ۵۴۶)

سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جو مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی (جائز) حاجت پوری کرنے میں ہو تو اللہ تعالیٰ

اس کی حاجت پوری فرماتا ہے۔

(8) مَنْ قَضَىٰ لَآخِيهِ الْمُسْلِمِ حَاجَةً كَانَ لَهُ مِنَ الْاَجْرِ

کَمَنْ حَجَّ وَاعْتَمَرَ

(الجامع الصغير، ج: ۲، ص: ۵۳۹)

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جس مسلمان نے اپنے مسلمان بھائی کی (جائز) حاجت پوری کی اسے اتنا ثواب ملے گا گویا اس نے حج اور عمرہ کیا۔

(9) نِعْمَ الْعَوْنُ عَلَى الَّذِينَ طَلَبُوا الْعِلْمَ

(کنوز الحقائق، ج: ۲، ص: ۱۳۰)

حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

دین کی بہترین امداد یہ ہے کہ علم دین حاصل کیا جائے۔

(10) مَنْ بَكَرَ يَوْمَ السَّبْتِ فِي طَلَبِ حَاجَةٍ فَإِنَّا ضَامِنٌ لِّقَضَائِهَا

(کنوز الحقائق، ج: ۲، ص: ۹۱)

پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جو کوئی شخص ہفتہ کے دن جائز طلب میں نکلے تو حاجت پوری کرنے کا میں ذمہ

دار ہوں۔

(11) مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلَى مَوْلَاهُ

(ترمذی، ج: ۲، ص: ۲۱۲، مسند امام احمد، ج: ۵، ص: ۳۵۹، مشکوٰۃ، ص: ۵۶۳، کنوز الحقائق، ج: ۲، ص: ۱۱۷)

حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جس کا میں مددگار ہوں اس کے علی مددگار ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

شیر شمشیر زن شاہ خیر شکن

نائب دست قدرت پہ لاکھوں سلام

(12) **وَإِنْ أَرَادَ عَوْنًا فَلْيَقُلْ يَا عِبَادَ اللَّهِ أَعِينُونِي يَا عِبَادَ اللَّهِ**
أَعِينُونِي يَا عِبَادَ اللَّهِ أَعِينُونِي۔
(حسن حصین، ص: ۱۶۳)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

اگر مدد لینا چاہے تو کہے اے اللہ کے بندو میری مدد کرو (تین بار) کچھ اللہ کے بندے ہیں، نظر نہیں آئیں گے اس کا کام کر جائیں گے۔

(13) **رَحِمَ اللَّهُ وَالِدَا أَعَانَ وَلَدَهُ عَلَى بَرٍّ۔**

(کنوز الحقائق، ج: ۱، ص: ۱۳۷)

رحیم و کریم آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ ایسے (ماں) باپ پر رحم فرمائے جو اپنی اولاد کی اسکے نیک کام پر امداد

کریں۔

(14) **قَلْبٌ شَاكِرٌ وَلِسَانٌ ذَاكِرٌ وَزَوْجَةٌ صَالِحَةٌ**
تُعِينُكَ عَلَى أَمْرِ دُنْيَاكَ وَدِينِكَ خَيْرٌ مَّا اكْتَنَزَ النَّاسُ۔

(الجامع الصغیر، ج: ۲، ص: ۳۸۳)

رسول عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

شکر کرنے والا دل اور ذکر کرنے والی زبان اور نیک بیوی جو تیری دنیا اور آخرت

کے نیک کاموں میں امداد کرتی رہے، لوگوں کے خزانہ جمع کرنے سے بہتر ہیں۔

بیوی امداد کر سکتی ہے تو کیا حبیب خدا کو نین کے بادشاہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

امداد نہیں کر سکتے؟

(15) **مَنْ أَعَانَ ظَالِمًا سَلَطَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ۔** (الجامع الصغیر، ج: ۲، ص: ۵۱۶)

حضور نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
جس نے ظالم کی امداد کی اللہ تعالیٰ اس ظالم کو اس امداد کرنے والے پر مسلط کر دے گا۔

(16) لَعَنَ اللَّهُ مَنْ رَأَى مَظْلُومًا فَلَمْ يَنْصُرْهُ.

(کنوز الحقائق، ج: ۲، ص: ۱۶۳)

رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی اس شخص پر جس نے مظلوم کو دیکھا تو اسکی مدد نہ کی۔
حاکم حکیم داد و دوا دیں یہ کچھ نہ دیں م
مردود یہ مراد کس آیت خبر کی ہے

اللہ تعالیٰ کے بعض بندے دفع بلا کا سبب ہیں

(17) أَهْلُ بَيْتِي أَمَانٌ "لَا مَتَى فَإِذَا ذَهَبَ أَهْلُ بَيْتِي أَتَاهُمْ مَا يُوعَدُونَ".
(مستدرک حاکم، ج: ۳، ص: ۱۶۲)

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
میرے اہلبیت میری امت کے لئے امان ہیں۔ جب اہل بیت نہ رہیں گے
امت پر وہ آئے گا جو ان سے وعدہ ہے۔

(18) (حدیث قدسی) قَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِنِّي لَا هُمْ بِأَهْلِ الْأَرْضِ
عَذَابًا فَإِذَا نَظَرْتُ إِلَى عَمَارِ بَيْوتِي وَالْمُتَعَابِينَ فِي
وَالْمُسْتَغْفِرِينَ بِأَلَا سَحَارِ صَرَفْتُ عَذَابِي عَنْهُمْ.

(بیہقی، شعب الایمان، ج: ۷، ص: ۵۰۰، کنز العمال، ج: ۷، ص: ۵۷۹)

حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے:
رب العزت جل وعلا فرماتا ہے میں زمین والوں پر عذاب اتارنا چاہتا ہوں۔
جب میں میرے گھر آباد کرنے والے اور میرے لیے باہم محبت کرنے والے اور پچھلی رات
کو استغفار کرنے والے دیکھتا ہوں اپنا عذاب ان سے پھیر دیتا ہوں۔

(19) لَوْلَا عِبَادُ اللَّهِ رُكِعَ وَصَبِيَّةٌ رُضِعَ وَبَهَائِمُ رُتِعَ
تُصَبُّ عَلَيْكُمْ الْعَذَابُ صَبَاءً ثُمَّ رُضُّ رَضًا۔

(عقيلي، ج: ۴، ص: ۱۶۲۶، طبرانی، ج: ۲۲، ص: ۳۰۹، سنن الکبریٰ، ج: ۳، ص: ۳۲۵، دیلمی، ج: ۷، ص: ۱۵۵)

حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
اگر اللہ تعالیٰ کے نمازی بندے نہ ہوتے اور دودھ پیتے بچے، اور گھاس چرتے
چوپائے نہ ہوتے تو بے شک عذاب تم پر سختی سے ڈالا جاتا، پھر مضبوط و محکم کر دیا جاتا۔

(20) هَلْ تَنْصَرُونَ وَتَرْزُقُونَ إِلَّا بِضَعْفَائِكُمْ۔

(بخاری، ج: ۱، ص: ۴۰۵، مسند امام احمد، ج: ۱، ص: ۱۷۳، مصنف عبدالرزاق،

ج: ۵، ص: ۳۰۳، طبرانی صغیر، ص: ۷۶، کنز العمال، ج: ۳، ص: ۱۷۹)

سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے:
تمہارے ضعیفوں کے وسیلے سے ہی تمہاری امداد کی جاتی ہے اور تمہیں رزق دیا
جاتا ہے۔

دیوبندی وہابی اپنے مولوی کونیوں، رسولوں

(علیہم الصلوٰۃ والسلام) سے بڑا مانتے ہیں

مولوی محمود الحسن دیوبندی وہابی نے رشید احمد گنگوہی دیوبندی وہابی کے مرثیہ میں لکھا:

حوائج دین و دنیا کے کہاں لے جائیں ہم یارب

گیا وہ قبلہ حاجات روحانی و جسمانی

(مرثیہ، ص: ۸)

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا

اس مسیحائی کو دیکھیں ذرا ابن مریم

(مرثیہ، ص: ۲۴)

ہم نبیوں، رسولوں اور ولیوں علیہم الصلوٰۃ والسلام کو حاجت رواء، دافع بلا اور مشکل

کشامانیں تو وہابیوں، دیوبندیوں کے نزدیک مشرک ٹھہریں اور وہ اپنے مولوی کو

حاجت رومانیں تو پکے موحد ہوں۔ یہ بہت بڑی گستاخی ہے۔

باب نمبر 16

تمام صحابہ کرام اور ان کے پیروکار جنتی ہیں (علیہم الرضوان)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَالسَّابِقُونَ الْأُولُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ
اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ

وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا
ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ (پ: ۱۱، ع: ۲)

اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے
اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی، اور ان کے لیے تیار کر رکھے ہیں باغ جنکے نیچے
نہریں بہیں، ہمیشہ ان میں رہیں۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔ (کنز الایمان)

اس آیت سے پتہ چلا تمام صحابہ کرام اور ان کی پیروی کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ
راضی ہے مگر اگلے امام ہیں پچھلے مقتدی۔ اب جو کہے میں صحابہ سے راضی نہیں وہ بہت بڑا
گستاخ اور خدا تعالیٰ کا مخالف ہے۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ قیامت تک وہی حق پر ہیں جو صحابہ کرام کے پیروکار ہیں لہذا
روافض و خوارج باطل پر ہیں جو صحابہ کے دشمن اور گستاخ ہیں۔ صحابہ کے غلاموں سے اللہ
تعالیٰ راضی ہے تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے کتنا راضی ہوگا۔

اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ہر متقی سنی مسلمان کو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہہ سکتے
ہیں۔ سارے صحابہ عادل ہیں، ان میں کوئی گنہگار فاسق نہیں، جو کوئی شخص کسی تاریخی واقعہ یا

روایت سے کسی صحابی کا فاسق ہونا ثابت کرے وہ مردود ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَقَدْ عَفَا اللَّهُ عَنْهُمْ ط (پ: ۴، ع: ۷)

اور بے شک اللہ نے (سارے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو) معاف کر دیا۔

(کنز الایمان)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَكَلَّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنٰی ط

(پ: ۵، ع: ۱۰)

صحابہ کرام کی تعداد تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے جن میں سے بعض کے فضائل خصوصی منقول ہیں اور کل کے لئے مذکورہ ودیگر آیات جیسے حضرات انبیاء کے فضائل ہیں (علیہم الصلوٰۃ والسلام)

اہلسنت کا ہے۔ بیڑا پار اصحاب حضور

نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ ﷺ کی

حدیث شریف

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حُبُّ أَبِي بَكْرٍ وَ عُمَرَ إِيْمَانٌ ” وَ بُغْضُهُمَا كُفْرٌ ”

الجامع الصغیر مع تیسیر، ج: ۱، ص: ۴۹۲

حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی محبت ایمان ہے

اور ان دونوں سے بغض رکھنا کفر ہے۔

حدیث شریف

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ افْتَرَضَ عَلَيْكُمْ
حُبَّ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى
عَنْهُمْ كَمَا افْتَرَضَ عَلَيْكُمْ الصَّلَاةَ وَالزَّكَاةَ وَالصَّوْمَ
وَالْحَجَّ فَمَنْ أَبْغَضَ وَاحِدًا مِنْهُمْ لَمْ يَقْبَلِ اللَّهُ مِنْهُ
صَلَاةٌ وَلَا صَوْمًا وَلَا حَجًّا وَلَا زَكَاةً وَيَحْشُرُهُ مِنْ قَبْرِهِ
إِلَى النَّارِ
(نور الابصار، ص: ۴)

حضرت مولانا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ عزوجل نے تم پر ابو بکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ
تعالیٰ عنہم کی محبت فرض کر دی جس طرح تم پر نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ فرض کیا۔ تو جو کوئی شخص
ان حضرات میں سے کسی ایک کے ساتھ بغض رکھے اللہ تعالیٰ اس سے نماز، روزہ، حج و زکوٰۃ
قبول نہ فرمائے گا اور اسے اس کی قبر سے نکال کر سیدھا دوزخ میں ڈالے گا۔

رافضی شیعہ مذہب

رافضی شیعہ ہمارے خدا کو نہیں مانتے۔ ہمارا خدا وہ ہے جس نے چھ ہزار چھ سو
چھیا سٹھ آیات کا قرآن اتارا۔ شیعہ کا خدا وہ ہے جس نے سترہ ہزار آیات کا قرآن اتارا۔
شیعہ ہمارے قرآن کو بھی نہیں مانتے۔ جس کے پاس قرآن نہیں اس کا ایمان نہیں۔ جب
شیعہ کو پورا قرآن ملے گا اس وقت انہیں ایمان نصیب ہوگا۔ ہمارا خدا وہ ہے جس نے اپنے
حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چار بار عطا فرمائے۔ شیعہ کا خدا وہ ہے جس نے اپنے رسول
علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک ہی بار عطا فرمایا وہ بھی ان کے نزدیک غیر مسلموں کے پیچھے
نمازیں پڑھتا رہا اور اس نے غیر مسلموں کی بیعت کی۔ ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

چار یار ہیں (علیہم الرضوان) شیعہ اس نبی کو مانتے ہیں جس کا ایک ہی یار ہے۔ ہم اہلسنت وجماعت اس نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا کلمہ پڑھتے ہیں جس کی چار شہزادیاں ہیں، سیدہ فاطمہ، سیدہ زینب، سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہن، جیسا کہ شیعہ مذہب کی کتاب اصول کافی میں موجود ہے۔ رافضی شیعہ اس نبی کا کلمہ پڑھتے ہیں جس کی ایک ہی شہزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے۔

حالانکہ قرآن پاک میں ہے وَبَنَاتُكَ (پ: ۲۲، ع: ۵) اے محبوب تمہاری صاحبزادیاں۔ بنات جمع ہے بنت کی۔ اگر ایک صاحبزادی ہوتی تو بَنَاتُكَ ہوتا۔ پتہ چلا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک سے زیادہ چار صاحبزادیاں ہیں۔

(شیعہ مولوی مقبول نے بھی یہی ترجمہ کیا ہے، ترجمہ مقبول، ص: ۸۴۹، طبع ایران ج: ۱، ص: ۴۳۹، مترجم فارس طبع ایران، ج: ۲، ص: ۲۳۵)

رافضی شیعہ ہر اذان اور خطبہ میں یوں پڑھتے ہیں

عَلٰی "وَلٰی اللّٰہِ خَلِیْفَتُہٗ بِلاَ فَضْلِ

یعنی مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں (یہ بات ٹھیک ہے)، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بغیر فاصلے کے (پہلے) خلیفہ ہیں۔ اس سے صدیق و فاروق، و عثمان (علیہم الرضوان) کا انکار لازم آتا ہے۔ ان حضرات کی شان میں یہ گستاخی ہے اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مخالفت بھی ہے۔ کیونکہ مولا علی شیر خدا نے صدیق و فاروق و عثمان علیہم الرضوان کی بیعت کی، انہیں خلیفہ تسلیم کیا، ان سے محبت رکھی اور صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ دفن کیا۔ اگر یہ سب کچھ ذکر کر کیا، تو شیر خدا نہ ہوئے۔ اور اگر مرضی و محبت سے کیا تو

صدیق و فاروق و عثمان علیہم الرضوان کامل ترین مسلمان ہوئے۔

ترے چاروں ہدم ہیں یک جان یک دل
ابوبکر فاروق عثمان علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہے

حدیث شریف

سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

خُلِقْتُ أَنَا وَابْنُ بَكْرٍ وَعُمَرُ مِنْ طِينَةٍ وَاحِدَةٍ

(کنوز الحقائق، ج: ۱، ص: ۱۲۳)

میں اور ابوبکر و عمر ایک ہی (نورانی) مٹی سے پیدا کیے گئے۔

حدیث شریف

رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک بیان ہے:

اَكْبَرُ مُوَاَبَا بَكْرٍ وَعُمَرُ فَإِنَّ اللَّهَ خَلَقَهُمَا مِنْ فَاضِلِ تُرْبَتِي

(کنوز الحقائق، ج: ۱، ص: ۳۹)

ابوبکر و عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی عزت کرو اس لیے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے انہیں

میرے جسم انور کی بچی ہوئی (نورانی) مٹی سے پیدا فرمایا۔

محبوب رب عرش ہے اس سبز قبہ میں

پہلو میں جلوہ گاہ عتیق و عمر کی ہے

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ عظیم المرتبہ صحابی، کاتب وحی اور مجتہد ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائی ہیں، امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پیر ہیں۔ ہم پر فرض ہے ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد امجاد کی طرفداری کریں اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت رکھیں۔ جنگ صفین میں آپ سے خطا اجتہادی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو معاف فرمادیا جیسا کہ قرآن پاک میں ہے:

وَلَقَدْ عَفَا اللَّهُ عَنْهُمْ ط (اور بے شک اللہ نے انہیں معاف کر دیا)

سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی بیعت کی اور مسلمانوں کے دونوں گروہوں میں صلح ہوئی۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خبر فرمائی:

أَنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ "وَلَعَلَّ اللَّهُ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ

(بخاری شریف، ج: ۱، ص: ۵۳۰، مشکوٰۃ شریف، ص: ۵۶۹)

میرا یہ بیٹا (حسن) سید ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح فرمائے گا۔

وہ حسن مجتبیٰ سید الماسخا

راکب دوش عزت پہ لاکھوں سلام

حدیث شریف

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے دعا فرمائی:

اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًا وَاهْدِبْهُ

(ترمذی شریف، مشکوٰۃ، ص: ۵۷۹)

اے اللہ! معاویہ کو ہدایت یافتہ اور ہدایت دینے والا بنا اور ان کے ذریعے لوگوں کو ہدایت دے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا بلا شک و شبہ مقبول ہے۔ اب جو کوئی شخص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر طعن کرے وہ قرآن و حدیث کا منکر ہے۔

باغ فدک کا مسئلہ

شیعہ کا اعتراض ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جو کھجوروں کا باغ تھا وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نہیں دیا گیا۔ یہ صدیق و فاروق و عثمان (علیہم الرضوان) کا جرم ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان معلوم تھا کہ لَا نُورِثُ مَا تَرَکْنَا صَدَقَۃً

ہماری وراثت تقسیم نہیں ہوتی جو ہم چھوڑیں وہ (امت کے لیے) صدقہ ہے۔ (بخاری، ج ۳، ص ۶۰۹، مسلم)

سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس حدیث کا علم بعد میں ہوا۔ نیز شیعہ کے نزدیک حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم پہلے خلیفہ تھے، باغ دینا تو ان کا کام تھا۔ جو جرم باغ فدک نہ دینے کا صدیق و فاروق و عثمان علیہم الرضوان کے لئے ثابت کیا جاتا ہے وہ شیعہ کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی کیا۔ شیعہ ان شاء اللہ العزیز قیامت تک کسی کتاب میں نہیں دکھا سکتے کہ مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باغ فدک دیا ہے۔

شیعہ تفرقہ باز لوگوں کو کہا جاتا ہے

لفظ شیعہ، اکثر کافر اور فسادی قوم کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ قرآن پاک میں کہیں بھی اچھے معنی میں استعمال نہ ہوا۔ شیعہ کی جمع شیع "اور اھیاع" ہے۔ چند آیات

مبارکہ درج کی جاتی ہیں:

(1) اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَكَانُوْا شِیْعًا لَّسْتُ مِنْهُمْ فِیْ شَیْءٍ ط

(پ: ۸، ع: ۷)

وہ جنہوں نے اپنے دین میں جدا جدا راہیں نکالیں (تفرقے ڈالے) اور کئی گروہ ہو گئے (رافضی شیعہ ہو گئے) اے محبوب (علیک الصلوٰۃ والسلام) تمہیں ان (شیعوں) سے کچھ علاقہ (تعلق) نہیں۔

(2) وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۝۱۰۱ مِنَ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ

وَكَاْنُوْا شِیْعًا ط (پ: ۲۱، ع: ۷)

اور مشرکوں سے نہ ہو، ان میں سے جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا (تفرقے ڈالے) اور ہو گئے گروہ گروہ (شیعہ ہو گئے)۔

(3) اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِی الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلًا شِیْعًا

(پ: ۲۰، ع: ۴)

بے شک فرعون نے زمین میں (تکبر سے) غلبہ پایا تھا اور اس کے لوگوں کو اپنا تابع (شیعہ) بنایا۔

(4) وَلَقَدْ اَهْلَكْنَاۤ اَشِیَآءَکُمْ

(پ: ۲۷، ع: ۱۰)

اور بے شک ہم نے تمہاری وضع کے (تمہارے شیعہ) ہلاک کر دیئے۔

(5) کَمَا فُعِلَ بِاَشِیَآءِهِمْ مِنْ قَبْلُ ۚ اِنَّهُمْ کَانُوْا فِیْ شَکِّ

مُرِیْبٍ ۝ (پ: ۲۲، ع: ۱۲)

جیسے ان کے پہلے گروہوں (شیعوں) سے کیا گیا تھا۔ بیشک وہ (شیعہ) دھوکہ

ڈالنے والے شک میں تھے۔

قرآن مجید میں لفظ شیعہ گیارہ جگہ آیا ہے اور ہر جگہ بمعنی کا فرق قوم ہے۔

(نور العرفان)

پیشنا ناجائز ہے

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَطَمَ الْخُدُودَ وَشَقَّ الْجُيُوبَ وَدَعَا بِدَعْوَى

الْجَاهِلِيَّةِ

(بخاری، ج: ۱، ص: ۴۹۹، مسلم، ج: ۱، ص: ۷۰، مشکوٰۃ شریف، ص: ۱۵۰)

وہ ہمارا امتی ہی نہیں جس نے اپنے رخساروں کو پیٹا اور اپنے گریبانوں کو پھاڑا

اور جاہلیت کی پکار کی۔

شیعہ سے سوال

رافضی شیعہ صاحب! ہم پانچ نمازیں پڑھتے ہیں بفضلہ تعالیٰ کیونکہ قرآن شریف

میں موجود ہے: **وَأَقِمْ الصَّلَاةَ** (اور نماز قائم کرو)، تم جو دس دن پیٹتے ہو اس کا

ثبوت نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں۔ جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے

وصال فرمایا تو کوئی صحابی نہیں پیٹا۔ جب صحابہ اہل بیت علیہم الرضوان کا وصال ہوتا تو کوئی

صحابی نہ پیٹتا مگر یزید اور اس کی بیوی نے پیٹا تھا۔ جیسا کہ تمہاری کتاب جلاء العیون میں

موجود ہے۔

کامیابی پر ماتم کرنا حماقت ہے

امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما جنتی جوانوں کے بادشاہ ہیں وہ پاس ہوئے ہیں۔ اگر کوئی شخص پاس ہوا ہو اور اس کے گھر کوئی دوسرا شخص پیٹنے جائے تو وہ پاس ہونے والا آدمی، اس کا بھائی اور باپ سب پیٹنے والے کی پٹائی کریں گے، اسی طرح تمہارے ساتھ ہوگا۔ حضرت شیر خدا کا ذکر یہ لگ گیا تو تم **أَسْفَلَ السَّافِلِينَ** تک پہنچ جاؤ گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

زندوں کو پیٹنا انتہائی بے عقلی ہے

ہم پوچھتے ہیں کہ حسین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما زندہ ہیں یا مردہ؟ (معاذ اللہ) وہ زندہ ہیں اور یقیناً زندہ ہیں۔ قرآن مجید میں ہے **بَلْ أَحْيَاءُ** (شہد اسب زندہ ہیں) تو زندوں کو پیٹنے کا کیا مطلب؟ اگر زندوں کو پیٹنا جائز ہے تو پہلے اپنے باپ، ماں، بھائی، بہن، بیوی، بچوں کو پیٹو جو زندہ ہیں۔ اگر امام حسن و حسین علیہما الرضوان کو مردہ سمجھ کر ماتم کرتے ہو تو قرآن پاک کا انکار لازم آتا ہے اور قرآن کا منکر مسلمان نہیں ہو سکتا۔

پارہ ہائے صحف غنچہ ہائے قدس

اہل بیت نبوت پہ لاکھوں سلام

آب تطہیر سے جس میں پودے جھے

اس ریاض نجابت پہ لاکھوں سلام

شیعہ کہتے ہیں

(1) پیٹنا تو قرآن پاک سے ثابت ہے:

(پ: ۱۲، ع: ۱۲)

وَجَاءُ آبَاَهُمْ عِشَاءً يَبْكُونَ ۝

اور رات ہوئے (حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائی) اپنے باپ کے

پاس روتے ہوئے آئے۔

جواب

پہلی بات یہ کہ تم اس قرآن سے دلیل نہیں پکڑ سکتے کیونکہ یہ قرآن صدیق و فاروق و عثمان علیہم الرضوان کا لکھا ہوا ہے۔ تمہارے نزدیک وہ غیر مسلم اور ان کا جمع کردہ قرآن غیر معتبر ہے۔ (العیاذ باللہ)

دوسری بات یہ کہ یَبْكُونَ کا معنی رونا ہے پیٹنا نہیں۔

اگر تم اسی آیت سے پیٹنا ثابت کرتے ہو تو حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھائیوں نے خود ہی کنویں میں ڈالا اور رونے کا مکر کیا۔ معلوم ہوا تم بھی مکر کرتے ہو۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تمہیں نے بلا کر دھوکے سے شہید کیا۔ تمہاری کئی کتابوں میں لکھا بھی ہے کہ کوفہ والے سب شیعہ تھے۔ اب تم اوپر اوپر سے روتے پیٹتے ہو، اس سے تم خود مجرم ثابت ہو رہے ہو۔

(2) چلو اس آیت کو رہنے دو ہم دوسری آیت سے پیٹنا ثابت کرتے ہیں:

فَبَشِّرْنَهَا بِأَسْحَقٍ ۚ وَمِنْ وَرَاءِ اسْحَقٍ يَعْقُوبُ ۝ قَالَتْ

(پ: ۱۲، ع: ۷)

يُوَيْلَتِي

تو ہم نے اسے (سارہ کو) اسحق کی خوشخبری دی اور اسحق کے پیچھے یعقوب کی۔

بولی ہائے خرابی۔

ایک مقام پر ہے فَصَغَتْ وَجْهَهَا پھر حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے

اپنا ماتھا ٹھونکا۔

پتہ چلا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زوجہ مطہرہ حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی اور اپنے خاوند کی بڑھاپے کی عمر میں بیٹے اور پوتے کی خوشخبری سن کر پیٹی تھیں۔

جواب

حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک مرتبہ اپنے ماتھے پر ہاتھ مارا تھا۔ تمہاری عورتیں بھی ایک مرتبہ ماتھے پر ہاتھ مار لیا کریں۔ تمہارا دین سنت سارہ ہوا، سنت ابراہیمی نہ ہوا۔ اگر حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سنت پر عمل کرنا ہے تو انہوں نے شہزادوں کی خوشی میں ماتھے پر ہاتھ مارا تھا۔ پتہ چلا کہ تم بھی خوشی سے پیٹتے ہو! حضرت محمد امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رنج و غم پر تم خوشی مناتے ہو!

(3) ہم سنت حسینی پر عمل کرتے ہیں، ان کو زخم لگے، اس لیے ہم پیٹتے ہیں۔

جواب

سنت حسینی تو یہ ہے کہ سر مبارک یزیدیوں نے جسم انور سے جدا کیا، تم بھی اپنے سروں کو یزیدیوں سے جدا کراؤ۔ امام عالی مقام کو تو یزیدیوں نے زخمی کیا تھا تم خود ہی یزیدی بن کر اپنے جسموں کو زخمی کرتے ہو!

لطیفہ: ایک خاوند نے اپنی چالاک بیوی کو ایک کلو گوشت لا کر دیا۔ پکانے کے بعد وہ نمک چکھنے لگی تو سارا گوشت کھا گئی۔ جب خاوند آیا تو اسے اچار کے ساتھ روٹی دی۔ خاوند نے پوچھا، اے رب کی بندی! جو کلو گوشت لایا تھا وہ کہاں ہے۔ عورت بڑی چالاک تھی، کہنے لگی کہ یہ بلی کھا گئی۔ خاوند نے اسی وقت بلی کو پکڑ لیا اور ترازو میں تولتا تو بلی ایک کلو کی ہوئی، خاوند نے بیوی سے کہا کہ اگر یہ ایک کلو وزن کی بلی ہے تو کلو گوشت کہاں ہے۔ اگر کلو

گوشت ہے تو بلی کہاں ہے؟

رافضی شیعہ جی! ہمیں تمہاری چالاکی کا مکار عورت کی طرح پتہ نہیں چلتا۔ اگر تم حسین ہو تو تمہیں زخم لگانے والا یزید کون ہے؟ اور اگر تم یزید ہو تو حسین کون ہے؟ آخر یہی کہنا پڑے گا کہ تم خودکشی کرتے ہو اور خودکشی کرنے والا دوزخی ہے جیسا کہ احادیث مبارکہ میں موجود ہے۔

(4) ہم حضرت اولیس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت پر عمل کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے دانت نکالے۔

جواب

تم نے اپنے سارے دانت کیوں نہ نکالے؟ اگر تم خود نہیں نکال سکتے تو لاؤ ہم نکال دیں تا کہ تم کامل ایماندار بن جاؤ۔ نیز حضرت علی، امام حسن، امام حسین، اہل بیت کرام اور دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اپنے دانت کیوں نہ نکالے؟ تمہارے نزدیک وہ عاشق نہ ہوئے یعنی ایماندار نہ ہوئے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور عشق کا نام ہی ایمان ہے۔

مولیٰ گلبن رحمت زہرا سبطین اس کی کلیاں پھول
صدیق و فاروق و عثمان و حیدر ہر ایک اسکی شاخ

(رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

باب نمبر 17

ممنوعات شرعیہ

گانا حرام ہے

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولَٰئِكَ لَهُمْ

عَذَابٌ مُّهِينٌ (پ: ۲، ع: ۱۰)

اور کچھ لوگ کھیل کی باتیں (گانا بجانا) خریدتے ہیں کہ اللہ کی راہ سے بہکا دیں بے سمجھے اور اسے ہنسی بنا لیں، ان کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔

عوارف وغیرہ میں ہے کہ ابن عباس اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم، اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھاتے تھے کہ بے شک ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے أَنَّ الْمُرَادَ بِهِ التَّغْنِي کہ آیت میں لہو حدیث سے مراد گانا ہے۔

(یہی مفہوم دیکھیے طبری، ج: ۲۱، ص: ۶۲، تفسیرات احمدیہ، ص: ۶۰۳، ابن کثیر، ج: ۳، ص:

۲۸۶، ابن ابی شیبہ، ج: ۶، ص: ۳۰۹، مستدرک، ج: ۲، ص: ۴۱۱، بیہقی، ج: ۱۰، ص: ۲۲۳)

گانے اور باجے شیطانی آواز ہیں

قرآن پاک میں ہے:

وَأَسْتَفْزِرُ مَنِ اسْتَطَعْتُ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ

(پ: ۱۵، ع: ۷)

اور (اے ابلیس) گرا لے ان میں سے جس پر قدرت پائے اپنی آواز سے۔ (۱)
تفسیر جلالین میں ہے:

بُدْعَائِكَ بِالْغِنَاءِ وَالْمَزَامِيرِ وَكُلِّ دَاعٍ إِلَى الْمَعْصِيَةِ

یعنی شیطان کی آواز سے مراد گانے، مزامیر اور گناہ کی طرف لے جانے والی ہر چیز کے ذریعے بلانا ہے۔
(تفسیر جلالین، ص: ۲۳۵)

احادیث مبارکہ

(۱) كَانَ ابْلِيسُ اَوَّلَ مَنْ نَاحَ وَ اَوَّلَ مَنْ تَغْنَى

سب سے پہلے ابلیس نے نوحہ کیا اور سب سے پہلے اسی نے گانا گایا۔

(تفسیرات احمدیہ، ص: ۶۰۱)

(۲) التَّغْنَى حَرَامٌ وَالتَّلَذُّدُ بِهَا كُفْرٌ وَالجُلُوسُ عَلَيْهَا

فِسْقٌ وَ مَعْصِيَةٌ

گانا حرام ہے، اور (حلال جان کر) اس سے لذت لینا کفر ہے اور (سننے سنانے

کیلئے) گانے پر بیٹھنا فسق و فجور اور گناہ ہے۔
(تفسیرات احمدیہ، ص: ۶۰۱)

(۳) الْغِنَاءُ يُنْبِتُ الْبِقَاقَ فِي الْقَلْبِ كَمَا يُنْبِتُ الْمَاءُ الزُّرْعَ

گانا دل میں منافقت پیدا کرتا ہے جس طرح پانی کھیتی اُگاتا ہے۔

(بیہقی، مشکوٰۃ، ص: ۴۱۱)

(۴) حضرت نافع فرماتے ہیں کہ ایک راستہ میں میں حضرت ابن عمر (رضی اللہ تعالیٰ

عنہم) کے ساتھ تھا۔ پس انہوں نے مزامیر کی آواز سنی تو اپنی انگلیاں کانوں میں ڈال لیں

(۱) اس سے مراد گانا اور مزامیر ہیں ملاحظہ کریں، (تفسیر ابن کثیر، ج: ۳، ص: ۵۶)

اور راستے سے دوسری جانب دور ہو گئے، پھر دور جانے کے بعد مجھ سے فرمایا نافع هل تسمع شیئا اے نافع کیا تم مزار کی کچھ آواز سنتے ہو؟ میں نے کہا نہیں، تو اپنے کانوں سے انگلیاں اٹھائیں، فرمایا کُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَسَمِعَ صَوْتَ يَرَاعُ فَصَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُ میں رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھا، پس آپ نے بانسری کی آواز سنی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسی طرح کیا، جیسے میں نے کیا۔ حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس وقت چھوٹا تھا۔

(ابوداؤد، ج: ۲، ص: ۳۱۸، مشکوٰۃ، ص: ۴۱۱، بیہقی، ج: ۱۰، ص: ۲۲۲، حلیۃ الاولیاء، ج: ۶، ص: ۱۲۹، طبرانی صغیر، ج: ۱، ص: ۱۳، مسند امام احمد، ج: ۲، ص: ۳۸، مرقاة، ج: ۹، ص: ۱۳۴)

(5) فَالْعَيْنَانِ زِنَاهُمَا النَّظَرُ وَالْأَذْنَانِ زِنَاهُمَا السَّمْعُ
وَاللِّسَانُ زِنَاهُ الْكَلَامُ وَالْيَدُ زِنَاهَا الْبَطْشُ وَالرِّجْلُ
زِنَاهَا الْخَطْيُ وَالْقَلْبُ يَهْوِي وَيَتَمَنَّى وَيُصَدِّقُ ذَلِكَ
الْفَرْجُ وَيُكَذِّبُهُ

(مشکوٰۃ، ص: ۲۰، مسلم شریف، جلد: ۲، ص: ۳۳۶، الزواجر، ج: ۲، ص: ۳، اسی مفہوم کی حدیث دیکھئے، صحیح بخاری، ج: ۲، ص: ۲۳، ۹۲۲، صحیح ابن حبان، ج: ۷، ص: ۲۹۹)

آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے اور کانوں کا زنا سننا ہے، اور زبان کا زنا بولنا ہے اور ہاتھ کا زنا پکڑنا اور پاؤں کا زنا چل کر جانا ہے، اور دل خواہش کرتا ہے اور تمنا کرتا ہے، فرج اس کی تصدیق کرتا ہے اور اسے جھوٹا کرتا ہے۔

لہذا گانے باجے، فلمیں، ڈرامے، ٹیلی ویژن، وی۔سی۔ آر، ڈش انٹینا وغیرہا بے حیائی و حرام کاری کا سامان ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

الْغِنَاءُ رُقِيَّةُ الزَّانَا گانا زانا کا منتر ہے۔

(تفسیرات احمدیہ، ص: ۶۰۳، کنز العمال، ج: ۱۵، ص: ۲۲۰)

(6) مَنْ قَعَدَ إِلَى قَيْنَةٍ يُسْتَمَعُ مِنْهَا صَبُّ اللَّهِ فِي أُذُنَيْهِ إِلَّا نَكَ

جو کوئی شخص گانے والی عورت کے پاس بیٹھے، اس سے گانا سنے تو اللہ تعالیٰ قیامت

کے دن اس کے کانوں میں (پگھلا ہوا) سیسہ ڈالے گا۔ (فتاویٰ رضویہ، ج: ۱۰)

(7) قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى بَعَثَنِي رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ

وَهَدَى لِلْعَالَمِينَ وَأَمَرَنِي رَبِّي بِمَحَقِّ الْمَعَازِفِ وَالْمَرَا

مِيرِ وَالْأَوْثَانِ وَالصُّلْبِ وَأَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ۔

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام

جہانوں کے لیے رحمت اور ہدایت بنا کر بھیجا اور میرے رب نے مجھے باجوں اور بانسریوں

اور بتوں اور صلیبوں اور جاہلیت کے کاموں کو باطل کرنے کا حکم فرمایا۔

(مشکوٰۃ، مسند امام احمد، ج: ۵، ص: ۲۵۷)

(8) لَيَكُونَنَّ فِي أُمَّتِي أَقْوَامٌ "يَسْتَحِلُّونَ الْجِرَّ وَالْحَرِيرَ

وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ

ضرور بہ ضرور میری امت میں وہ لوگ ہوں گے جو حلال ٹھہرائیں گے عورتوں کی

شرمگاہ یعنی زنا اور ریشمی کپڑوں اور شراب اور باجوں کو۔

(بخاری شریف، ج: ۲، ص: ۸۳۷، بیہقی، ج: ۱۰، ص: ۲۲۱، مسند الشامیین، ج: ۱، ص: ۱۰)

۳۳۲ تاریخ کبیر، ج: ۱، ص: ۳۰۳، فتح الباری، ج: ۱۰، ص: ۵۱)

حضرت ضحاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

الْغِنَاءُ مُفْسِدَةٌ لِلْقَلْبِ وَ مُسْخِطَةٌ لِلرَّبِّ.

گانا دل کو خراب کرنے والا اور رب تعالیٰ کو ناراض کرنے والا ہے۔

(تفسیرات احمدیہ، ص: ۶۰۳)

مسئلہ سماع (قوالی)

مزامیر بہر حال حرام ہیں۔ احادیث صحیحہ مرفوعہ محکمہ کے مقابل بعض ضعیف قصے یا محتمل واقعات یا متشابہ غیر معتبر ہیں۔ ہدایہ وغیرہ کتب معتبرہ میں تصریح ہے کہ مزامیر حرام ہیں۔ حضرت سلطان الاولیاء محبوب الہی نظام الحق والدین فوائد الفوائد شریف میں فرماتے ہیں، مزامیر حرام است یعنی مزامیر حرام ہیں۔

مولانا فخر الدین رازی خلیفہ سیدنا محبوب الہی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے خود حضور کے حکم سے رسالہ ”کشف القناع عن اصول السماع“ تحریر فرمایا۔ اس میں صاف ارشاد فرما دیا کہ:

أَمَّا سَمَاعُ مَشَائِخِنَا رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ فَبَرِيٌّ عَنْ هَذِهِ التُّهْمَةِ وَهُوَ مُجَرَّدُ صَوْتِ الْقَوَالِ مَعَ الْأَشْعَارِ الْمُسْخِرَةِ

ہمارے مشائخ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا سماع اس مزامیر کے بہتان سے بری ہے۔ وہ صرف قوال کی آواز ہے جو کمال صفت الہی سے خبر دیتے ہیں۔

سماع کہ بے مزامیر ہو۔ اور مسموع (سنانے والا) نہ عورت ہو نہ امرد (۱) اور مسموع

(بے ریش، خوبصورت لڑکا)

(۱)

(کلام) نہ فحش نہ باطل اور سامع (سننے والا) نہ فاسق ہو نہ شہوت پرست تو اس کے جواز میں شبہ نہیں قادر یہ و چشتیہ سب کے نزدیک جائز ہے ورنہ سب کے نزدیک ناجائز۔

(فتاویٰ رضویہ، ج: ۱۰)

دن لہو میں کھونا تجھے شب صبح تک سونا تجھے
شرم نبی ﷺ خوف خدا عزوجل یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

بے پردگی ناجائز ہے

جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہر نے
اس ردائے نزاہت پہ لاکھوں سلام

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

(1) وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى

اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی۔

(کنز الایمان)

اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ عورت کو غیر محرم مردوں سے پردہ کرنا فرض ہے

اور بغیر عذر شرعی گھر سے نکلنا حرام ہے۔ جب کسی حاجت کے لیے ان کو نکلنا ہو تو باپردہ نکلیں۔

(2) يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ

يُذْنِبْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَّابِيهِنَّ ۖ

(پ: ۲۲، ع: ۵)

اے نبی (علیک الصلوٰۃ والسلام) اپنی بیبیوں اور صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی

عورتوں سے فرما دو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں۔

(کنز الایمان)

حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(1) **الْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ فَإِذَا خَرَجَتْ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ**

(مصنف ابن ابی شیبہ، ج: ۲، ص: ۳۸۴، مجمع الزوائد، ج: ۲، ص: ۱۳۵، مشکوٰۃ شریف، ص: ۲۶۹)

عورت قابل پردہ ہے (چاہیے کہ غیر محرم مردوں سے پوشیدہ رہے) وہ جب گھر سے نکلتی ہے شیطان اس کی طرف نظر اٹھاتا ہے۔

(2) **لَا يَأْكُمُ وَالِدُ خَوْلٍ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ**

أَرَأَيْتَ الْحَمَوُ قَالَ الْحَمَوُ الْمَوْتُ

(ترمذی، ج: ۱، ص: ۲۲۲، مشکوٰۃ شریف، ص: ۲۶۸)

تم عورتوں میں داخل ہونے سے بچو۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عورت کے شوہر کے رشتہ دار یعنی عورت کے دیور، جیٹھ وغیرہ کے لیے کیا حکم ہے؟ ارشاد فرمایا، دیور، جیٹھ موت ہے۔ یعنی عورت کو دیور، جیٹھ سے پردہ کرنا نہایت ضروری ہے۔

(3) **لَعَنَ اللَّهُ النَّاْظِرَ وَالْمَنْظُورَ إِلَيْهِ**

(تفسیر مظہری، ج: ۲، ص: ۴۱۱، مشکوٰۃ شریف، ص: ۲۷۰)

اللہ تعالیٰ لعنت کرے غیر محرم عورت کو دیکھنے والے پر اور اس بے پردہ عورت پر جو دیکھی جائے۔

علماء فرماتے ہیں خوبصورت امرد کا حکم مثل عورت کے ہے۔ منقول ہے کہ عورت کے ساتھ دو شیطان ہوتے ہیں اور امرد کے ساتھ ستر (۷۰)۔ (فتاویٰ رضویہ، ج: ۱۰)

(امرد، بے ریش خوبصورت لڑکا)

(4) اُم المؤمنین سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ وہ اور اُم المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر تھیں کہ جلیل القدر نابینا صحابی حضرت ابن اُم مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر بارگاہ ہوئے۔ تو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، **اِخْتَجِبَا مِنْهُ** تم دونوں ان صحابی سے پردہ کرلو۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم **الْیَسَ هُوَ اَعْمٰی لَا یُبْصِرُنَا** کیا وہ تو نابینا نہیں ہیں! وہ ہمیں دیکھتے نہیں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا **اَفَعَمٰیَا وَاِنْ اَنْتُمَا لَسْتُمَا تُبْصِرَانِہ** کیا تم دونوں بھی نابینا ہو، تم انہیں نہیں دیکھتے ہو؟

(ابوداؤد، ج: ۲، ص: ۲۱۲، مشکوٰۃ شریف، ص: ۲۶۹، ترمذی، ج: ۲، ص: ۱۰۶)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جیسے مردوں کے لیے غیر محرم عورتوں کو دیکھنا

ناجائز ہے ویسے ہی عورتوں کے لیے غیر محرم مردوں کو دیکھنا ناجائز ہے۔

(5) **قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ يَا عَلِيُّ لَا تُتَّبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَإِنَّ لَكَ الْأُولَى وَلَيْسَتْ لَكَ الْآخِرَةُ**

(ترمذی شریف، ج: ۲، ص: ۱۰۶، مشکوٰۃ شریف، ص: ۲۶۹، مجمع الزوائد، ج: ۲، ص: ۶۲)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

”اے علی! ایک نگاہ کے بعد دوسری نگاہ نہ کرو کہ تم کو پہلی نظر ہی جائز ہے دوسری

جائز نہیں۔“

پہلی نگاہ سے مراد وہ نگاہ ہے جو بغیر قصد اجنبی عورت پر پڑ جائے، اور دوسری نگاہ سے

مراد دوبارہ اسے قصد اَدِکھنا ہے اگر پہلی نگاہ بھی جمائے رکھی تو بھی دوسری نگاہ کے حکم میں ہوگی۔

پیر سے پردہ

پردہ کے باب میں پیر و غیر پیر ہر اجنبی کا حکم یکساں ہے۔ جو ان عورت کو چہرہ کھول کر سامنے آنا منع ہے اور بڑھیا کے لیے جس سے احتمال فتنہ نہ ہو مضائقہ نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ، ج: ۱۰، ص: ۱۰۲)

(6) مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَنْظُرُ إِلَى مَحَاسِنِ امْرَأَةٍ أَوْ لَمَرَّةٍ ثُمَّ يَغْضُ بَصَرَهُ إِلَّا أَحْدَثَ اللَّهُ عِبَادَةً يَجْزُ حَلَاوتَهَا

(احمد، مشکوٰۃ، ص: ۲۷۰)

ایسا کوئی مسلم نہیں جو اچانک کسی اجنبی عورت کی خوبیاں پہلی بار دیکھے تو فوراً اپنی نگاہ نیچی کر لے مگر اللہ تعالیٰ اسے ایسی عبادت دیتا ہے جس کی وہ لذت پاتا ہے۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فعل شریف

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أَدْخُلُ بَيْتِي الَّذِي فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَإِنِّي وَاضِعُ ثَوْبِي وَأَقُولُ إِنَّمَا هُوَ زَوْجِي وَأَبِي فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ مَعَهُمْ فَوَاللَّهِ مَا دَخَلْتُ إِلَّا وَأَنَا مَشْدُودَةٌ عَلَى ثِيَابِي حَيَاءً مِّنْ عُمَرَ

(احمد، مشکوٰۃ، ص: ۱۵۴)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اپنے اس کمرے میں داخل ہوتی تھی جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبور پر انوار میں) جلوہ فرما تھے حالانکہ میں نے کچھ کم کپڑے اوڑھے ہوتے تھے اور میں کہتی تھی

کہ وہ میرے شوہر اور (ان کے ساتھ) میرے والد ہی تو ہیں، پس جب ان کے ساتھ سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دفن کیے گئے تو اللہ کی قسم میں داخل نہیں ہوئی مگر پورے کپڑے پہن کر (مکمل باپردہ ہو کر) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حیا کرتے ہوئے۔ انہوں نے تو قبر والے سے پردہ فرمایا تو جو عورت زندہ غیر محرم سے پردہ نہ کرے تو وہ کتنی بے حیا ہوگی۔

سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ارشاد مبارک

اس بتول جگر پارۃ مصطفیٰ ﷺ

جلد آرائے عفت پہ لاکھوں سلام

ایک مرتبہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ
أَيُّ شَيْءٍ خَيْرٌ لِلنِّسَاءِ، عَوْرَتِ كَلِّ كَوْنٍ سِي خَيْرٌ بَہتر ہے۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہی سوال سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

سے کیا، **قَالَتْ لَا يَرَيْنَ لِلرِّجَالِ وَلَا يَرُونَهُنَّ۔** سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے

فرمایا عورتیں غیر مردوں کو نہ دیکھیں اور نہ ہی غیر محرم مرد انہیں دیکھیں۔ یہ باب جب حضور

علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذکر کیا تو آپ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا **فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِّنِّي** فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔

(شہادت نواسہ سید الا برار، ص: ۱۲۹ بحوالہ دارقطنی)

اور یہ بھی منقول ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ فاطمہ رضی

اللہ تعالیٰ عنہا کو گلے سے لگالیا۔ (فتاویٰ رضویہ، ج: ۱۰)

بغیر عذر شرعی جاندار کی تصویر بنانا بنوانا حرام ہے

حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ذی روح کی تصویر بنانا بنوانا اعزازاً اپنے پاس رکھنا سب حرام فرمایا اور اس پر سخت سخت وعیدیں ارشاد فرمائیں اور ان کے دور کرنے، مٹانے کا حکم دیا۔ احادیث اس بارے میں حد تو اتنی ہیں۔ یہاں بعض مذکور ہوتی ہیں۔

(1) **كُلُّ مُصَوِّرٍ فِي النَّارِ يَجْعَلُ اللَّهُ لَهُ بِكُلِّ صُورَةٍ صَوْرَهَا
بَفْسًا فَتَعَذُّبُهُ فِي جَهَنَّمَ.**

(مسند امام احمد، ج: ۱، ص: ۳۰۸، مسلم، ج: ۲، ص: ۲۰۲، مشکوٰۃ شریف، ص: ۳۸۵)

ہر تصویر جاندار بنانے بنوانے والا دوزخی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر تصویر کے بدلے جو اس نے بنائی یا بنوائی ایک مخلوق پیدا کرے گا وہ جہنم میں ہمیشہ اسے عذاب کرے گی۔

(2) **اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَمَةِ الْمُصَوِّرُونَ**

(جامع صغیر، ج: ۱، ص: ۱۳۳، بخاری، ج: ۲، ص: ۹۰۲، مسلم، ج: ۲، ص: ۲۰۱،

سنن نسائی، ج: ۲، ص: ۲۵۷، مشکوٰۃ، ص: ۳۸۵)

بے شک نہایت سخت عذاب روز قیامت جاندار کی تصویر بنانے بنوانے والوں پر ہے۔

(3) **اِنَّ الَّذِيْنَ يَصْنَعُوْنَ هٰذِهِ الصُّوْرَ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ
فَيُقَالُ لَهُمْ اَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ.**

(بخاری، ج: ۲، ص: ۱۱۲۸، مسلم، ج: ۲، ص: ۲۰۱، مشکوٰۃ، ص: ۳۸۵، سنن نسائی، ج: ۲، ص: ۲۵۷)

بے شک جو یہ تصویریں بناتے ہیں قیامت کے دن عذاب کیے جائیں گے۔ ان سے کہا جائے گا یہ صورتیں جو تم نے بنائی تھیں ان میں جان ڈالو۔

(4) لَا تَدْخُلُ الْمَلٰٓئِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَلَا تَصَاوِيْرٌ۔

(بخاری، ج: ۱، ص: ۴۵۸، مسلم، ج: ۲، ص: ۱۹۹، مشکوٰۃ، ص: ۵۰، ابوداؤد، ج: ۱، ص: ۳۰، نسائی، ج: ۲، ص: ۱۷۲، ترمذی، ج: ۲، ص: ۱۰۸، ابن ماجہ، ص: ۲۶۸، دارمی، ج: ۲، ص: ۳۷۰، مؤطا امام مالک، ص: ۵۹۸، مسند ابویعلیٰ، ج: ۴، ص: ۳۷۱، ابن حبان، ج: ۸، ص: ۵۳۹)

رحمت کے فرشتے اس گھر میں نہیں جاتے جس میں کتیا یا تصویریں ہوں۔

(5) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَكُنْ يَتْرُكُ فِيْ بَيْتِهِ شَيْئًا فِيْهِ تَصَالِيْبٌ اِلَّا نَقَضَهُ

(بخاری، ج: ۲، ص: ۸۸۰، ابوداؤد، ج: ۲، ص: ۲۱۶، مشکوٰۃ، ص: ۳۸۶)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ بیشک نبی اکرم صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم گھر میں جس چیز میں تصویر ملا خطہ فرماتے اسے بغیر ٹوڑے نہ چھوڑتے۔

(6) دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ الْبَيْتَ فَوَجَدَ فِيْهِ صُوْرَةَ اِبْرٰهِيْمَ وَ صُوْرَةَ

مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فَقَالَ ﷺ اَمَّا لَهُمْ فَقَدْ

سَمِعُوا اَنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ وَ فِيْ

رَوَايَةٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا رَاٰی الصُّوْرَ فِي الْبَيْتِ لَمْ يَدْ

خُلَ حَتّٰی اَمَرَ بِهَا فَمُحِيَتْ۔ (صحیح بخاری، ج: ۱، ص: ۴۷۳)

بعض روایات میں حضرت اسمعیل اور ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تصاویر کا بھی

ذکر ہے۔ یہ سب روایات بخاری کی ہیں۔

ان احادیث کا حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ کے

روز کعبہ معظمہ کے اندر تشریف فرما ہوئے اس میں حضرت ابراہیم و اسمعیل و حضرت مریم و

ملائکہ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام وغیرہم کی تصویروں پر نظر پڑی کچھ پیکر دار، کچھ نقش دیوار، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ویسے ہی پلٹ آئے اور فرمایا خبردار رہو۔ بیشک ان بنانے والوں کے کان تک یہ بات پہنچی ہوئی تھی کہ جس گھر میں کوئی تصویر ہو اس میں ملائکہ رحمت نہیں جاتے۔ پھر حکم فرمایا کہ جتنی تصویریں منقوش تھیں سب مٹا دیں گئیں۔ اور جتنی مجسم تھیں سب باہر نکال دی گئیں۔ جب تک کعبہ معظمہ سب تصاویر سے پاک نہ ہو گیا حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے قدم مبارک سے اسے شرف نہ بخشا۔

پتہ چلا صالحین کی تصویریں تبرکاً رکھنا بھی منع ہے۔ بلکہ شرع مطہر میں زیادہ شدت عذاب تصاویر کی تعظیم ہی پر ہے۔ مشرکین کے معبود بت نیک بزرگوں کے ناموں پر ہی بنائے گئے تھے۔

(7) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مرض شریف میں بعض ازواج مطہرات نے ایک گرجا کا ذکر کیا جس کا نام ماریہ تھا اور حضرت ام المومنین ام سلمہ و ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ملک حبشہ میں ہو آئی تھیں۔ ان دونوں بیبیوں نے ماریہ کی خوبصورتی اور اس کی تصویروں کا ذکر کیا۔ حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سر مبارک اٹھا کر فرمایا:

أُولَٰئِكَ إِذَا مَاتَ فِيهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلَى قَبْرِهِ
مَسْجِدًا ثُمَّ صَوَّرُوا فِيهِ تِلْكَ الصُّوَرَ أُولَٰئِكَ شَرَّارُ
خَلْقِ اللَّهِ

(بخاری، ج: ۱، ص: ۱۷۹)

یہ لوگ جب ان میں کوئی نیک بندہ یا ولی انتقال کرتا ہے اس کی قبر پر مسجد بنا کر اس میں تبرکاً اس کی تصویر لگاتے ہیں۔ یہ لوگ بدترین خلق ہیں۔

تصادیری روح کی ممانعت میں تمام احادیث عام ہیں۔ ان میں کسی قسم کی تخصیص نہیں۔ تصویر صالح کی ہو یا غیر صالح کی، جسم دار ہو یا مستوی، ہاتھ سے بنی ہو یا عکسی کیمرے کی مدد سے، ساکن ہو یا متحرک، بغیر عذر شرعی بنانا بنوانا بطور تعظیم اپنے پاس رکھنا سخت حرام ہے۔

مسئلہ

ایسا کپڑا پہن کر نماز پڑھنا جس میں تصویر ہو، یا جائے نماز پر تصویر ہو یا نمازی کے سامنے یادائیں بائیں یا سر کے اوپر تصویر ہو تو نماز مکروہ ہوگی مگر تصویر بہت چھوٹی ہو یعنی اتنی کہ اس کو زمین پر رکھ کر کھڑے ہو کر دیکھیں تو اعضاء کی تفصیل نہ دکھائی دے یا تصویر کا سر کٹا ہوا ہو یا تصویر ذلت کی جگہ ہو مثلاً فرش پر کہ لوگ اسے روندتے ہوں جبکہ سجدہ اس پر نہ ہو یا غیر ذی روح کی تصویر ہو جیسے درخت، پہاڑ، ستارے وغیرہ کی تو نماز میں کراہت نہیں۔

کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے

ٹھیک ہو نام رضا تم پہ کروں درود

باب نمبر 18

جنازہ کے بعد دعا کا ثبوت

آیت (1)

وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ط إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ ؕ

(سورة غافر/ المؤمن، الآية: ٦٠، پ: ٢٣، ع: ١١)

اور تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔ بیشک وہ جو میری عبادت سے اونچے کھینچتے ہیں (تکبر کرتے ہیں) عنقریب جہنم میں جائیں گے ذلیل ہو کر۔
(کنز الایمان)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہمیشہ دعا کرو، وہابی دیوبندی نجدی کہتے ہیں، جنازہ کے بعد دعا نہ کرو۔

حدیث شریف میں ہے:

(1) الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ دعا عبادت ہے۔

(کنز العمال، ج: ١، ص: ١٦٤، ترمذی، ج: ٢، ص: ١٤٣، مشکوٰۃ، ص: ١٩٢)

(جامع الترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب [ومن] سورة المؤمن، رقم الحدیث: ٣٢٢٤، ص: ٣٨)

... ٣٨ ملام الریاض کتاب الدعوات، باب سنہ [الدعاء مخ العبادۃ]، ٣٣٤٢، ٤٤٠، ٤٤٠)

(2) الدُّعَاءُ مَخُّ الْعِبَادَةِ دعا عبادت کا مغز ہے۔

(کتاب الدعوات، باب سنہ [الدعاء مخ العبادۃ]، ٣٣١، ص: ٤٤٠، ابوداؤد، ج: ١، ص: ٢١٥، ترمذی، ج: ٢، ص: ١٤٣، مشکوٰۃ، ص: ١٩٢، تفسیر مظہری، ج: ٨، ص: ٢٤٠)

(3) لَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَمَ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى مِنَ الدُّعَاءِ

(مشکوٰۃ، ص: ۱۹۵)

در بار رب میں دعا سے بڑھ کر عزت والی کوئی چیز نہیں۔

جب دعا کرنا عبادت اور شرعاً محبوب و مطلوب ہے تو نماز جنازہ کے بعد دعا کرنا بھی

بہترین عبادت ہے جو اس عبادت سے تکبر کرتے ہیں وہ ذلیل ہو کر جہنم میں جائیں گے۔

واسطہ پیارے کا ایسا ہو کہ جو سنی مرے

یوں نہ فرمائیں ترے شاہد کہ وہ فاجر گیا

آیت (2)

أَجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۝

(پ: ۲، ع: ۷، سورة البقرة، آیت: ۱۸۶)

دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے۔ (کنز الایمان)

آیت شریفہ میں کلمہ اذا ہے۔ یعنی دعا کے لیے مخصوص وقت مقرر نہیں۔ جنازہ

کے بعد دعا مانگی جائے یا کسی اور وقت اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ضرور قبول فرمائے گا۔

احادیث شریفہ

(4) إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَأَخْلِصُوا لَهُ الدُّعَاءَ

(ابن ماجہ، ص: ۱۰۹، مشکوٰۃ، ص: ۱۴۶، ابوداؤد، ج: ۲، ص: ۱۰۰، الجامع الصغیر، ص: ۵۱)

صحیح ابن حبان، ج: ۶، ص: ۳۱، بیہقی، ج: ۴، ص: ۴۰، بلوغ المرام، ص: ۴۰)

جب تم میت پر نماز جنازہ پڑھ لو تو اس کے لیے خالص دعا مانگو۔

مسئلہ

نماز جنازہ پڑھنے کے بعد عفو کو توڑ کر دعا کرنی چاہیے۔ اسی جگہ کھڑے کھڑے دعا شروع نہ کی جائے تاکہ نماز جنازہ میں زیادتی کے مشابہ نہ ہو۔

(5) مَنْ صَلَّى صَلَاةً فَرِيضَةً فَلَهُ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ

(الجامع الصغير، ج: ۲، ص: ۵۳۳)

جس نے فرض نماز پڑھی اس کی دعا مقبول ہے۔

لہذا نماز جنازہ فرض پڑھنے کے بعد جو دعا مانگی جائے ضرور مقبول ہوگی انشاء اللہ

تعالیٰ۔

(6) سَلُوا اللَّهَ مِنْ فَضْلِهِ فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ يُحِبُّ أَنْ يُسْأَلَ.

(ترمذی، مشکوٰۃ، ص: ۱۹۵، کتاب الدعوات باب فی انتظار الفرج وغیر ذلک: ۳۵۷۱، ص: ۸۱۴)

اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو۔ بیشک اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے کہ اس سے مانگا

جائے۔

لہذا جو نماز جنازہ کے بعد دعا مانگے اس سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے۔

(7) مَنْ لَمْ يَسْأَلِ اللَّهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ.

(ابن ماجہ، ص: ۲۸۰، ترمذی، ج: ۲، ص: ۱۷۵، مشکوٰۃ، ص: ۱۹۵)

جو اللہ تعالیٰ سے نہ مانگے اللہ تعالیٰ اس پر غضب فرماتا ہے۔

پتہ چلا کہ جو شخص جنازے کے بعد دعا کر کے مغفرت نہ مانگے رب تعالیٰ کا

غضب لے کر آئے گا۔

(8) تَرَكُ الدُّعَاءِ مَعْصِيَةٌ

(کنوز الحقائق)

دعا کو چھوڑنا گناہ ہے۔ لہذا بعد جنازہ دعا نا جائز سمجھ کر چھوڑنا بھی سخت گناہ ہے۔

پر خار راہ برہنہ پا تشنہ آب دور

مولیٰ پڑی ہے آفت جا نکاہ لے خبر

(9) اِنَّ رَبَّكُمْ حَيٌّ كَرِيمٌ يُّسْتَخِيُّ مِنْ عَبْدِهِ اِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ
اَنْ يَّرُدَّ هُمَا صَفْرًا

(ابوداؤد، ج: ۱، ص: ۲۱۵، ابن ماجہ، ص: ۲۸۳، مستدرک، ج: ۱، ص: ۵۳۵، ترمذی، ج: ۲، ص: ۷۰، کتاب الاسماء والصفات، ص: ۶۹، کنز العمال، ج: ۱، ص: ۱۶۷، مشکوٰۃ، ص: ۱۹۵، تفسیر مظہری، ج: ۸، ص: ۲۷۰)

بے شک تمہارا رب بہت زیادہ حیا اور بخشش والا ہے۔ اپنے بندے سے حیا فرماتا ہے جب وہ ہاتھ اٹھا کر دعا کرے تو اس کے ہاتھ خالی موڑ دے (کیونکہ اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا امتی ہے)۔

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا

ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستان بتایا تجھے حمد ہے خدایا

(10) حدیث قدسی میں ہے:

وَاِنْ سَأَلَنِیْ لَا عَطِیَّتْهُ، وَلَئِنْ اسْتَعَاذَنِیْ لَا عِیْذَتْهُ،

(بخاری، ج: ۲، ص: ۹۶۳، مشکوٰۃ، ص: ۱۹۷)

(فرائض و نوافل کے ذریعے جو بندہ میرا مقرب بن جاتا ہے) اگر وہ مجھ سے

مانگے تو ضرور بر ضرور میں اس کا سوال پورا کروں گا اور اگر مجھ سے (عذاب قبر و تکالیف

دوزخ وغیرہ سے) پناہ مانگے تو میں ضرور بر ضرور اسے پناہ دوں گا۔

لہذا جنازے کے بعد بھی عذاب قبر و دوزخ سے بچنے کی دعا کی جائے تو محبوب بندوں کی دعا بفضلہ تعالیٰ ضرور قبول ہوگی۔

بے ان کے واسطے کہ خدا کچھ عطا کرے

حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بھر کی ہے

(11) الدُّعَاءُ يُرْذُ الْبَلَاءُ (الجامع الصغیر، ص: ۲۵۹)

دعا بلا کو ٹال دیتی ہے۔

(12) إِنَّ الدُّعَاءَ يَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ يَنْزِلْ فَعَلَيْكُمْ عِبَادَ اللَّهِ بِالْدُّعَاءِ

(کتاب الدعوات، باب [من فتح له منكم باب الدعاء] ۳۵۲۸، ص ۸۰۸، ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف، ص: ۱۹۵)

بے شک دعا نفع دیتی ہے جو کچھ (تقدیر میں) اتر اور جو کچھ ابھی نہیں اتر۔ پس اے اللہ کے بندو تم پر دعا کرنا لازم ہے۔

اللہ تعالیٰ کے بندے تو بعد نماز جنازہ میت کے نفع کیلئے دعا کرتے ہیں۔ لیکن نفس و دیو کے بندے دعا نہیں کرتے بلکہ روکتے ہیں۔ ایسے لوگ مردوں کے دشمن ہیں۔

(13) أَكْثَرُ مِنَ الدُّعَاءِ فَإِنَّ الدُّعَاءَ يُرْذُ الْقَضَاءَ الْمُبْرَمَ

(الجامع الصغیر، ج: ۱، ص: ۸۶)

دعا بکثرت مانگ کہ دعا تقدیر مبرم کو ٹال دیتی ہے۔

لاکھوں بلائیں کروڑوں دشمن

کون بچائے بچاتے یہ ہیں

تقدیر تین قسم پر ہے:

(1) مبرم حقیقی

کہ علم الہی میں کسی شے پر معلق نہیں۔ اس کی تبدیلی ناممکن ہے۔ اکابر محبوبان خدا اگر اتفاقاً اس بارے میں کچھ عرض کرتے ہیں تو انہیں اس خیال سے واپس فرما دیا جاتا ہے۔

(2) معلق محض

کہ صحف ملائکہ میں کسی شے پر اس کا معلق ہونا ظاہر فرما دیا گیا ہے۔ اس تک اکثر اولیاء کی رسائی ہوتی ہے۔ ان کی دعا سے، ان کی ہمت سے ٹل جاتی ہے۔

(3) معلق شبیہ بہ مبرم

کہ صحف ملائکہ میں اس کی تعلیق مذکور نہیں اور علم الہی میں تعلیق ہے اس تک خاص اکابر کی رسائی ہوتی ہے۔ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی کو فرماتے ہیں میں قضائے مبرم کو رد کر دیتا ہوں۔ حدیث شریف میں اسی کی نسبت ارشاد ہوا کہ دعا قضائے مبرم کو ٹال دیتی ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے صاحبزادوں حضرت محمد سعید و حضرت محمد معصوم رحمہما اللہ تعالیٰ کے استاد مکرم ملا طاہر لاہوری پر حضرت مجدد قدس سرہ العزیز کی اچانک نظر پڑی کہ انکی پیشانی پر لکھا ہوا ہے ھَذَا شَقِیٌّ "یہ بد بخت ہے، یہی بات حضرت نے اپنے صاحبزادوں کو سنائی تو صاحبزادوں نے عرض کی حضور دعا فرمائیے ہمارے استاد سعادت مندوں میں لکھے جائیں۔

حضرت مجدد قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ ہم نے لوح محفوظ پر دیکھا تو لکھا ہوا

تھا کہ ملا صاحب شقی ہیں اور یہ ہے بھی قضائے مبرم، لیکن صاحبزادوں نے عرض کی کہ ہم تو اپنے استاد مکرم کی تقدیر بدلو کر چھوڑیں گے۔

چنانچہ حضرت مجدد صاحب فرماتے ہیں:

فَدَعَوْتُ اللَّهَ تَسْبِيحَانَهُ وَقُلْتُ اللَّهُمَّ رَحْمَتَكَ وَاسِعَةً
فَضْلَكَ خَيْرٌ مُقْتَصِرٍ عَلَى أَحَدٍ أَرْجُوكَ وَأَسْئَلُكَ مِنْ
فَضْلِكَ الْعَمِيمِ أَنْ تُجِيبَ دَعْوَتِي فِي مَحْوِ كِتَابِ
الشَّقَاءِ مَنْ نَاصِيَةٍ مُلَّا طَاهِرٌ وَاثْبَاتِ السَّعَادَةِ مَكَانَهُ كَمَا
أَجَبْتَ دَعْوَةَ السَّيِّدِ السَّنْدِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ.

پس میں نے اللہ سبحانہ سے دعا مانگی اور عرض کی اے اللہ تعالیٰ تیری رحمت وسیع اور تیرا فضل ہر ایک پر بے پایاں ہے۔ تیرے فضل و کرم کی امید پر عرض کرتا ہوں کہ ملّا طاہر کی پیشانی پر شقاوت کی جگہ سعادت لکھ دے۔ میری یہ التجا قبول فرما جس طرح سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا قبول فرمائی۔

فرماتے ہیں جب میں نے دعا سے فراغت پائی تو ادھر لوح محفوظ سے اور ادھر ملّا طاہر کی پیشانی سے بد بخت کا لفظ مٹا کر سعادت کا لفظ لکھا جا رہا تھا۔

(تفسیر مظہری، سورہ رعد، ج: ۵، ص: ۲۳۶)

ہم نماز جنازہ کے بعد مل کر میت کے لئے دعا کرتے ہیں کہ اگر اس بیچارے بندے کی تقدیر بری ہے تو کسی نیک بندے کے صدقے اس کی نجات ہو جائے۔

میری تقدیر بری ہو تو بھلی کر دے کہ ہے

محو اثبات کے دفتر پہ کڑوڑا تیرا

اعتراض

وہابی دیوبندی نجدی کہتے ہیں کہ جنازہ خود دعا ہے اس کے بعد دعا

نہیں کرنی چاہیے۔

جواب

مشکوٰۃ شریف میں حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے۔

(مشکوٰۃ شریف، ص: ۲۰۱)

أَفْضَلُ الدُّعَاءِ الْحَمْدُ لِلَّهِ

یعنی افضل دعا الحمد شریف ہے۔

تم نماز کے بعد دعا کیوں مانگتے ہو؟ افضل دعا تو نماز میں مانگ لی۔

باب نمبر 19

دفن کے بعد قبر پر اذان کہنے کا ثبوت

در بدر کب تک پھریں خستہ خراب
طیبہ میں دفن عنایت کیجئے
خاک ہو جائیں در پاک پہ حسرت مٹ جائے
یا الہی نہ پھرا بے سرو سامان ہم کو

زیادہ نیکی بہتر ہے

اللہ تعالیٰ کا مبارک فرمان ہے:

فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ (پ: ۲، ع: ۷، سورۃ البقرۃ، آیت: ۱۸۴)

پھر جو اپنی طرف سے نیکی زیادہ کرے تو وہ اس کے لیے بہتر ہے۔

(کنز الایمان)

معتبر کتب میں ہے کہ قبر پر اذان کا جواز یقینی ہے۔ ہرگز شرع مطہر سے اس کی ممانعت پر کوئی دلیل نہیں اور جس امر سے شرع منع نہ فرمائے اصلاً ممنوع نہیں ہو سکتا۔

قبر میں شیطان کا دخل

جب بندہ قبر میں رکھا جاتا ہے اور نکیرین سوال کرتے ہیں شیطان رجم وہاں خلل انداز ہوتا ہے اور جواب میں (العیاذ باللہ تعالیٰ) بہکاتا ہے۔

امام اجل سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کیا گیا:

إِنَّ الْمَيِّتَ إِذَا سُئِلَ مِنْ رَبِّكَ تَرَاءَىٰ لَهُ الشَّيْطَانُ

فَيُشِيرُ إِلَى نَفْسِهِ أَنِّي أَنَا رَبُّكَ فَلِهَذَا أُورِدَ سُؤَالَ التَّثْبِيتِ
لَهُ حِينَ يُسْأَلُ (نوادرا لاصول از امام ترمذی، ص: ۳۲۳)

یعنی جب مردے سے سوال ہوتا ہے کہ تیرا رب کون ہے۔ شیطان اس پر ظاہر ہوتا ہے اور اپنی طرف اشارہ کرتا ہے کہ میں تیرا رب ہوں اسی لیے حکم آیا کہ میت کے لیے جواب میں ثابت قدم رہنے کی دعا کریں۔

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ وہ حدیثیں اس کی تائید کرتی ہیں جن میں آیا ہے کہ میت کو دفن کرتے وقت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دعا کرتے:

اللَّهُمَّ أَجِرْهُ مِنَ الشَّيْطَانِ

اے اللہ اس میت کو شیطان سے بچا۔

اگر شیطان کا قبر میں دخل نہ ہوتا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا کیوں

فرماتے؟

اذان سے شیطان بھاگتا ہے |

صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ اذان سے شیطان دفع ہو جاتا ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

إِذَا أَدَّنَ الْمَوْءُذُنَ أَذَبَرَ الشَّيْطَانُ وَلَهُ حَصَا ص

(بخاری، مسلم، ج: ۱، ص: ۱۶۷)

جب مؤذن اذان کہتا ہے شیطان پیٹھ پھیر کر پیچھے سے ہوا نکالتا ہوا بھاگتا ہے۔

صحیح مسلم کی حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے واضح کہ اذان سے شیطان چھتیس

(۳۶) میل تک بھاگ جاتا ہے۔ اور خود حدیث میں حکم آیا کہ جب شیطان کا کھٹکا ہو فوراً

اذان کہو کہ وہ دفع ہو جائے گا۔

لہذا قبر پر اذان عین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے مطابق اور مسلمان بھائی کی عمدہ امداد ہوئی۔

دفن کے بعد قبر پر اللہ اکبر اللہ اکبر کہنا سنت ہے

جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دفن ہو چکے اور قبر درست کر دی گئی، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور ساتھ صحابہ کرام بھی دیر تک سبحان اللہ سبحان اللہ پھر اللہ اکبر اللہ اکبر کہتے رہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے دریافت کرنے پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

لَقَدْ تَضَاقَّ عَلَى هَذَا الرَّجُلِ الصَّالِحِ قَبْرُهُ حَتَّى فَرَجَ

اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ (مشکوٰۃ، ص: ۲۶، مسند امام احمد، ج: ۳، ص: ۳۷۷)

اس نیک مرد پر قبر تنگ ہوئی تھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے وہ تکلیف اس سے دور فرمائی۔

یعنی بار بار سبحان اللہ اور اللہ اکبر کہنے کی برکت سے میت پر آسانی ہو گئی۔

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے

میت پر آسانی کے لیے بعد دفن کے قبر پر اللہ اکبر اللہ اکبر بار بار فرمایا ہے اور یہی کلمہ مبارکہ

اذان میں چھ (۶) بار آیا ہے۔ تو عین سنت ہوا۔ اذان میں اس کے ساتھ اور کلمات طیبات

زائد ہیں۔ اللہ جل جلالہ و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا زیادہ ذکر کرنے سے زیادہ رحمت

الہی کا نزول ہو گا نہ کہ نقصان۔

(مشکوٰۃ، ص: ۲۵، بخاری، ج: ۱، ص: ۱۸۴، مسلم، ج: ۲، ص: ۳۸۶، ترمذی، ج: ۱،

ص: ۲۰۵، نسائی، ج: ۱، ص: ۲۳۳، ابوداؤد، ج: ۲، ص: ۲۹۷)

اذان میں میت کو کلمہ پاک پڑھنے اور نکیرین کے سوالوں کے صحیح جوابات دینے کی تلقین

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

لَقِنُّوْا مَوْتَكُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

(ابن ماجہ، ص: ۱۰۵، ابوداؤد، ج: ۲، ص: ۸۸، مسلم، ج: ۱، ص: ۳۰۰، نسائی، ج: ۱، ص: ۲۰۲،

ترمذی کتاب الجنائز باب ماجاء فی تلقین المریض عند الموت الخ، ج: ۱، ص: ۱۹۲)

اپنے مُردوں کو لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ سکھاؤ، جو مر رہا ہو، وہ مجازاً مُردہ اور جو دفن ہو

چکا حقیقتہً مُردہ ہے۔

بے شک اذان میں کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تین جگہ موجود ہے بلکہ اس کے تمام

کلمات جواب نکیرین بتاتے ہیں۔

سوال مَنْ رَبُّكَ کا جواب

اذان کی ابتدا میں اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ
أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اور آخر میں اللَّهُ أَكْبَرُ
اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ سننے سے میت کو یاد آئے گا کہ میرا رب اللہ ہے۔

سوال مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي حَقِّ هَذَا الرَّجُلِ کا جواب

أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ط أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ
اللَّهِ ط تعلیم کریں گے میں انہیں اللہ کا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جانتا ہوں۔

قبر کے یہ سوالات و جوابات ان کتب حدیث میں موجود ہیں۔ (مشکوٰۃ، ص: ۲۵،

بخاری، ج: ۱، ص: ۱۸۴، مسلم، ج: ۲، ص: ۳۸۶، ترمذی، ج: ۱، کتاب الجنائز باب ماجاء فی عذاب القبر، ۱۷۱، ص: ۲۵۸، نسائی، ج: ۱، ص: ۲۳۳، ابوداؤد، ج: ۲، ص: ۲۹۷

سوال مَا دِیْنُکَ کا جواب

حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ سے اشارہ ہوگا کہ میرا دین وہ ہے جس میں نماز رکن و ستون ہے کہ:

الصَّلَاةُ عِمَادُ الدِّینِ

تو بعد دفن قبر پر اذان دینا عین ارشاد کی تعمیل ہے۔

قبر میں لہرائیں گے تا حشر چشمے نور کے

جلوہ فرما ہوگی جب طلعت رسول اللہ ﷺ

اللہ اکبر اللہ اکبر کہنے سے آگ بجھتی ہے

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

أَطْفِئُوا الْحَرِيقَ بِالتَّكْبِيرِ

آگ کو تکبیر سے بجھاؤ (ابویعلیٰ، مجمع الزوائد، ج: ۱، ص: ۱۳۸)

حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

إِذَا رَأَيْتُمُ الْحَرِيقَ فَكَبِّرُوا فَإِنَّهُ يُطْفِئُ النَّارَ

(ابن عساکر، الکامل ابن عدی، ج: ۱۰، ص: ۱۴۶۹)

جب آگ دیکھو اللہ اکبر اللہ اکبر کا بکثرت ورد کرو وہ آگ کو بجھا دیتا ہے۔ چوں

عذاب قبر باتش است و دست شمایاں نمیرسد تکبیر باید گفت تا مردگان از آتش دوزخ خلاص

(وسیلۃ النجات)

پابند۔

جب قبر کا عذاب بھی آگ ہے اور تم اسے بجھا نہیں سکتے تو تکبیر کہو، تاکہ مردے

دوزخ کی آگ سے نجات پائیں۔

دفن کے بعد قبر کے پاس کھڑے ہو کر دعا مانگنا سنت ہے |

امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب دفن میت سے فارغ ہوتے قبر پر وقوف فرما کر ارشاد فرماتے:

اِسْتَغْفِرُ وَالْاٰخِیْنَکُمْ وَسَلُوْا لَہٗ بِالتَّوْبَتِ فَاِنَّہٗ الْاَن یُسْئَلُ

یعنی اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو اور اس کے لیے جواب نکیرین میں ثابت

قدم رہنے کی دعا مانگو کہ اب اس سے سوال ہوگا۔

(ابوداؤد، ج: ۲، ص: ۱۰۳، حاکم، بیہقی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب مردہ دفن ہو کر قبر

درست ہو جاتی، حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قبر پر کھڑے ہو کر دعا کرتے:

اَللّٰهُمَّ نَزِلْ بِکَ صَاحِبُنَا وَخَلْفَ الدُّنْیَا خَلْفَ ظَہْرِہٖ

اَللّٰهُمَّ تَبَّتْ عِنْدَ الْمَسْئَلَةِ نُطْقَہٗ وَلَا تَبْتَلِہٖ فِی قَبْرِہٖ بِمَا لَا

طَاقَۃَ لَہٗ بِہٖ۔ (درمنثور، ج: ۴، ص: ۸۳)

الہی ہمارا ساتھی تیرا مہمان ہوا اور دنیا اپنے پس پشت چھوڑ آیا۔ الہی سوال کے

وقت اس کی زبان درست رکھ اور قبر میں اس پر وہ بلا نہ ڈال جس کی اسے طاقت نہ ہو۔

(سعید بن منصور فی سننہ)

اذان دعا ہے |

ملا علی قاری فرماتے ہیں:

کُلُّ دُعَاءٍ ذِكْرٌ وَكُلُّ ذِكْرٍ دُعَاءٌ

ہر دعا ذکر ہے اور ہر ذکر دعا ہے۔ (مرقاۃ، ج: ۵، ص: ۱۱۳)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خاص کلمہ اللہ اکبر کو دعا فرمایا۔ (صحیحین)

پس اذان دعا ہے اور بلاشبہ دفن کے بعد قبر کے پاس کہنا سنت ہے۔

اذان کے سبب دعا قبول ہوتی ہے

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

يُتَقَاتَنِ لَا تُرَدُّ اِنْ الدُّعَاءُ عِنْدَ النَّدَاءِ وَعِنْدَ النَّبَاسِ

(ابوداؤد، مستدرک، ج: ۱، ص: ۱۹۸)

دو دعائیں رد نہیں ہوتیں۔ ایک اذان کے وقت اور ایک جہاد میں جب کفار سے

لڑائی ہو۔

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم:

اِذَا نَادَى الْمُنَادِي فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَاسْتُجِيبَ

الدُّعَاءُ

(ابویعلیٰ، ابوداؤد، مستدرک، ج: ۱، ص: ۵۴۶)

جب اذان دینے والا اذان دیتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے

ہیں اور دعا قبول ہوتی ہے۔

لہذا بعد دفن اذان کہنے کے بعد دعا مانگی جائے تو ضرور قبول ہوگی۔

رضا کا خاتمہ بالخیر ہوگا

تیری رحمت اگر شامل ہے یا غوث رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اذان باعث مغفرت ہے

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

يُغْفَرُ لِلْمُرْؤَذِينَ مُنْتَهَىٰ أَذَانِهِ وَيَسْتَغْفِرُ لَهُ كُلُّ رَطْبٍ

(مسند امام احمد، ج: ۲، ص: ۱۳۶، طبرانی)

وَيَابِسٍ سَمِعَهُ

اذان کی آواز جہاں تک جاتی ہے موزن کے لیے اتنی ہی وسیع مغفرت آتی ہے۔

اور جس تر و خشک چیز کو اس کی آواز پہنچتی ہے اذان دینے والے کے لیے استغفار کرتی ہے۔

مغفور کی دعا زیادہ قابل قبول ہے

خود حدیث شریف میں وارد ہے کہ مغفوروں سے دعا منگوانی چاہیے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

إِذَا لَقِيتَ الْحَاجَّ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَصَافِحْهُ وَمُرَّهٖ أَنْ يَسْتَغْفِرَ

لَكَ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بَيْتَهُ فَإِنَّهُ مَغْفُورٌ لَّهِ

(مسند امام احمد، ج: ۲، ص: ۱۲۸)

جب تو حاجی سے ملے اسے سلام کر اور مصافحہ کر اور قبل اس کے کہ وہ اپنے گھر

میں داخل ہو اس سے اپنے لیے استغفار کرا کہ وہ بخشا ہوا ہے۔ پس دُفن کے بعد قبر کے پاس

کسی نیک آدمی سے اذان کہلوائی جائے تاکہ اس کی بخشش ہو، پھر میت کے لیے دعا کرے

تو اس کی دعا میں قبولیت کی زیادہ امید ہے۔

اذان ذکر خدا عز و علا اور ذکر مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ذُكِّرُوا بِاللَّهِ ذِكْرًا كَثِيرًا ۝

(پ: ۲۲، ع: ۳، سورۃ الاحزاب، آیت: ۴۱)

اے ایمان والو! اللہ کا ذکر کرو بکثرت ذکر کرنا۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:-

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ (پ: ۳۰، ع: ۱۹، سورۃ الم نشرح، آیت: ۴)

(اے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اور ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر

بلند کر دیا۔

(کنز الایمان)

انام ابن عطا پھر امام قاضی عیاض وغیرہ ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ ہیں آیت کی تفسیر

میں فرماتے ہیں:

جَعَلْتُكَ ذِكْرًا مِّنْ ذِكْرِي فَمَنْ ذَكَرَكَ فَقَدْ ذَكَرَنِي

میں نے تمہیں اپنی یاد میں سے ایک یاد کیا۔ جو تمہارا ذکر کرے وہ میرا ذکر کرتا

(نسیم الریاض، ج: ۱، ص: ۱۲۵)

ہے۔

لہذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر عین ذکر خدا ہے اور ذکر الہی سے رحمت نازل

ہوتی ہے اور عذاب دور ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

مَا مِنْ شَيْءٍ أَنْجَى مِنْ عَذَابِ اللَّهِ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ

(مسند احمد، ج: ۵، ص: ۲۳۹، بیہقی)

کوئی چیز ذکر خدا سے زیادہ عذاب خدا سے نجات بخشنے والی نہیں۔

اور خود اذان کی نسبت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

إِذَا أَدَّانَ فِي قَرْيَةٍ أَمَّنَهَا اللَّهُ مِنْ عَذَابِهِ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ

(طبرانی، المعجم الکبیر، ج: ۱، ص: ۲۵۷)

جب کسی بستی میں اذان کہی جائے اللہ تعالیٰ اس بستی کو اس دن عذاب سے محفوظ رکھتا ہے۔ (برابر ہے وہ بستی زندوں کی ہو یا مردوں کی)۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صحیح حدیث میں ذکر کرنے والوں کی نسبت فرماتے ہیں:

حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ.

(مسلم، ج: ۲، ص: ۳۳۵، ترمذی، کتاب الدعوات باب ما جاء فی القوم تجلسون الخ، رقم حدیث: ۳۳۷۸، ص: ۷۷۱)

انہیں ملائکہ گھیر لیتے ہیں اور رحمت الہی ڈھانپ لیتی ہے اور ان پر سکینہ اور چین اُترتا ہے۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

أَذْكُرُ اللَّهَ عِنْدَ كُلِّ شَجَرٍ وَخَجَرٍ

(احمد، طبرانی، المعجم الکبیر، ج: ۲۰، ص: ۱۵۹)

ہر پتھر اور درخت کے پاس اللہ کا ذکر کر۔

ہمیں حکم ہے کہ ہم ہر سنگ و درخت کے پاس ذکر الہی کریں، قبر مومن کے پتھر کیا

اس حکم سے خارج ہیں؟

اذان بے شک ذکر خدا ہے۔ پھر خدا جانے ذکر خدا سے روکنے کی وجہ کیا ہے؟

ذکر روکے فضل کاٹے نقص کا جو یاں رہے

پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ ﷺ

اذان سے گھبراہٹ اور پریشانی دور ہوتی ہے

خود ظاہر اور حدیثوں سے بھی ثابت ہے کہ مُردے کو اس نئے تنگ و تاریک مکان میں سخت وحشت اور گھبراہٹ ہوتی ہے، مگر جس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو اور اذان سے وحشت دفع ہوتی ہے اور دل کو اطمینان ہوتا ہے کہ وہ ذکر خدا ہے۔ اللہ عز و جل فرماتا ہے:-

أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ ﴿٥﴾ (پ: ۱۳، ع: ۱۰، سورۃ الرعد: ۲۸)

سن لو اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے۔ (کنز الایمان)

حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

نَزَلَ آدَمُ بِالْهِنْدِ وَاسْتَوْحَشَ فَنَزَلَ جِبْرِئِيلُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فَنَادَى بِأَلَا ذَانَ۔

(ابو نعیم، ابن عساکر، حلیۃ الاولیاء ج: ۲، ص: ۱۰۷)

جب آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام جنت سے ہندوستان میں اترے انہیں گھبراہٹ ہوئی تو جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اتر کر اذان دی۔

حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ، سے مروی ہے فرمایا مجھے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے غمگین دیکھا تو ارشاد فرمایا:

يَا ابْنَ أَبِي طَالِبٍ إِنِّي أَرَاكَ حَزِينًا فَمُرْ بَعْضَ أَهْلِكَ يُؤْذِنُ

فِي أُذُنِكَ فَإِنَّهُ دَرَاءٌ لِّلْغَمِّ (مسند الفردوس، مرقات، ج: ۲، ص: ۱۳۹)

اے علی میں تجھے غمگین پاتا ہوں، اپنے کسی گھر والے سے کہہ کہ تیرے کان میں اذان

کہے، اذان غم و پریشانی کی دافع ہے۔

اور مولا علی تک جس قدر اس حدیث شریف کے راوی ہیں، رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب

نے فرمایا:

فَجَرُّنَتْهُ فَوَجَدَتْهُ كَذَلِكَ

(ابن حجر، مرقاة)

میں نے اسے تجربہ کیا تو ایسا ہی پایا۔

اگر میت کے غم و الم اور گھبراہٹ کو دور کرنے کے لیے بعد دفن قبر پر اذان کہی جائے تو یہ

عین ارشاد کے مطابق ہے۔

لحد میں عشق رخ شاہ کا داغ لے کے چلے

اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

اعتراض

مانعین اعتراض کرتے ہیں کہ اذان تو نماز کے لیے ہوتی ہے۔ دفن کے بعد قبر پر

جو اذان دیتے ہو وہ کون سی نماز کے لیے ہے؟

جواب

وہ نہیں جانتے کہ اذان میں کیا کیا اغراض و منافع ہیں۔ شرع مطہر نے نماز کے

علاوہ کئی جگہوں پر اذان مستحب فرمائی ہے۔ درج ذیل مقامات پر اذان کہنا سنت ہے:

نماز پنجگانہ کے لیے، بچہ کے کان میں، آگ لگنے کے وقت، جب جنگ واقع

ہو، مسافر کے پیچھے، جن کے ظاہر ہونے پر، غصہ والے پر جو مسافر کہ راستہ بھول جائے،

مرگی والے کے لیے۔ (در مختار شامی، ج: ۱، ص: ۲۸۳)



باب نمبر 20

ایصال ثواب اور فاتحہ کا ثبوت

نہ ہو مایوس آتی ہے صدا گور غریباں سے
نبی (ﷺ) امت کا حامی ہے خدا (جل جلالہ) بندوں کا والی ہے
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنۢ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا

وَلَا خُوفَ عَلَيْنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِآلِ يَمَانٍ۔ (پ: ۲۸، ع: ۴، سورۃ المحشر: ۱۰)

اور وہ جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور
ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔ (کنز الایمان)

حدیث پاک میں دعا کو عبادت اور عبادت کا مغز فرمایا گیا۔ آیت سے ثابت ہوا
کہ زندوں کی عبادت یعنی دعا سے مردوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ یہی ایصال ثواب ہے۔
اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا ج (پ: ۲۴، ع: ۶، سورۃ المومن: ۷)

اور (وہ فرشتے) مسلمانوں کی مغفرت (بخشش) مانگتے ہیں۔ (کنز الایمان)

ثابت ہوا کہ فرشتوں کی عبادت یعنی دعا سے بخشش کا فائدہ مسلمانوں کو پہنچتا ہے۔

یہ بھی ثابت ہوا کہ فرشتوں کا عقیدہ اہلسنت و جماعت بریلوی عقیدہ کے موافق

ہے کہ وہ ایصال ثواب کے قائل ہیں۔ الحمد للہ رب العالمین۔

روشن کر قبر بے کسوں کی
اے شمع جمال مصطفائی
اللہ نہ چھوٹے دست دل سے
دامان خیال مصطفائی ﷺ

احادیث مبارکہ

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

(1) إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ

صَدَقَةٌ جَارِيَةٍ أَوْ عِلْمٌ يُنْتَفَعُ بِهِ أَوْ وَلَدٌ صَالِحٌ يَدْعُو لَهُ

(النبایہ، ص: ۴۰۷، مشکوٰۃ، ص: ۳۲، شرح الصدور، ص: ۱۲۷، جامع الصغیر، ص: ۵۸، مسند

امام احمد، ج: ۲، ص: ۲۷۲، مصابیح السنتہ، ج: ۱، ص: ۱۶۷)

جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔ مگر تین عمل (مرنے کے بعد بھی ان کا ثواب پہنچتا رہتا ہے) صدقہ جاریہ اور علم جس سے نفع حاصل کیا جائے اور نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی رہے۔

پتہ چلا مسلمان میت کے لیے مسلمان کا دعا کرنا اس میت کو ہمیشہ نفع دیتا ہے۔

(2) مَا الْمَيِّتُ فِي الْقَبْرِ إِلَّا كَأَنْفَرٍ يُقِي الْمُتَغَوِّثُ يَنْتَظِرُ دَعْوَةَ

تَلْعَقَتُهُ مِنْ أَبِي أَوْ أُمٍّ أَوْ أَخٍ أَوْ صَدِيقٍ فَإِذَا لَحِقَتْهُ كَانَ

أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَيَدْخُلُ

عَلَى أَهْلِ الْقُبُورِ مِنْ دُعَاءِ أَهْلِ الْأَرْضِ أَمْثَالَ الْجِبَالِ

وَأَنْ هَدِيَّةَ الْآخِيَاءِ إِلَى الْأَمْوَاتِ لَا سَتَغْفَارُ لَهُمْ

(شعب الایمان، ج: ۷، ص: ۱۶، مشکوٰۃ، ص: ۲۰۶، شرح الصدور، ص: ۱۲۷، بیہقی)

مردہ کی حالت قبر میں ڈوبتے ہوئے فریادی کی طرح ہوتی ہے۔ وہ ہمیشہ دعا کا منتظر رہتا ہے کہ اس کے باپ یا ماں یا بھائی یا دوست کی طرف سے اس کو پہنچے۔ پس جب اس کو کسی کی دعا پہنچتی ہے تو دعا کا پہنچنا اسے دنیا اور دنیا کی ہر شے سے زیادہ محبوب ہوتا ہے۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ اہل زمین کی دعا سے اہل قبور کو پہاڑوں کی مثل اجر و ثواب و رحمت عطا فرماتا ہے۔ اور بے شک زندوں کا تحفہ مردوں کی طرف یہی ہے کہ ان کے لیے بخشش کی دعا مانگی جائے۔

(3) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے مروی ہے کہ انہوں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ:

يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا نَتَصَدَّقُ عَنْ مَوْتَانَا وَنَحْجُّ عَنْهُمْ وَنَدْعُو لَهُمْ فَهَلْ يَصِلُ ذَلِكَ إِلَيْهِمْ

اے اللہ تعالیٰ کے رسول (علیک الصلوٰۃ والسلام) ہم اپنے مردوں کے واسطے صدقہ دیتے رہتے ہیں، (تیجا، ساتا، چالیسواں وغیرہ) انکے لیے حج کرتے ہیں، ہم انکے لیے دعا کرتے رہتے ہیں کیا یہ انہیں پہنچتا ہے؟

فَقَالَ نَعَمْ إِنَّهُ لَيَصِلُ وَيَفْرَحُونَ بِهِ كَمَا يَفْرَحُ أَحَدُكُمْ بِالطَّبَقِ إِذَا أُهْدِيَ إِلَيْهِ۔

رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، بیشک ضرور پہنچتا ہے، اور وہ اس سے خوش ہوتے ہیں جیسا کہ تم میں سے کوئی ایک طبق (ٹرے جس میں کھانے وغیرہ رکھے

ہوں) پر خوش ہوتا ہے جبکہ اس کو ہدیہ کیا جائے۔

(یعنی شرح ہدایہ، ج: ۱، ص: ۱۶۱، ابو حفص، مراقی الفلاح شرح نور الایضاح مع طحاوی، ص: ۶۲۱)

(4) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا گیا، فرماتے ہیں، میں نے رسول

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا:

مَا مِنْ أَهْلِ مَيِّتٍ يَمُوتُ مِنْهُمْ مَيِّتٌ "فَيَتَصَدَّقُونَ عَنْهُ
بَعْدَ مَوْتِهِ إِلَّا أَهْدَاهَا لَهُ جَبْرِيلُ عَلَى طَبَقٍ مِّنْ نُورٍ ثُمَّ
يَقِفُ عَلَى شَفِيرِ الْقَبْرِ فَيَقُولُ يَا صَاحِبَ الْقَبْرِ الْعَمِيقِ
هَذِهِ هَدِيَّةٌ "أَهْدَاهَا إِلَيْكَ أَهْلُكَ فَأَقْبِلْهَا فَتَدْخُلُ
عَلَيْهِ فَيَفْرَحُ بِهَا وَيَسْتَبْشِرُ وَيَحْزَنُ جِيرَانُهُ الَّذِينَ لَا
يُهْدَى إِلَيْهِمْ شَيْءٌ"۔

(شرح الصدور، ص: ۱۲۹، طبرانی)

جب کوئی شخص مر جاتا ہے تو اس کے گھر والے اس میت کی طرف سے صدقہ

کرتے رہتے ہیں (تیجا، ساتا چالیسواں، سالانہ) تو جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام اس

صدقہ کو ایک نورانی طبق میں رکھ کر میت کے پاس لے جاتے ہیں، پس قبر کے کنارے

کھڑے ہر کر کہتے ہیں، اے گہری قبر والے! یہ ہدیہ و تحفہ تیرے گھر والوں نے تجھے بھیجا تو

اسے قبول کر۔ تو وہ ہدیہ قبر والے کے جسم پر داخل ہو جاتا ہے۔ وہ اس کو دیکھ کر دل سے بھی

خوش ہوتا ہے اور اوپر سے بھی۔ اور اس قبر والے کے ہمسائے جنہیں (ان کے گھر والوں،

ایصال ثواب کے منکروں کی طرف سے) کوئی ہدیہ ثواب نہیں پہنچتا، غمگین ہوتے ہیں۔

(5) يَا أَصْحَابِي لَا تَنْسُوا أَمْوَالَكُمْ فِي قُبُورِهِمْ خَاصَّةً فِي

شَهْرِ رَمَضَانَ فَإِنَّ أَرْوَاحَهُمْ يَأْتُونَ بُيُوتَهُمْ فَيُنَادِي كُلُّ

أَحَدٌ مِنْهُمْ أَلْفَ مَرَّةٍ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ أَغْطَفُوا عَلَيْنَا
بِدِرْهُمْ أَوْ بِرَغِيفٍ أَوْ بِكَسْرَةٍ خُبْزٍ أَوْ بِدَعْوَةٍ أَوْ بِقِرَاءَةِ آيَةٍ
أَوْ بِكَسْوَةٍ كَسَاكُمْ اللَّهُ مِنْ لِبَاسِ الْجَنَّةِ.

(روح البیان، ج: ۴، ص: ۳۶۶)

حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

اے میرے اصحاب (اے میرے امتیو!) اپنے مردوں کو ان کی قبروں میں بھلانا
دینا خصوصاً رمضان شریف کے مہینے میں۔ اس لیے کہ یقیناً ان کی روہیں اپنے اپنے گھروں
میں آتی رہتی ہیں۔ ان میں سے ہر ایک روح اپنے گھر والوں، مردوں، عورتوں کو ہزار مرتبہ
پکارتی ہے کہ ہم پر مہربانی کرو ایک درہم (صدقہ کا ثواب) دیکر، یا ایک روٹی صدقہ کر کے، یا
روٹی کا ایک ٹکڑا دے کر، یا دعا کر کے ہم پر مہربانی کرو، یا ایک آیت پڑھ کر (اس کا ثواب
ہمیں پہنچا کر) یا ایک کپڑا دے کر ہم پر مہربانی کرو۔ تبھی اللہ تعالیٰ جنت کا لباس پہنائے۔
ثابت ہوا سنی مسلمان مردوں کو ختم پڑھ کر ہمیشہ ثواب پہنچانا حضور نبی کریم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ مردوں کی روہیں اپنے
گھروں میں آتی ہیں۔

(6) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مینڈھا ذبح کر کے یہ پڑھا:

اللَّهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَأُمَّةٍ مُحَمَّدٍ

(مسلم، ج: ۲، ص: ۱۵۶، ترمذی، ج: ۱، ص: ۲۷۸، مشکوٰۃ، ص: ۱۲۷، ابوداؤد، ج: ۲، ص: ۲۹)

اے اللہ! اس کو میری، اور میری آل اور میری امت کی طرف سے قبول فرما۔

جس کو ایصال ثواب کرنا ہو اس کا نام لینا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثابت ہوا۔

(7) اُمَّتِي أُمَّةٌ "مَرْحُومَةٌ" تَدْخُلُ قُبُورَهَا بِذُنُوبِهَا وَ

تَخْرُجُ مِنْ قُبُورِهَا لَا ذُنُوبَ عَلَيْهَا تُنَحَّصُ عَنْهَا

بِاسْتِغْفَارِ الْمُؤْمِنِينَ لَهَا (طبرانی، شرح الصدور، ص: ۱۳۸)

رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں میری امت امت مرحومہ ہے۔ وہ اپنے گناہوں کے ساتھ اپنی قبروں میں داخل ہوں گے اور اپنی قبروں سے اس حال میں نکلیں گے کہ ان پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔ مسلمانوں کی ان کے حق میں بخشش کی دعا سے ان کے گناہ دور کر دیئے جائیں گے۔

(8) مسلمانوں کو ثواب پہنچتا ہے

عاص بن وائل (جو کہ کافر تھا) نے وصیت کی تھی کہ اس کی طرف سے سو غلام آزاد کر دیئے جائیں۔ تو اس کے بیٹے ہشام نے پچاس غلام آزاد کر دیئے۔ پھر اس کے بیٹے عمرو نے چاہا کہ باقی پچاس اس کی طرف سے وہ آزاد کر دیں۔ کہنے لگے میں تو آزاد نہ کروں گا جب تک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے نہ پوچھ لوں۔ چنانچہ وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کی یا رسول اللہ (ﷺ) میرے باپ نے وصیت کی تھی کہ اس کی طرف سے سو (۱۰۰) غلام آزاد کیے جائیں۔ اور ہشام نے اس کی طرف سے پچاس آزاد کر دیئے ہیں اور اس پر پچاس غلام باقی ہیں تو کیا اس کی طرف سے میں آزاد کر دوں؟ تو رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا:

إِنَّهُ لَوْ كَانَ مُسْلِمًا فَأَعْتَقْتُمْ عَنْهُ أَوْ تَصَدَّقْتُمْ عَنْهُ

أَوْ حَبَجْتُمْ عَنْهُ بَلَغَهُ ذَلِكَ

اگر وہ مسلمان ہوتا پھر تم اس کی طرف سے آزاد کرتے۔ یا اسکی طرف سے صدقہ

کرتے، یا اس کی طرف سے حج کرتے، یہ سب کچھ اسے پہنچ جاتا۔

(ابوداؤد، ج: ۲، ص: ۴۳، مشکوٰۃ شریف، ص: ۲۶۶)

معلوم ہوا کہ کافر کو کوئی صدقہ نفع و نجات نہیں دیتا اور مسلمان کو مالی اور بدنی ہر قسم کی عبادت کا ثواب پہنچتا ہے۔



باب نمبر 21 فاتحہ اور ختم کا ثبوت

ایسوں کو نعمت کھلاؤ دودھ کے شربت پلاؤ
ایسوں کو ایسی غذا تم پر کرو روں درود

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فَكُلُوا مِمَّا ذَكَرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ ۝

(پ: ۸، ع: ۱)

تو کھاؤ اس میں سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا اگر تم اس کی آیتیں مانتے ہو۔

(کنز الایمان)

مختصر تشریح

اس آیت کا نزول خاص ہے کہ جس جانور کے ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا اسے کھا لو وہ حلال ہے۔ بشرطیکہ ذبح کرنے والا مسلمان یا اہل کتاب ہو۔ لیکن حکم عام ہے یعنی جس پاکیزہ چیز پر بھی اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے اسے کھانا جائز ہے۔ لہذا تیجا، ساتا، دسواں، چالیسواں، سالانہ، گیارہویں شریف، بارہویں شریف، شب برات وغیرہا کے کھانے جائز ہوئے کیونکہ ان کھانوں پر قرآن شریف، درود شریف، ذکر و اذکار پڑھے جاتے ہیں۔ جو انہیں حرام سمجھے وہ شریعت پر زیادتی کرتا ہے۔

احادیث شریفہ

(1) مَنْ لَقِمَ أَخَاهُ لُقْمَةً حُلْوَةً صَرَّفَ اللَّهُ عَنْهُ مَرَارَةَ الْمَوْقِفِ
يَوْمَ الْقِيَمَةِ۔ (روح البیان، ج: ۴، ص: ۳۶۶)

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:
جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو ایک میٹھا لقمہ کھلائے، اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کی
تکلیف دور فرمائے گا۔

(2) میت کے لیے صدقہ و خیرات کرنا

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے عرض کیا:
يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَأَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ
یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) ام سعد یعنی میری والدہ کا انتقال ہو گیا
ہے تو ان کے لیے کونسا صدقہ افضل ہے؟

قَالَ الْمَاءُ فَحَفَرَ بَيْتًا وَقَالَ هَذِهِ لَأُمِّ سَعْدٍ
فرمایا، پانی، تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کنواں کھدوایا اور کہا کہ یہ کنواں
سعد کی ماں کے لیے ہے۔ (ابوداؤد، نسائی، مشکوٰۃ، ج: ۱، ص: ۱۶۹)

(3) حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غیر موجودگی میں ان کی والدہ فوت ہو
گئیں تو انہوں نے عرض کیا:

يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمِّي تُوَفِّيَتْ وَأَنَا غَائِبٌ عَنْهَا أَيَنْفَعُهَا
شَيْءٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ بِهِ عَنْهَا

یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میری والدہ کا انتقال ہو گیا، اور میں

ان کے پاس موجود نہیں تھا۔ اگر میں ان کی طرف سے کوئی چیز صدقہ کروں تو کیا انہیں اس کا فائدہ ہوگا؟

قَالَ نَعَمْ حُضُورِ اَقْدَسُ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ہاں،
قَالَ فَاِنِّیْ اَشْہِدُ کَ اَنْ حَاطَی الْمَخْرَافَ صَدَقَہٌ عَلَیْہَا
حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا تو میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میرا
مخرف باغ ان کی طرف سے صدقہ ہے۔ (بخاری شریف، ج: ۱، ص: ۳۸۶)

معلوم ہوا کہ صدقہ و خیرات و نیاز پر جسے ایصالِ ثواب کرنا ہو اس کا نام لینے سے وہ
چیز حرام نہیں ہوتی جیسا کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کنویں اور باغ پر اپنی ماں کا نام لیا۔

(4) صدقہ قبر کی آگ کو بجھاتا ہے

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ الصَّدَقَةَ لِتُطْفِئُ عَنْ اَهْلِهَا حَرَّ الْقُبُورِ

(طبرانی کبیر، ج: ۱۸، ص: ۲۳۸، جامع صغیر، ص: ۱۲۶، کامل ابن عدی، ج: ۲، ص: ۲۶۹، شرح الصدور، ص: ۱۲۸)

بے شک صدقہ، صدقہ والوں سے قبروں کی گرمی کو بجھاتا ہے۔

(5) فاتحہ میں شفا ہے

رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فَاتِحَةُ الْكِتَابِ شِفَاءٌ "مَنْ كُلَّ دَاءٍ" (الجامع الصغیر، ج: ۱، ص: ۳۶۰)

الحمد شریف سورہ میں ہر بیماری سے شفا ہے۔

(6) مَنْ قَرَأَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ "فَكَأَنَّمَا قَرَأَ ثُلُثَ الْقُرْآنِ"

جس نے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ "سورۃ ایک بار پڑھی گویا اس نے تیسرا حصہ قرآن پڑھ لیا۔

ہر ختم پر کم از کم تین مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ سورۃ پڑھی جاتی ہے جس سے پورے ختم قرآن کا ثواب ملتا ہے۔

(7) اِذَا خَتَمَ الْعَبْدُ الْقُرْآنَ صَلَّى عَلَيْهِ عِنْدَ خَتْمِهِ سِتُّونَ
اَلْفَ مَلِكٍ (الجامع الصغير، ج: ۱، ص: ۴۱)

جب بندہ قرآن ختم کرے تو اس کے ختم قرآن کے وقت ساٹھ ہزار فرشتے اس کی بخشش کی دعا کرتے ہیں۔

(8) عِنْدَ كُلِّ خَتْمَةٍ دَعْوَةٌ مُّسْتَجَابَةٌ (کنوز الحقائق)
ہر ختم قرآن کے وقت دعا قبول ہوتی ہے۔

(9) مَنْ مَرَّ عَلَى الْمَقَابِرِ وَقَرَأَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اخَذَ
عَشْرَةَ مَرَّةٍ ثُمَّ وَهَبَ اَجْرَهُ لِلْأَمْوَاتِ أُعْطِيَ مِنَ الْآخِرِ
بَعْدَ دَالِ الْاَمْوَاتِ

(شرح الصدور، ص: ۱۳۰، التذکرہ القرطبی، ج: ۱، ص: ۹۷)

جو شخص قبروں کے پاس سے گزرا، اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ سورۃ گیارہ بار پڑھی، پھر اس کا ثواب مردوں کو بخشا تو اس بخشنے والے کو مردوں کی تعداد کے برابر اجر و ثواب ملے گا۔

(10) مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَ ثُمَّ قَرَأَ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ
اَحَدٌ وَالْهَآكُمُ التَّكَاثُرُ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ قَدْ جَعَلْتُ ثَوَابَ
مَا قَرَأْتُ مِنْ کَلَامِکَ لِأَهْلِ الْمَقَابِرِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ
وَالْمُؤْمِنَاتِ کَاَنُوْا شُفَعَاءَ لِّیْ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰی

(شرح الصدور، ص: ۱۳۰)

مخصوص قبرستان جائے اور سورۃ فاتحہ اور قلّ هو اللہ احد اور الہاکم التکائر پڑھ کر عرض کرے اے اللہ تعالیٰ! جو کچھ میں نے تیرے کلام سے پڑھا اس کا ثواب میں نے قبروں والے مسلمان مردوں اور عورتوں کو بخشا۔ تو وہ قبروں والے تمام مسلمان اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے لیے شفیع بنتے ہیں یعنی (سفارش کر کے جنت میں لے جاتے ہیں)۔

اسمعیل دہلوی دیوبندی وہابی نے تقویۃ الایمان میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو شفیع وجیہہ ماننے والے کو مشرک لکھا یہاں سارے قبروں والے شفیع بن رہے ہیں!

(11) کھانا سامنے رکھ کر اس پر کلام پاک پڑھنا

امّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا گیا کہ ایک شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور شکایت کی کہ اس کے گھر میں ہر شے سے برکت ختم ہو گئی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَيْنَ أَنْتَ مِنْ آيَةِ الْكَرْسِيِّ مَا قَلَيْتَ عَلَى طَعَامٍ وَلَا إِدَامٍ
إِلَّا أَنْمَى اللَّهُ بَرَكَتَهُ ذَلِكَ الطَّعَامَ وَالْإِدَامَ

تو آیت الکرسی سے کہاں غافل رہا تو جس کھانے اور سالن پر آیت کرسی پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کھانے اور سالن میں برکت بڑھا دے گا۔

(تفسیر درمنثور از علامہ جلال الدین السیوطی قدس سرہ، ج: ۱، ص: ۳۲۳)

اس حدیث پاک سے کھانا سامنے رکھ کر اس پر قرآن پڑھنا ثابت ہوا کھانے پر بسم اللہ پڑھنے کا خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا اور بسم اللہ بھی قرآن ہے۔ قرآن پاک کی تلاوت سے برکت حاصل ہوتی ہے۔ صدقہ ایک نیکی ہے۔

تلاوت دوسری نیکی ہے۔ نیکی کے ساتھ نیکی ملانا نیکیوں میں اضافہ ہے۔

(12) کھانے پر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا سنت رسول ہے (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

حدیث شریف میں ہے:

ثُمَّ رَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ اللَّهُمَّ اجْعَلْ صَلَاتِكَ وَرَحْمَتِكَ عَلَى آلِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ ثُمَّ أَصَابَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنَ الطَّعَامِ

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مبارک ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی:

اے اللہ تعالیٰ! سعد بن عبادہ کے گھر والوں کو رحمت اور برکت عطا فرما۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کھانا تناول فرمایا۔

(ابوداؤد، ج: ۲، ص: ۲۵۸)

کھانے سے پہلے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہوا۔

(13) نیک کام کیلئے دن مقرر کرنا ثابت ہے

نیک کام کے لیے دن مقرر کرنا رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی سنت ہے۔

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَأْتِي مَسْجِدَ قُبَاءَ كُلَّ سَبْتٍ مَاشِيًا وَرَاكِبًا وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ

(بخاری شریف، ج: ۱، ص: ۱۵۹)

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہر ہفتہ کے روز کبھی پیدل اور کبھی سوار ہو کر

مسجد قبا میں تشریف لے جاتے تھے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

(14) كَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ يُذَكِّرُ النَّاسَ

(بخاری، ج: ۱، ص: ۱۶، مشکوٰۃ)

فِي كُلِّ خَمِيسٍ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر جمعرات کو لوگوں کو وعظ فرمایا کرتے تھے۔

دہابیوں دیوبندیوں کا اعتراض (1)

جس چیز پر غیر خدا کا نام آجائے وہ حرام ہے۔ قرآن پاک میں ہے۔

وَمَا أَهْلٌ بِهِ لغيرِ اللَّهِ۔ جس چیز پر اللہ کے غیر کا نام لیا جائے وہ حرام

ہے۔ لہذا تیجہ، ساتا، چالیسواں، گیارہویں، بارہویں کے ختم کا کھانا حرام ہے۔

جواب

أَهْلٌ، إِهْلَالٌ سے ہے جس کا معنی ہے آواز بلند کرنا۔ ذبح کے وقت آواز بلند کرنے کو

بھی اہلال کہتے ہیں۔ آیت کے اس حصے کا مفہوم یہ ہے کہ جو جانور غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا

گیا اس کا کھانا حرام ہے۔ اگر اس سے صرف غیر خدا کا نام لینا مراد لیا جائے تو دنیا میں کوئی شے

بھی حلال نہیں رہے گی۔ جیسے مسلمانوں کا ملک، سعید کا بکرا، حمید کا کرتا، نوید کی بیوی وغیرہا جب

گنگا کا پانی اور گائے جو مشرکین کی معبود ہے حرام نہ ہوئی تو صرف نسبت کیسے حرام کر دے گی۔

اعتراض (2)

سُنُّوْا بِأَنِّيْسَ رَجَبٍ کو تمہارا کوٹا ہوگا (کوٹا پنجابی میں ہلاکت کو کہتے ہیں)۔

کیونکہ تم اس تاریخ کو کوٹوں کا ختم دلواتے ہو۔

بخاری شریف کی حدیث ہے:

جواب

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُحِبُّ الْحُلُوءَ وَالْعَسَلَ

(بخاری شریف، ج: ۲، ص: ۸۱۷، ترمذی، ج: ۲، ص: ۵: کتاب الاہمۃ باب ماجاء فی

حُبِّ النَّبِيِّ ﷺ الْحُلُوءَ، ابن ماجہ، ص: ۲۲۶، مشکوٰۃ، ص: ۳۶۳)

رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حلوہ اور شہد ہمیشہ ہی پسند تھا۔

جس نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پسندیدہ چیز سے پیار کیا اس کی تو ہو گئی عید،

اسے شہید کا درجہ ملا، اور جس نے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پسند کو ٹھکرایا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت کر کے دوزخی بنا کو نڈا تو اس کا ہوا۔

اور حدیث شریف میں ہے جو شخص کسی مسلمان کا جائز طریقے سے دل خوش کرے:

خَلَقَ اللَّهُ مِنْ ذَلِكَ الشَّرَّورَ مَلَكًا

اس خوشی کا اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے (جو موت، قبر، حشر، پل صراط ہر تکلیف سے بچا کر اسے جنت میں داخل کرے گا)۔ (شرح الصدور، ص: ۶۶)

حلوہ کھلا کر مسلمانوں کا دل خوش کرنے والے کی نجات کا سامان بن گیا اس کی تو ہو گئی عید۔

اور جو خود بھی غمگین ہوا، ساتھیوں کو بھی غمگین رکھا، پاکیزہ طیب کھانوں کو حرام کہہ کر خدا اور رسول (جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کا مخالف ہوا کو نڈا اس کا ہوا۔

اگر دن مقرر کرنا شرک ہے تو مقرر تو تم نے بھی کیا، ہم نے حلوہ پکانے کے لیے مقرر کیا، تم

نے یہ دن حلوہ نہ پکانے کے لیے مقرر کیا، ہم نے حلوہ کھانے کھلانے اور خوشی منانے کے لیے مقرر کیا، تم نے نہ کھانے نہ کھلانے اور جلنے کیلئے مقرر کیا۔

لہذا دیوبندیو، وہابیو، نجدیو! بتاؤ پھر کو نڈا تمہارا ہوا یا سنیوں کا؟

وَاللَّهُ تَعَالَى وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

باب نمبر 22

اذان کے اول و آخر و دو سلام پڑھنے کا ثبوت

سب بشارت کی اذان تھے تم اذان کا مدعا ہو سب کی ہے تم تک رسائی بارگاہ تک تم رسا ہو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ
آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝ (پ: ۲۲، ع: ۴)

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر،
اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔ (کنز الایمان)

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَسَلِّمْ
حق درودیں تم پہ بھیجے

تم مدام اس کو سراہو

اس آیت میں مسلمانوں کو صلوة و سلام پڑھنے کا مطلق حکم ہے۔ کسی قسم کی قید نہیں
کس وقت کہاں اور کون سے الفاظ اور صیغوں کے ساتھ عرض کیا جائے۔ جب تک کسی
معقول دلیل سے کسی پہلو کو ناجائز ثابت نہ کیا جائے اس پر کوئی پابندی نہیں لگائی جاسکتی۔
دُرِ مختار و رد المختار میں ہے

وَمُسْتَحَبَّةٌ فِي كُلِّ أَوْقَاتٍ إِلَّا مَكَانَ (رد المختار، ج: ۱، ص: ۲۸۴)

اور تمام جائز اوقات میں درود شریف پڑھنا مستحب ہے۔

علامہ شامی اس کی تشریح میں فرماتے ہیں، اَيُّ حَيْثُ لَا مَانِعٍ لِعَيْنِي جِهًا كَوْنِي

مانع نہ ہو۔ اذان کے ساتھ صلوٰۃ و سلام پڑھنا اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے عین مطابق ہے کیونکہ مسلمانوں کو حکم ہے کہ تم ہمیشہ نبی پاک پر صلوٰۃ و سلام پڑھو۔ جب ہمیشہ درود و سلام پڑھنا ثابت ہوا تو پانچ وقت کی اذان کے ساتھ پڑھنا بدرجہ اولیٰ ثابت ہوا۔ روکنے والوں کے ذمے لازم ہے کہ وہ منع کے لیے ثبوت لائیں۔ صلاۃ و سلام کا حکم ایمانداروں کیلئے ہے۔ کیونکہ ارشاد ہے یٰٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجودرود و سلام نہیں پڑھتے بلکہ اذان کے ساتھ پڑھنے والوں کو اپنی بد عقیدگی کی وجہ سے روکتے ہیں وہ بھی سچے ہیں کہ الَّذِينَ آمَنُوا میں داخل نہیں۔ جب اس جماعت میں داخل ہو جائیں گے، تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ہمیشہ صلاۃ و سلام پڑھیں گے۔ احادیث مبارکہ میں بکثرت درود شریف پڑھنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ درود شریف خیر و برکت اور فضیلت و ثواب کے حصول کا ذریعہ ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ أَوْلَى الْخَاسِ بِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَى صَلَوةٍ

(ترمذی کتاب الصلوٰۃ، باب ماجاء فی فضل الصلوٰۃ علی النبی ﷺ (۲۸۴)، ص: ۱۲۸، ج: ۱،

ص: ۱۱۰، مشکوٰۃ، ص: ۸۶، مرقاۃ، ج: ۲، ص: ۳، شعب الایمان، ج: ۲، ص: ۲۱۲)

بے شک قیامت کے دن لوگوں میں سے میرے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو مجھ

پر درود شریف زیادہ پڑھتا ہوگا۔

رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے:

**مَنْ صَلَّى عَلَى وَاحِدَةٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ
وَحُطَّ عَنْهُ عَشْرَ خَطِيئَاتٍ وَرَفَعَ لَهُ عَشْرَ درَجَاتٍ.**

(الجامع الصغیر، ص: ۵۳۲، مشکوٰۃ، ص: ۸۶)

جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا اور اس کے دس گناہ مٹا دے گا اور اس کے دس درجے بلند فرمائے گا۔

سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

كُلُّ أَمْرٍ ذِي بَالٍ لَا يُبْدَأُ فِيهِ بِحَمْدِ اللَّهِ وَالصَّلَاةِ عَلَى
فَهْوٍ أَقْطَعُ أَبْتَرُ مَنْحُوقٌ“ مِّنْ كُلِّ بَرَكَةٍ

ہر شان دار کام جو اللہ تعالیٰ کی تعریف اور مجھ پر درود شریف پڑھنے سے شروع نہ کیا جائے وہ نامکمل اور ہر برکت سے خالی ہوگا۔

(الجامع الصغیر، ص: ۳۹۱، القول البدیع، ص: ۲۴۶، نبراس، ص: ۴)

اذان پڑھنا بھی بہت عزت والا کام ہے۔ اس کے ساتھ درود شریف نہ پڑھنا برکت سے محرومی ہوگی۔

ہر عمل درود شریف کے ساتھ مقبول ہوتا ہے

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

أَلَا عَمَلٌ مَّوْقُوفَةٌ“ وَالذُّعْوَاتُ مَخْبُوسَةٌ“ حَتَّى يُصَلِّيَ
عَلَىٰ أَوَّلِهَا وَآخِرِهَا

(جوہرہ نیرہ، مراقی الفلاح، ص: ۲۹۵)

تمام اعمال ٹھہرے رہتے ہیں اور تمام دعائیں رکی رہتی ہیں یہاں تک کہ ان کے اول آخر مجھ پر درود شریف پڑھا جائے۔ (یعنی تمام اعمال اور دعائیں اس وقت قبول ہوتے ہیں جب ان کے اول آخر درود شریف پڑھا جائے۔)

بے شک اذان بھی ایک عمل ہے جب تک اذان کے اول آخر درود پاک نہ پڑھا جائے اذان بھی مقبول نہ ہوگی۔

ایک شخص نے حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا مجھے ایک ایسا عمل ارشاد فرمائیے جس کی وجہ سے میں جنت میں چلا جاؤں۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کُنْ مُؤَذِّنَ قَوْمِكَ يَجْمَعُوا بِكَ صَلَاتَهُمْ، اپنی قوم کا (فی سبیل اللہ) مؤذن بن، تیرے وسیلے سے وہ اپنی نماز کیلئے جمع ہوں، عرض کی یا رسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام اگر میں ایسا نہ کر سکوں، فرمایا: کُنْ إِمَامَ قَوْمِكَ يُقِيمُوا بِكَ صَلَاتَهُمْ، اپنی قوم کا (فی سبیل اللہ) امام بن، تیرے سبب وہ اپنی نماز قائم کریں، عرض کی اگر میں یہ بھی نہ کر سکوں، فرمایا: فَعَلَيْكَ بِالصَّفِّ الْأَوَّلِ، تو (سنی پابند شرع امام کے پیچھے) پہلی صف میں نماز پڑھا کر۔

(تنبیہ الغافلین، ص: ۱۰۸)

جب اذان کی برکت سے جنت ٹل رہی ہے تو یہ بہت بڑا عمل ہوا۔ اور اس کے اول و آخر درود شریف پڑھنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے عین مطابق ہے۔

وہابیہ دیوبندیہ نجدیہ کا اعتراض (۱)

صحابہ و اہلبیت علیہم الرضوان اذان کے ساتھ صلوٰۃ و سلام نہیں پڑھتے تھے۔ تم نے یہ نیا کام شروع کیا ہے، یہ بدعت ہے۔

الجواب

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ۔

(پ: ۲۶، ع: ۱۴)

اے ایمان والو! بہت گمانوں سے بچو، بیشک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے۔ (کنز الایمان)

عام مسلمانوں کے بارے میں اچھا گمان رکھنا ضروری ہے۔ صحابہ و اہلبیت کرام علیہم الرضوان کے بارے میں ہزاروں درجہ بڑھ کر نیک گمان رکھنا ضروری ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق تمام اعمال درود شریف کے ساتھ مقبول اور بابرکت ہوتے ہیں۔ لہذا صحابہ کرام علیہم الرضوان اپنے اعمال اور دعاؤں کے اول و آخر درود شریف پڑھا کرتے تھے۔ اذان بھی ایک عمل ہے۔ تو صحابہ کرام علیہم الرضوان اذان کے اول، آخر درود شریف پڑھ کر ضرور قبول کرواتے تھے۔ ان کے بارے میں بدگمانی رکھنا کہ وہ اذان کے ساتھ درود شریف نہیں پڑھتے تھے، حرام ہے۔

اعتراض (۲)

نماز والا درود شریف افضل ہے وہ اذان کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔

الجواب

معتزین کو اصل دشمنی اور ناراضگی تو صیغہ حاضر اور ندائے یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ہے۔ اس سے بچنے کے لیے طرح طرح کے بہانے بناتے ہیں، نماز والے درود پاک کو افضل کہتے ہیں لیکن نماز والا سلام جو بصیغہ خطاب ہے:

السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ اَسَافُضْلُ نَہِیْں کہتے!

مسلمانوں کو حکم الہی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود اور سلام بھیجیں۔ درود ابراہیمی جو کہ نماز کے اندر پڑھا جاتا ہے، صرف صلوٰۃ درود شریف ہے سلام نہیں۔ یہ پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی پوری تعمیل نہ ہوگی۔ نماز کے اندر بالکل درست ہے کیونکہ تشہد میں سلام پہلے عرض کر لیا جاتا ہے۔ اذان کے ساتھ جو ہم پڑھتے ہیں:

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ

اس میں درود بھی ہے اور سلام بھی۔ صَلُّوْا سے نکالاً الصَّلٰوةُ اور سَلِّمُوْا سے وَالسَّلَامُ اور يَا رَسُوْلَ اللہ بھی قرآن پاک کے مطابق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، يَا اٰدَمُ، يَا نُوحُ، يَا دَاوُدَ، يَا مُوْسٰی، يَا يٰهٰا الرُّسُلُ، يَا يٰهٰا النَّبِیُّ، يَا يٰهٰا الرُّسُوْلُ یہ کلمات قیامت تک ایسے ہی پڑھے جائیں گے۔ جو شخص یا رسول اللہ (عَلَيْکَ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ) کا منکر ہے وہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے محبت نہیں رکھتا اور جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت نہ رکھے وہ ایمان دار نہیں کیونکہ محبت حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام ایمان ہے۔

اعتراض (۳)

یہ خود ساختہ درود ہے پہلے تو کبھی نہیں سنا۔

الجواب

صلوٰۃ و سلام والی آیت ہم نے نہیں بنائی قرآن پاک میں ہے۔ مخالفو! تم غلط کہتے ہو۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں اس طرح عرض کرتے تھے:

الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ يَا رَسُوْلَ اللہ

(نسیم الریاض، ج: ۳، ص: ۴۵۴)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مکہ شریف سے باہر گیا،

فَمَا اسْتَقْبَلَهُ جَبَلٌ "وَلَا شَجَرٌ" اِلَّا وَهُوَ یَقُوْلُ السَّلَامُ
عَلَیْکَ يَا رَسُوْلَ اللہ

تو جو بھی پہاڑ اور درخت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آتا، وہ عرض کرتا:

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

دو عالم کا آقا و مولیٰ بنا کر تمہیں حق نے بھیجا سلام ”علیک

یہ آواز ہر سمت سے آرہی ہے شہہ دین و دنیا سلام ”علیک

(قبالہ بخشش)

(ترمذی، ج: ۲، کتاب المناقب باب [فی قول علی فی استقبال کل جبل و شجر الخ] ۳۶۲۶،

ص: ۸۲۷، مشکوٰۃ، ص: ۵۴۰)

جو شخص صلوٰۃ و سلام نہ پڑھے وہ پہاڑ اور درختوں سے بھی گیا گزرا ہے۔

اعتراض نمبر ۴

اذان کے ساتھ صلوٰۃ و سلام چند سالوں سے سن رہے ہیں، یہ بریلویوں کی نئی ایجاد ہے۔

الجواب

اذان کے اول و آخر درود و سلام سے انکار بھی ہم چند سالوں سے سن رہے ہیں،

کئی سو سال پہلے کسی نے انکار نہیں کیا۔ تم نجدی، وہابی دیوبندی نئے پیدا ہوئے ہو جو صلوٰۃ و سلام سے روکتے ہو جو کہ اللہ تعالیٰ اور ملائکہ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا وظیفہ ہے اور مسلمانوں کو حکم ہے کہ ہمیشہ پڑھو۔

سلطان عادل صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمہ نے چھٹی صدی ہجری میں اپنے دور

حکومت میں حکم جاری کیا کہ اذان کے ساتھ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ پڑھا جائے۔ سلطان موصوف خود بھی بہت بڑے عالم دین تھے اور کئی سو سال کے

عرصہ میں ائمہ و بزرگان دین نے اس کا انکار نہیں کیا بلکہ تائید فرمائی۔

(کشف، ج: ۱، ص: ۷۸، القول البدیع، ج: ۱، ص: ۱۹۲، ۱۹۳، فتوحات الوہاب، ص: ۳۱۰)

در مختار، رد المختار، النہر الفائق، القول البدیع، طحاوی وغیرہا، کتب میں ہے کہ

اذان کے ساتھ صلوٰۃ و سلام بدعت حسنہ (اچھا نیا کام) اور کارِ ثواب ہے۔

(رد المختار، ج: ۱، ص: ۳۶۲، طحاوی، ص: ۱۱۴، در مختار، ج: ۱، ص: ۳۶۲، القول البدیع، ص: ۱۹۲، ۱۹۳)

اعتراض نمبر ۵

چلو پڑھ لیا کرو لیکن ذرا آہستہ پڑھا کرو۔

الجواب

اذان کے اول و آخر بلند آواز سے صلوٰۃ و سلام سنیوں کی پہچان اور نشانی ہو چکا ہے۔ جب کسی نیک عمل سے مانعین روکنے لگیں تو اس وقت مسلمانوں پر لازم ہوتا ہے کہ وہ نیکی سے منع کرنے والوں کی بات نہ مانیں بلکہ اس کا رنجیر کی پابندی کریں۔ لہذا ہم اذان کے ساتھ ضرور بلند آواز سے صلوٰۃ و سلام پڑھیں گے۔

حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَلَّى عَلَى صَلَاةٍ وَجَّهَ بِهَا شَهِدَ لَهُ كُلُّ حَجْرٍ وَ

مَدْرٍ وَرَطْبٍ وَيَابِسٍ

جس نے مجھ پر بلند آواز سے درود پڑھا، ہر پتھر اور ڈھیلا اور تر اور خشک اس کے

حق میں گواہی دے گا۔

(الحاوی للفتاویٰ للسیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ، ج: ۲، ص: ۴۱)

سُنی نے تو بلند آواز سے سپیکر میں درود پڑھا تو اس کے لیے اربوں کھربوں جنتی

ہونے کے گواہ بن گئے، لیکن نجدی، وہابی دیوبندی نے دنیا کے ہر اعلان کو سپیکر پر جائز قرار دیا
لیکن درود سے درد ہوا اور اپنے جنتی ہونے کا کوئی گواہ نہ بنا سکا۔ قسمت اپنی اپنی، نصیب اپنا اپنا۔

مومنو پڑھتے نہیں کیوں اپنے آقا پر درود

ہے فرشتوں کا وظیفہ الصلوٰۃ والسلام



باب نمبر 23

انگوٹھے چومنے کا ثبوت

وہی آنکھ جو اُن کا منہ تکے وہی لب جو محو ہوں نعت کے
وہی سر جو اُن کے لیے جھکے وہی دل جو ان پہ نثار ہے
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ
غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ
وَسَاءَ ثَمَاصِيرًا O (پ: ۵، ع: ۱۴)

اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں
کی راہ سے جدا راہ چلے، ہم اسے اسکے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں
داخل کریں گے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی۔ (کنز الایمان)

حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام پاک اذان میں سن کر انگوٹھے
یا شہادت کی انگلیاں چوم کر آنکھوں سے لگانا جائز و مستحب اور باعث رحمت و برکت ہے۔
اس کے جواز پر بہت زیادہ دلائل موجود ہیں۔ اگر کوئی دلیل نہ بھی ہو تو منع پر شرع سے دلیل
نہ ہونا جواز کے لئے دلیل کافی ہے۔

انگوٹھے چومنے کے متعلق سیدنا صدیق اکبر، سیدنا امام حسن اور سیدنا خضر علیہم
الرضوان سے احادیث مروی ہیں:

(1) دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

کیا کہ جب انہوں نے موزن کو اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ کہتے سنا تو یہ پڑھا:
اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَ
بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ ﷺ نَبِيًّا ط

اور دونوں کلمے کی انگلیوں کے پورے نیچے کی جانب سے چوم کر آنکھوں سے
لگائے۔ اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ فَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ خَلِيلِي فَقَدْ حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي۔

جو شخص ایسا کرے جیسا میرے پیارے نے کیا اس کے لیے میری شفاعت حلال
ہوگئی۔ (المقاصد الحسنہ، ص: ۳۸۴، از علامہ سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ)

(2) حضرت سیدنا خضر علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت ہے کہ وہ ارشاد
فرماتے ہیں:

جو شخص موزن سے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ سن کر کہے:

مَرْحَبًا بِحَبِيبِي وَقُرَّةَ عَيْنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ

ثُمَّ يَقْبَلُ ابْنَاهَا مَعَهُ وَيَجْعَلُهُمَا عَلَى عَيْنَيْهِ لَمْ يَرْمُذْ اَبَدًا۔

پھر دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے، اس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں۔

(المقاصد الحسنہ، ص: ۳۸۴)

حضرت سیدنا امام حسن علی جدہ الکریم وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا:

(3)

جو شخص موزن کو اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ کہتے سن کر یہ دعا پڑھے:

مَرْحَبًا بِحَبِيبِي وَقُرَّةَ عَيْنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ

يُقْبَلُ ابْنَاهَا مِيه وَيَجْعَلُهُمَا عَلَى عَيْنَيْهِ لَمْ يَغْم وَلَمْ يَرْمُ
أَبْدًا

اور اپنے انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے نہ کبھی اندھا ہو اور نہ آنکھیں دکھیں۔

(المقاصد الحسنہ، ص: ۳۸۴)

(4) رَوَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ مَنْ سَمِعَ اسْمِي فِي الْإِذَانِ
وَوَضَعَ ابْنَاهَا مِيه عَلَى عَيْنَيْهِ فَأَنَا طَالِبُهُ فِي صُفُوفِ
الْقِيَمَةِ وَقَائِدُهُ إِلَى الْجَنَّةِ.

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا، جو شخص میرا
نام اذان میں سنے اور اپنے انگوٹھے (چوم کر) آنکھوں پر رکھے تو میں اسے قیامت کی صفوں
میں تلاش کروں گا اور اسے اپنے پیچھے پیچھے جنت میں لے جاؤں گا۔

(صلوٰۃ مسعودی، ج: ۲، ص: ۸۷، جامع الرموز، ج: ۱، ص: ۱۲۵)

آنکھوں کا تارا نام محمد

دل کا اجالا نام محمد ﷺ

(5) شرح نقایہ میں ہے:

خبردار رہو بے شک مستحب ہے کہ جب اذان میں پہلی بار اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا
رَّسُولُ اللّٰهِ سُنَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کہے اور دوسری بار قُرْءُ عَیْنِی
بِکَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کہے پھر انگوٹھوں کے ناخن آنکھوں پر رکھ کر کہے اَللّٰهُمَّ مَتَّعْنِیْ
بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ ط

فَإِنَّهُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ لَهُ قَائِدًا
إِلَى الْجَنَّةِ.

تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے پیچھے پیچھے اسے جنت میں لے جائیگے
(ایسا ہی کنز العباد میں ہے)۔
(ردالمحتار، ج: ۱، ص: ۲۹۳)

(6) جب حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام جنت میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے مشتاق ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا
رخ پر نور حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں میں مثل آئینہ ظاہر
فرمایا تو حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر آنکھوں سے
لگایا۔ پس یہ سنت ان کی اولاد میں جاری ہوئی۔ پھر جب جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ قصہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا:

مَنْ سَمِعَ اسْمِي فِي الْاَذَانِ فَقَبَّلَ ظَفْرِي ابْنَهَا مَيْهٍ وَمَسَحَ
عَلَى عَيْنَيْهِ لَمْ يَغْمِ اَبَدًا

جو شخص اذان میں میرا نام سنے اور اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر آنکھوں
سے لگائے وہ کبھی اندھا نہ ہوگا۔
(روح البیان، ج: ۷، ص: ۲۲۹)

اعتراض

انگوٹھے چومنے والی حدیث صحیح نہیں لہذا اس پر عمل نہیں کرنا چاہیے۔

جواب

صحت حدیث کے انکار سے اس کے حسن ہونے کی نفی نہیں ہوتی پھر اسے محض
باطل اور موضوع ٹھہرانا تو سراسر جہالت ہے۔ صحیح اور موضوع کے وسط میں بہت اقسام

حدیث ہیں۔ اگر حدیث ضعیف بھی ہو فضائل اعمال میں معتبر ہے۔

فتح المبین مولفہ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ (ص: ۳۶) میں ہے:

اتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلَى جَوَازِ الْعَمَلِ بِالْحَدِيثِ الضَّعِيفِ
فِي فَضَائِلِ الْأَعْمَالِ (منیر العینین از اعلیٰ حضرت بریلوی)

یعنی تمام علماء نے اس پر اتفاق کیا کہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا جائز ہے۔ وضو کے اعضاء دھوتے ہوئے دعائیں پڑھنا، وضو میں گردن کا مسح کرنا اور نماز ادا بین کا ثبوت ضعیف حدیثوں سے ہے مگر فقہاء انہیں مستحب لکھتے ہیں۔ وہابی دیوبندی بھی ان اعمال میں کوشش کرتے ہیں۔ اس وقت انہیں ضعیف حدیث مضر نہیں ہوتی لیکن حضور اکرم نبی محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا پیارا نام سن کر انگلوٹھے چومنے کو ناجائز اور شرک بتاتے ہیں۔

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب ﷺ

اس بڑے مذہب پہ لعنت کیجئے

ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ موضوعات کبیر (ص: ۲۱۰) میں فرماتے ہیں:

قُلْتُ وَإِذَا ثَبِتَ رَفْعُهُ إِلَى الصَّدِيقِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فَيَكْفَى
لِلْعَمَلِ بِهِ لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي
وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ۔

میں نے کہا اور جب اس حدیث کا رفع حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک ثابت ہوا تو اس کا ثبوت عمل کے لیے کافی ہے کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ تم پر میری سنت اور میرے خلفائے راشدین کی سنت لازم ہے۔

اعتراض

حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اگر نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم انگوٹھوں کے ناخنوں میں دیکھ کر چوما تھا تو تم کونسا نور دیکھتے ہو جو چومتے ہو، چومنے کی جو وجہ وہاں تھی یہاں نہیں ہے۔

جواب

سعی، رمی اور رمل میں جو وجہ وہاں تھی یہاں نہیں ہے، آج تم حج میں یہ کام کیوں کرتے ہو؟

حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے فرزند حضرت اسمعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے پانی کی تلاش میں صفا و مروہ کے درمیان دوڑی تھیں۔ اب کہاں پانی کی تلاش ہے؟ تم حج میں صفا و مروہ کے درمیان کیوں دوڑتے ہو؟

حضرت ابراہیم و اسمعیل علیہما الصلوٰۃ والسلام نے قربانی کے لیے جاتے ہوئے راستے میں تین جگہ شیطان کو کنکر مارے، تم اب وہاں کنکر کیوں مارتے ہو کیا آپ کو شیطان دھوکا دیتا نظر آتا ہے؟

کفار مکہ پر قوت کے اظہار کے لیے مسلمانوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم فرمایا کہ طواف میں اکڑ کر کندھے ہلاتے ہوئے چلو۔ اب طواف قدوم میں مرد رمل کیوں کرتے ہیں؟ یعنی اکڑ کر کیوں چلتے ہیں؟

حضرات انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعض اعمال ایسے مقبول ہو جاتے ہیں کہ ان کی یادگار باقی رکھی جاتی ہے اگرچہ وہ ضرورت باقی نہ رہے۔

یہاں بھی حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یادگار قائم رکھنے کے لیے ہم انگوٹھے

چومتے ہیں اگرچہ ہمیں نور نظر نہیں آتا۔ نیز حضرت آدم و حضرت حوا علیہما الصلوٰۃ والسلام جب جنت سے باہر تشریف لائے تو جنتی لباس اتار لیا گیا صرف ناخنوں میں جنتی لباس رہ گیا۔ ہم اس لیے بھی ناخن چومتے ہیں کہ ہو سکتا ہے جنتی لباس چومنے کی برکت سے جنت مل جائے۔

آنکھوں کا تارا نام محمد
دل کا اجالا نام محمد
پوچھے گا مولیٰ لایا ہے کیا کیا
میں یہ کہوں گا نام محمد
(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)



باب نمبر 24

نماز کے متعلق ضروری مسائل

امام کے پیچھے قرات منع ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ○

(پ: ۹، ع: ۱۳)

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو۔

(کنز الایمان)

(وہابیہ کے امام ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ یہ آیت ”نماز فرض“ کی قرات کے متعلق

نازل ہوئی ہے، فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۲۳، ص ۲۶۹)

اس آیت سے پتہ چلا کہ امام کے پیچھے مقتدی کو قرات کرنا منع ہے خواہ امام بلند

آواز سے قرات کرے یا آہستہ۔ اگر مقتدی پر سورہ فاتحہ پڑھنا فرض ہوتا تو رکوع میں مل

جانے سے اس کو رکعت نہ ملتی۔

(آئمہ تفسیر بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت نماز میں قرات کی بابت نازل ہوئی۔ تفسیر

کبیر، ج: ۴، ص: ۵۰، روح البیان، ج: ۲، ص: ۲۸۰)

احادیث شریفہ

(1) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا قَرَأَ

فَانصِتُوا (نسائی، ج: ۱، ص: ۱۰۷، ابن ماجہ، ص: ۶۱، مشکوٰۃ، ص: ۸۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ امام اسی لیے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے۔ تو جب امام تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قرأت کرے تو تم چپ رہو۔

(2) عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ فَقَرَأَ آةً أَوْ إِمَامٌ لَهُ قَرَأَ آةً

(ابن ماجہ، ص: ۶۱، طحاوی، ج: ۱، ص: ۱۰۶، دارقطنی، ج: ۱، ص: ۳۲۳، موطاً امام

محمد، ص: ۹۸، مسند امام احمد، ج: ۳، ص: ۳۳۹، کتاب الآثار، ج: ۸، ص: ۱۷۰)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا گیا، فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جس شخص کا امام ہو تو امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح بخاری میں فرمایا کہ اس حدیث کو صحابہ کرام کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے (۱) ان میں حضرت علی، ابن عبد اللہ، ابن عمر، ابوسعید خدری، ابو ہریرہ، ابن عباس اور انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔ اور اسی (۸۰) صحابہ کرام نے امام کے پیچھے قرأت کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ان میں سے حضرت علی، حضرت عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔

(عمدة القاری، ج: ۶، ص: ۱۳)

(3) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا:

(۱) یہی وہابیہ کے امام ابن تیمیہ نے اسی حدیث بالا کی شرح میں لکھا ہے۔ دیکھیے فتاویٰ ابن تیمیہ ج: ۱،

مَنْ صَلَّى خَلْفَ الْإِمَامِ كَفَّتْهُ قِرَاءَتُهُ

جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قرات اسے کافی ہے۔

(موطا امام محمد، ص: ۷۹)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا:

(4)

مَنْ صَلَّى رَكْعَةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِإِمِّ الْكِتَابِ فَلَمْ يُصَلِّ إِلَّا

وَرَاءَ الْإِمَامِ

جس نے رکعت پڑھی اور اس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی تو اس کی نماز نہ ہوئی مگر امام

کے پیچھے ہو تو (بغیر فاتحہ) ہو جائے گی۔

(ترمذی، ج: ۱، کتاب الصلوٰۃ باب [ما جاء في ترك القراءة خلف الإمام إذا جهر الإمام

الخ، ۳۱۳، ص: ۸۶]، موطا امام مالک، ص: ۲۸، طحاوی)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

(5)

لَيْتَ الَّذِي يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ مَلِيٌّ فَوْهُ تَرَاباً

کاش امام کے پیچھے قرات کرنے والے شخص کے منہ میں مٹی بھردی جائے

(طحاوی، ج: ۱، ص: ۱۲۹)

چند احادیث درج کی گئیں، اور بھی بہت سی احادیث سے ثابت ہے کہ مقتدی کو قرات منع ہے۔

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری، خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، حضرت خواجہ فرید

الدین گنج شکر، خواجہ عثمان ہارونی، حضرت بہاؤ الدین نقشبند بخاری، حضرت عبدالحق محدث دہلوی

اور مجدد دین و ملت امام اہلسنت اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خاں بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم امام کے

پیچھے قرآن نہ پڑھ کر ولی بن گئے تو جو ان کی مخالفت کرے وہ کامیاب کیسے ہوگا؟

آمین آہستہ کہنا چاہیے

آمین دعا ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قَدْ أَجْنَبْتُ دُعَوْتُكُمَا
(پ: ۱۱، ع: ۱۳)
تم دونوں کی دعا قبول ہوئی۔

تفاسیر میں ہے کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام دعا مانگ رہے تھے اور حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام آمین کہہ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے دَعَوْتُکُمَا فرمایا یعنی دونوں کی دعا۔ ثابت ہوا آمین کہنا دعا ہے۔

قَالَ عَطَاءٌ "أَمِينَ دُعَاءٌ"

حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آمین دعا ہے۔

(بخاری، ج: ۱، ص: ۱۰۷)

دعا آہستہ ہونی چاہیے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ۝

(پ: ۸، ع: ۱۳)

اپنی طرف سے دعا کرو گڑ گڑاتے اور آہستہ، بیشک حد سے بڑھنے والے اسے

(کنز الایمان)

پسند نہیں۔

احادیث مبارکہ

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ رسول

اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(1) إِذَا قَالَ الْإِمَامُ غَيْرَ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ فَقُولُوا آمِينَ فَمَنْ وَافَقَ قَوْلَهُ قَوْلَ الْمَلَكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔

جب امام غیر الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ کہے تو تم آمین کہو۔ پس جس شخص کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگی اس کے پہلے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

(بخاری، ج: ۱، ص: ۱۰۸، مسلم، ج: ۱، ص: ۱۷۶، مسند امام احمد، ج: ۲، ص: ۲۳۳،

نسائی، ج: ۱، ص: ۱۰۷، دارمی، ج: ۱، ص: ۲۲۸، صحیح ابن خزیمہ، ج: ۱، ص: ۲۸۱)

فرشتے آمین آہستہ کہتے ہیں۔ ہم نے ان کی آمین آج تک نہیں سنی۔ ان کی موافقت اسی وقت ہوگی جب ہم آہستہ آمین کہیں گے۔ وہابی چیخ کر آمین کہتے ہیں، وہ فرشتوں کی مخالفت کرتے ہیں۔

(2) حضرت علقمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بن وائل اپنے باپ سے روایت فرماتے ہیں

کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تو جب نبی اکرم صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ پر پہنچے قَالَ آمِينَ

وَخَفَضَ بِهَا صَوْتَهُ آپ نے آمین کہا اور آمین کے ساتھ اپنی آواز آہستہ فرمائی۔

(ترمذی، ج: ۱، کتاب الصلوٰۃ، باب ماجاء فی التَّأْمِينِ، ص: ۶۹، بیہقی، ج: ۲، ص: ۵۷، دارقطنی، ج: ۲، ص: ۲۳۴)

(3) حضرت ابراہیم نخعی، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں

کہ انہوں نے فرمایا:

أَرْبَعٌ "يُخَفِّيهِنَّ إِلَّا مَامُ التَّعَوُّذِ وَبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ
الرَّحِيمِ" وَآمِينَ وَاللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ

امام چار چیزوں کو آہستہ پڑھے (۱) اَعُوْذُ بِاللّٰهِ (۲) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ
الرَّحِيْمِ۔ (۳) آمین (۴) اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ

(ابن جریر، کنز العمال، ج: ۸، ص: ۲۷۴)

رفع یدین منع ہے

صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ نماز میں تکبیر اولیٰ کے علاوہ رفع یدین کرنا منع
ہے۔ رکوع سے پہلے اور بعد رفع یدین کرنے والی حدیثیں منسوخ ہیں۔ علامہ بدرالدین
عینی شارح بخاری فرماتے ہیں:

إِنَّهُ كَانَ فِي يَدَيْهِ الْإِسْلَامُ ثُمَّ نُسِخَ

(عمدة القاری شرح بخاری، ج: ۵، ص: ۲۷۲)

یعنی رفع یدین شروع اسلام میں تھا پھر منسوخ ہو گیا۔

حدیث (۱)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا كَبَّرَ لِفَتْحِ الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى
يَكُونَ ابْهَامَاهُ قَرِيبًا مِّنْ شَحْمَتَيْ أُذُنَيْهِ ثُمَّ لَا يَعُوْذُ

(طحاوی، ج: ۱، ص: ۱۳۲، ابوداؤد، ج: ۱، ص: ۱۰۹، دارقطنی، ج: ۱، ص: ۲۹۴)

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب نماز شروع فرمانے کے لیے تکبیر کہتے تو
اپنے مبارک ہاتھوں کو اٹھاتے یہاں تک کہ آپ کے دونوں انگوٹھے کانوں کی لوتک قریب

ہو جاتے۔ پھر پوری نماز میں رفع یدین نہ فرماتے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، ج: ۱، ص: ۲۳۶)

حدیث (2)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

أَلَا أُصَلِّي بِكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَصَلَّى فَلَمْ يَرْفَعْ
يَدَيْهِ إِلَّا مَرَّةً وَاحِدَةً

(نسائی، ج: ۱، ص: ۷۱، ابوداؤد، ج: ۱، ص: ۱۰۹، ترمذی، ج: ۱، کتاب الصلوٰۃ، باب ما جاء

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَرْفَعْ إِلَّا فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ، ج: ۱، ص: ۲۵۷، ص: ۷۱)

کیا میں تمہارے سامنے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نماز جیسی نماز نہ

پڑھوں! پس آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھی تو صرف ایک (بار شروع نماز میں) ہاتھ

اٹھائے۔ یعنی شروع نماز کے علاوہ رفع یدین نہ فرمایا۔

یہ دیکھ کر کسی صحابی نے اس کا انکار نہیں کیا۔ (رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ)

حدیث (3)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

إِنَّ الْعَشْرَةَ الْمُبَشِّرَةَ مَا كَانُوا يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ إِلَّا فِي
افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ

(عمدة القاری، ج: ۵، ص: ۲۷۲)

بے شک عشرہ مبشرہ علیہم الرضوان رفع یدین نہیں کرتے تھے مگر نماز شروع کرتے

وقت۔ (یہی مفہوم دیکھیے شرح سفر سعادت، ص: ۶۶)

عشرہ مبشرہ وہ دس صحابہ علیہم الرضوان ہیں جنہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

جنتی ہونے کی خوشخبری دے دی تھی ان کے اسماء درج ذیل ہیں:

- (۱) حضرت ابوبکر صدیق (۲) حضرت عمر فاروق (۳) حضرت عثمان غنی
- (۴) حضرت علی المرتضیٰ (۵) حضرت طلحہ (۶) حضرت زبیر (۷) حضرت
- عبدالرحمن بن عوف (۸) حضرت سعد بن ابی وقاص (۹) حضرت سعید بن زید
- (۱۰) حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہم

وہ دسوں جن کو جنت کا مژدہ ملا

اس مبارک جماعت پہ لاکھوں سلام

حدیث (4)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو مسجد حرام میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور وہ رکوع میں جا پتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرتا تھا تو آپ نے فرمایا:

لَا تَفْعَلْ إِنَّهُ شَيْءٌ قَدْ تَرَكَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَعْدَ مَا فَعَلَهُ

ایسا نہ کرو، بے شک یہ ایسا فعل ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے

پہلے کیا بعد میں چھوڑ دیا۔ (عمدة القاری، ج: ۵، ص: ۲۷۳)

یادِ رخ میں آہیں کر کے بن میں میں رویا آئی بہار

جھو میں نسیمیں نیساں برسا کلیاں چٹکیں مہکی شاخ

نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنے کا ثبوت

یاد گیسو ذکر حق ہے آہ کر

دل میں پیدا لام ہو ہی جائے گا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(1) **فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا**

(پ: ۲، ع: ۹)

تو اللہ کا ذکر کرو جیسے اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے تھے بلکہ اس سے زیادہ۔

(کنز الایمان)

(2) **فَإِذَا قُضِيَتْ الصَّلَاةُ فَاذْكُرُوا اللَّهَ**

(پ: ۵، ع: ۱۲)

پھر جب تم نماز پڑھ چکو تو (فوراً) اللہ کی یاد کرو (ذکر کرو) (کنز الایمان)

لہذا فرض نماز کے بعد بلند آواز سے کلمہ شریف یاد رو پاک پڑھنا جائز بلکہ بہتر ہے۔

یہ آیت اس کا ماخذ ہے۔

حدیث (1)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا سَلَّمَ مِنْ صَلَاتِهِ يَقُولُ بِصَوْتِهِ
الْأَعْلَى لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ
وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ الخ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب اپنی نماز سے سلام پھیرتے تو بلند آواز

(مسلم، مشکوٰۃ: ص: ۸۸)

سے فرماتے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ۔ الخ

لہذا فرض نماز کے فوراً بعد بلند آواز سے کلمہ شریف پڑھنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔

حدیث نمبر (2)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

ان رَفَعَ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ حِينَ يَنْصَرِفُ النَّاسُ مِنَ
الْمَكْتُوبَةِ كَانَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ

بے شک فرض نماز سے فارغ ہو کر بلند آواز سے ذکر کرنا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وآلہ وسلم کے زمان برکت نشان میں جاری تھا۔

(بخاری، ج: ۱، ص: ۱۱۶، صحیح مسلم، ج: ۱، ص: ۲۱۷، مشکوٰۃ، ص: ۸۸)

حدیث نمبر (3)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

كُنْتُ أَعْرِفُ انْقِضَاءَ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِالْتَّكْبِيرِ

میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کا ختم ہوتا، اللہ اکبر کہنے، (بلند
آواز سے ذکر کرنے) سے معلوم کرتا تھا۔

(بخاری، ج: ۱، ص: ۱۱۶، مسلم، ج: ۱، ص: ۲۱۷، مشکوٰۃ، ص: ۸۸)

قَالَ عِيَاضٌ "إِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ كَانَ لَمْ يَحْضُرِ الْجَمَاعَةَ لَا
نَه كَانَ صَغِيرًا مِّنْ لَا يُوَاطِبُ عَلَى ذَلِكَ

(لمعات شرح مشکوٰۃ، ص: ۸۸)

عیاض نے فرمایا کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جماعت میں حاضر نہیں ہوتے
تھے کیونکہ آپ بچے تھے جماعت کی پابندی نہیں کر سکتے تھے۔

باغ میں شکر و صل تھا ہجر میں ہائے ہائے گل
کام ہے ان کے ذکر سے خیر وہ یوں ہوا کہ یوں

اعتراض

نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنے سے کئی نمازیوں کی نمازوں میں خلل آتا ہے، اس لیے یہ ذکر ناجائز ہے۔

جواب

جس شخص نے جماعت کے ساتھ نماز نہیں پڑھی غلطی اسی کی ہے نہ کہ ذکر کرنے والوں کی۔ وہ تو اپنے وقت پر سنت کے مطابق ذکر کرتے ہیں۔ خلل اس صورت میں منع ہے کہ پہلے سے کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو اس کے پاس آ کر بلند آواز سے ذکر کرنا شروع کر دیا جائے۔ ایک تارک جماعت کے لیے پوری جماعت کی سنت چھروانا کہاں کی عقلمندی ہے!

اذان، اقامت، درس، وعظ اور تکبیرات تشریق سے ایسے لوگوں کی نمازوں میں خلل کیوں نہیں آتا؟ لہذا ان کی خاطر یہ کام ہرگز نہیں چھوڑے جائیں گے۔ سنت واجب اپنے وقت پر ادا ہوں گے۔ بے وقت آنے والوں کو تنبیہ ہوگی کہ وہ وقت پر آئیں۔

ذکر روکے فضل کاٹے نقص کا جو یاں رہے

پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی ﷺ

نماز میں سپیکر لگانا ناجائز ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافُتُ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا ۝

(پ: ۱۵، ع: ۱۲)

اور اپنی نماز نہ بہت آواز سے پڑھو نہ بالکل آہستہ اور ان دونوں کے بیچ میں راستہ چاہو۔ (کنز الایمان)

اس آیت کریمہ کے تحت حکیم الامت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں ”لہذا لاؤڈ سپیکر پر نماز پڑھانی منع ہے۔ کیونکہ اس میں ضرورت سے زیادہ اونچی آواز نکلتی ہے جو کہ نماز میں ممنوع ہے۔“ (حاشیہ کنز الایمان)

نماز میں مکبر بنانا سنت ہے

بخاری و مسلم میں ہے:

يُسْمِعُ أَبُو بَكْرٍ النَّاسَ التَّكْبِيرَ۔ (مسلم، ج: ۱، ص: ۲۲۹)

یعنی رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اقتدا میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو تکبیریں سنا رہے تھے۔

مکبر کے لیے ضروری ہے کہ وہ مکلف (عقل و بالغ)، پرہیزگار اور نماز میں شریک ہو۔ سپیکر میں ان میں سے کوئی صفت بھی نہیں پائی جاتی۔ لہذا جو سپیکر کی آواز پر نماز پڑھے اس کی نماز نہ ہوگی۔ کیونکہ سپیکر خارج از نماز ہے۔ خارج از نماز کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔

نماز میں سپیکر لگانا بدعتِ سیئہ ہے

جس نئے نیک کام کی اصل شریعت میں موجود ہو اسے بدعت حسنہ کہتے ہیں۔

اس سے شریعت و سنت کو مضبوطی حاصل ہوتی ہے جیسے اذان کے ساتھ صلوٰۃ و سلام پڑھنا۔

اور جو نیا کام سنت کے خلاف ہو اور نیکی سمجھ کر کیا جائے اسے بدعت سیئہ کہتے

ہیں۔ اس سے سنت کی جڑ اکھڑ جاتی ہے۔ سپیکر کے ذریعے نماز پڑھانا کتاب و سنت کے خلاف ہے لہذا یہ بدعت سیئہ ہے۔

خیر و برکت بڑے علماء کے ساتھ ہے

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(کنوز الحقائق)

الْبَرَکَةُ مَعَ اکَابِرِ کُمِ اَهْلِ الْعِلْمِ

مفتی اعظم ہند شہزادہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل، صدر الشریعہ، محدث کچھوچھو شریف، ملک العلماء محمد ظفر الدین بہاری، مفتی احمد یار خاں نعیمی، قطب عالم محدث اعظم پاکستان علامہ محمد سردار احمد، مفتی اعظم پاکستان سید ابوالبرکات، علامہ محمد عبدالغفور ہزاروی، محدث امر و ہوی علامہ محمد خلیل کاظمی، صاحبزادہ سید جماعت علی شاہ، سید محمد حسین، مناظر اسلام مولانا محمد اچھروی وغیرہم اکابر علماء نماز میں لاؤڈ سپیکر کے استعمال کو ناجائز فرماتے ہیں۔ (رَجَمَهُمُ اللّٰهُ وَتَقَعْنَا اللّٰهُ تَعَالٰی بِبَرَکَاتِهِمْ)

(مزید تفصیل کے لیے کتاب ”نماز میں لاؤڈ سپیکر کا استعمال“ از مولانا حسن علی رضوی میلسی کا

مطالعہ فرمائیں)

بیٹھ کر اقامت سننے کا مسئلہ

اقامت میں مقتدی اور امام کو حجتی علی الفلاح پر کھڑا ہونا مستحب اور اس سے پہلے

کھڑا ہونا مکروہ ہے۔

حدیث

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

إِذَا أُقِيِمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَقُومُوا حَتَّى تَرَوْنِي۔

جب نماز کے لیے اقامت کہی جائے تو اس وقت تک کھڑے نہ ہو جب تک مجھے دیکھ نہ لو۔

(بخاری، ج: ۱، ص: ۸۸، شرح مسلم نووی، ج: ۱، ص: ۲۲۱، مشکوٰۃ، ص: ۶۷، ترمذی،

ج: ۱، کتاب الصلوٰۃ باب کراہیۃ ان ینظر الناس الامام الخ: ۵۹۲، ص: ۱۵۳)

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا
قَالَ بِلَالٌ "قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ نَهَضَ فَكَبَّرَ

”جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ قد قامت الصلوٰۃ کہنے لگے تو رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھ کھڑے ہوتے۔ پھر اللہ اکبر کہتے۔“

(مسند البزار، ج: ۸، ص: ۲۹۸، مجمع الزوائد، ج: ۲، ص: ۱۰۶، کنز العمال، ج: ۷، ص: ۵۴،

السنن الکبریٰ، ج: ۲، ص: ۲۲، اعلیٰ السنن، ج: ۴، ص: ۳۲۶)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریقہ

وَكَانَ أَنَسٌ "رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى يَقُومُ إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ قَدْ
قَامَتِ الصَّلَاةُ وَبِهِ قَالَ أَحْمَدُ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى

(نووی شرح مسلم، ج: ۱، ص: ۲۲۱، عمدۃ القاری، ج: ۵، ص: ۱۵۳)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت کھڑے ہوتے جب مؤذن قَدْ قَامَتِ

الصَّلَاةُ کہتا۔ حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی قول ہے۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول مبارک

وَعَنْ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى يَقُومُونَ إِذَا قَالَ حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ

(شرح مسلم، ج: ۱، ص: ۲۲۱، فتح الباری، ج: ۲، ص: ۲۲۰، عمدۃ القاری، ج: ۵، ص: ۱۵۳)

حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگ اس وقت کھڑے ہوں جب

مکبر حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ کہے۔

شروع اقامت میں کھڑا ہونا مکروہ ہے

وَفِي الْمُصَنَّفِ كَرِهَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ أَنْ يَقُومَ حَتَّى يَقُولَ

الْمُؤَذِّنُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ

(یعنی شرح بخاری (عمدۃ القاری) ج: ۵، ص: ۱۵۳)

مصنف (عبدالرزاق) میں ہے کہ حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکبر

کے قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ کہنے سے پہلے کھڑے ہونے کو مکروہ جانتے تھے۔

وَإِذَا أَخَذَ الْمُؤَذِّنُ فِي الْأَقَامَةِ وَدَخَلَ رَجُلٌ الْمَسْجِدَ

فَإِنَّهُ يَقْعُدُ وَلَا يَنْتَظِرُ قَائِمًا فَإِنَّهُ مَكْرُوهٌ كَمَا فِي

الْمُضْمَرَاتِ قَهْشَتَانِي وَيُفْهَمُ مِنْهُ كَرَاهَةُ الْقِيَامِ ابْتِدَاءً

الْأَقَامَةِ وَالنَّاسُ عَنْهُ غُفْلُونَ (طحاوی، ص: ۱۵۱)

جب اقامت کہنے والا اقامت شروع کرے اور کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو

بیشک وہ بیٹھ جائے اور کھڑے ہو کر انتظار نہ کرے کیوں کہ یقیناً یہ مکروہ ہے جیسے مضمرات

میں ہے۔ قہستانی نے اسے ذکر کیا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اقامت کے شروع میں کھڑا ہونا

مکروہ ہے اور لوگ اس سے غافل ہیں۔

(کنز الدقائق، نور الایضاح، تنویر الابصار ص: ۳۵۲، در مختار ج: ۱، ص: ۳۷۲ و شامی وغیرہا کتب میں بھی تصریح موجود ہے کہ اقامت میں حتیٰ علی الفلاح پر کھڑا ہونا مستحب ہے۔)
(مالا بدمنہ، ص: ۴۰، کنز الدقائق، ص: ۲۲، عینی شرح کنز الدقائق، ص: ۳۱، بحر الرق، ج: ۱، ص: ۳۲۱، تبیین الحقائق، ج: ۱، ص: ۱۰۸، اشعۃ اللمعات، ج: ۱، ص: ۳۲۱، رد المختار ج: ۱، ص: ۳۲۲، فتاویٰ عالمگیری، ج: ۱، ص: ۷۷، نور الایضاح، ص: ۷۲)

تراویح بیس (۲۰) رکعت سنت ہیں

سنت حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:

**أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً
سِوَى الْوُتْرِ**

بیشک نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رمضان شریف میں ہمیشہ بیس (۲۰) رکعت (تراویح) پڑھتے تھے وتر کے علاوہ۔

(معجم طبرانی کبیر، ج: ۱۱، ص: ۳۹۳، بیہقی، ج: ۲، ص: ۴۹۶، مصنف ابن ابی شیبہ، ج: ۲، ص: ۳۹۴)

سنت صحابہ علیہم الرضوان

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

قَالَ كُنَّا نَقُومُ فِي عَهْدِ عُمَرَ بِعِشْرِينَ رَكْعَةً وَالْوُتْرَ

(بیہقی باسناد صحیح)

ہم (صحابہ علیہم الرضوان) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں بیس

رکعت تراویح اور وتر پڑھتے تھے۔ (سنن کبریٰ، ج: ۲، ص: ۴۹۶)

حضرت ابو عبد الرحمن سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ دَعَا الْقُرْآنَ فِي رَمَضَانَ وَأَمَرَ رَجُلًا يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ خُمُسَ تَرْوِيحَاتٍ عِشْرِينَ رَكْعَةً وَكَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ يُؤْتِرِبِهِمْ.

(بیہقی، سنن کبریٰ، ج: ۲، ص: ۴۹۶)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رمضان شریف میں قاریوں کو بلایا۔ پھر ایک شخص کو حکم دیا کہ لوگوں کو پانچ ترو تک، بیس رکعتیں پڑھاؤ۔ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں وتر پڑھاتے تھے۔

كَانَ (عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ) يُصَلِّي عِشْرِينَ رَكْعَةً وَيُؤْتِرِبِثَلَاثَ

(مختصر قیام اللیل، ص: ۱۵۷)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیس (۲۰) رکعت (تراویح) اور

تین (۳) وتر پڑھتے تھے۔ (عمدة القاری شرح البخاری)

اجماع اُمت

مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الباری شرح نقایہ میں فرماتے ہیں:

فَصَارَ أَجْمَاعًا لَمَّا رَوَى الْبَيْهَقِيُّ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ كَانُوا يُقِيمُونَ عَلَى عَهْدِ عُمَرَ وَعَلَى عَهْدِ عُثْمَانَ وَعَلَى عِشْرِينَ رَكْعَةً

بیس رکعت تراویح پر مسلمانوں کا اجماع ہے کیونکہ بیہقی نے صحیح اسناد سے روایت

کی، صحابہ کرام اور سارے مسلمان حضرت عمر و عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ میں بیس (۲۰) رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے۔ (شرح نقایہ، ج: ۲، ص: ۲۴۱)

ترمذی شریف میں ہے:

وَ أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمَاءِ عَلَى مَا رَوَى عَنْ عَلِيٍّ وَ عُمَرَ وَ غَيْرِهِمَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ عَشْرِينَ رَكْعَةً وَ هُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَ ابْنِ الْمُبَارَكِ وَ الشَّافِعِيِّ وَ قَالَ الشَّافِعِيُّ هَكَذَا أَذْرَكْتُ بِبَلَدِ مَكَّةَ يُصَلُّونَ عَشْرِينَ رَكْعَةً

اور اکثر علما کا عمل اسی پر ہے جو حضرت عمر و علی رضی اللہ عنہما و دیگر صحابہ کرام سے منقول ہے یعنی بیس رکعت تراویح اور یہ ہی سفیان ثوری، ابن مبارک اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا فرمان ہے اور امام شافعی نے فرمایا کہ ہم نے مکہ والوں کو بیس (۲۰) رکعت تراویح پڑھتے پایا۔ مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ میں اب بھی بیس رکعت تراویح پڑھی جاتی ہیں۔ وہاں نجدی وہابی بھی بیس (۲۰) رکعت ہی پڑھتے ہیں۔ یہاں کے وہابی آٹھ تراویح پڑھ کر اپنے بڑے وہابیوں کی بھی مخالفت کرتے ہیں اور بیس (۲۰) رکعت تراویح کو شرک و بدعت بتاتے ہیں۔ انہیں چاہیے کہ پہلے اپنے بڑوں (وہابیوں) پر مشرک و بدعتی ہونے کا فتویٰ لگائیں، پھر ہم سے بات کریں۔

بیس (۲۰) رکعت تراویح عقل کے مطابق ہیں

(۱) تراویح، تَرْوِیْحَةٌ کی جمع ہے، ترویجہ ہر چار رکعت کے بعد کچھ دیر بیٹھ کر راحت کرنے کو کہتے ہیں۔ اگر تراویح آٹھ رکعت ہوں تو بیچ میں ایک ترویجہ ہوگا۔ اس صورت میں ان کا نام ترویجہ یا ترویجتان ہونا چاہیے۔ جمع کا اطلاق کم از کم تین پر ہوتا ہے۔

لہذا تراویح بیس (۲۰) رکعتیں ہیں۔ آٹھ رکعتوں کو تراویح کہنا ہی غلط ہے۔

(2) قرآن پاک کے رکوعوں کی تعداد سے بیس رکعت تراویح کی تائید ہوتی ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان جتنی آیات پڑھ کر رکوع کرتے تھے وہاں رکوع کا نشان لگایا گیا۔ روزانہ بیس (۲۰) رکوع اور ستائیسویں شب (۵۴۰) رکوع ہوتے ہیں۔ آٹھ رکعت کے حساب سے (۲۷x۸) دو سو سولہ (۲۱۶) رکوع بنتے ہیں۔

(3) دن رات میں بیس (۲۰) رکعت فرض و واجب ہیں۔ سترہ (۱۷) رکعتیں فرض اور تین رکعت وتر واجب۔ ان رکعات کی تعداد اور تراویح کی تعداد میں بھی مناسبت ہے۔
ترمذی شریف میں ہے، **فَيُكْمَلُ بِهَا مَا انْتَقَصَ مِنَ الْفَرَائِضِ**
یعنی فرائض میں سے جو کم ہوں گے وہ سنتوں اور نوافل سے پورے کر دیئے جائیں گے۔
(ترمذی، ج: ۱، ص: ۵۵)

وہابیوں اہلحدیثوں کے نزدیک آٹھ تراویح والی حدیث

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:

مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةِ رَكْعَةٍ.

(بخاری شریف، ج: ۱، ص: ۱۵۴)

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت

سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ اہلحدیث وہابی کہتے ہیں اس حدیث سے آٹھ (۸) تراویح ثابت ہوتی ہیں۔

الجواب

نام اہلحدیث اور حدیث سے بالکل جاہل ہیں۔

اس حدیث میں نماز تہجد کا ذکر ہے نہ کہ نماز تراویح کا۔ اسی لیے ترمذی نے اسے (باب ماجاء فی وصف صلوٰۃ النبی ﷺ باللیل، ۴۳۹، ص: ۱۱۸) یعنی تہجد کے باب میں ذکر کیا۔ اس حدیث شریف میں گیارہ رکعت پر ہمیشگی ثابت ہے یعنی آٹھ رکعت تہجد کے نفل اور تین وتر۔

وہابی اس حدیث سے آٹھ تراویح ثابت کرتے ہیں تو انہیں چاہیے کہ پورا سال ہی آٹھ تراویح پڑھا کریں۔ صرف ایک مہینہ رمضان شریف میں پڑھتے ہیں باقی گیارہ مہینے کیوں نہیں پڑھتے؟ حالانکہ حدیث شریف میں تو پورے سال کا ذکر ہے۔

اسی حدیث شریف میں تین وتروں کا ثبوت بھی ہے۔ وہابی ایک وتر پڑھتے ہیں۔ آدھی حدیث پر ایمان ہے اور آدھی کا انکار۔

اگر اس حدیث سے آٹھ تراویح ثابت ہیں تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیس تراویح کا حکم کیوں دیا اور تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان نے یہ حکم کیوں قبول کیا۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی انہیں منع نہ فرمایا۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کو حدیث کا زیادہ علم تھا یا نجدیوں وہابیوں کو۔
اِنَّ الْوَهَابِيَّةَ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ۔

معلوم ہوا کہ بیس رکعت تراویح سنت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام، اور سنت صحابہ علیہم الرضوان اور عامۃ المسلمین کا طریقہ ہے۔ آٹھ رکعت تراویح خلاف سنت ہے۔

باب نمبر 25

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چالیس احادیث مبارکہ

چالیس (۴۰) حدیثیں یاد کرنے کی فضیلت

حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا مِنْ أَمْرِ دِينِهَا بَعَثَهُ
اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقِيهًا عَالِمًا.

(کنز العمال، ج: ۱۰، ص: ۱۵۸)

جو کوئی شخص (مسلمان) میری امت کے لیے اس کے دین کے متعلق چالیس

حدیثیں یاد کرے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے فقیہ عالم کی صورت میں اُٹھائے گا۔

(مشکوٰۃ المصابیح، ص: ۳۶)

بعض روایات میں یہ بھی ہے:

كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا وَشَهِيدًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ

(مشکوٰۃ المصابیح، ص: ۳۶)

یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میں چالیس (۴۰) حدیثیں یاد کرنے

والے اپنے امتی کا قیامت کے دن شفیع اور گواہ ہوں گا۔

خاک ہو کر عشق میں آرام سے سونا ملا

جان کی اکسیر ہے اُلفت رسول اللہ ﷺ کی

سنت حبیب پاک ﷺ پر عمل کرنے سے سو شہیدوں کا درجہ ملتا ہے

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے:

مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِي عِنْدَ فَسَادِ أُمَّتِي فَلَهُ أَجْرُ مِائَةِ شَهِيدٍ.

(مشکوٰۃ شریف، ص: ۳۰)

جو کوئی شخص میری امت کے بگاڑ (جہالت و گمراہی کے غلبہ) کے وقت میری سنت پر عمل کرے اسے سو (۱۰۰) شہیدوں کا ثواب دیا جائے گا۔

اس کی رحمت ان کا صدقہ دیتا وہ ہے دلاتے یہ ہیں ﷺ

سنت کے متعلق چالیس حدیثیں درج کی جاتی ہیں تاکہ یاد کر کے ان پر عمل کیا جائے۔

(1) تین کام کرنے سے جنت میں داخلہ

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

مَنْ أَكَلَ طَيِّبًا وَ عَمِلَ فِي سُنَّةٍ وَأَمِنَ النَّاسُ بِوَأَيْقَةِ دَخَلَ الْجَنَّةَ

(الجامع الصغير از علامہ السیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ص ۵۱۸)

جو شخص حلال روزی کھائے اور سنت پر عمل کرے اور لوگ اسکی شرارتوں سے محفوظ رہیں وہ جنت میں داخل ہوگا۔

جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا

یاد اس کی اپنی عادت کیجیے

(2) ابدال کی تین نشانیاں

سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ثَلَاثٌ مَنْ كُنْ فِيهِ فَهُوَ مِنَ الْآبِدَالِ، الرِّضَا بِالقَضَا
وَالصَّبْرُ عَنْ مَحَارِمِ اللَّهِ وَالْغَضَبُ فِي ذَاتِ اللَّهِ
عَزَّوَجَلَّ (دیلی، الجامع الصغیر، ص: ۲۰۵)

جس شخص میں تین صفات پائی جائیں تو وہ ابدال ہے: (۱) تقدیر پر راضی رہنا
(۲) اللہ تعالیٰ نے جن کاموں کو حرام کیا ان سے باز رہنا (۳) اللہ تعالیٰ کے لیے غصہ کرنا۔

ان کے در پر جیسے ہو مٹ جائے
نا تو انو کچھ تو ہمت کیجیے

(3) مفید کلام

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

كَلَامُ ابْنِ آدَمَ كُلُّهُ عَلَيْهِ لَا لَهُ إِلَّا أَمْرٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ نَهْيًا

عَنْ مُنْكَرٍ أَوْ ذِكْرَ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ

(ترمذی، الجامع الصغیر، ج: ۲، ص: ۴۰۰)

انسان کا بولنا اس کے لیے نقصان دہ ہے، فائدہ مند نہیں، مگر (یہ باتیں نفع والی

ہیں) نیکی کا حکم کرنا، برائی سے منع کرنا، اور اللہ عز و جل کا ذکر کرنا۔

وہی آنکھ اُن کا جو منہ تکے وہی لب کہ محو ہوں نعت کے

وہی سر جو ان کے لیے جھکے وہی دل جو اُن پہ ثار ہے

(4) برائی دیکھ کر کیا کیا جائے

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ رَأَى مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ
فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ.

(صحیح مسلم، ج: ۱، ص: ۵۱، مشکوٰۃ، ص: ۴۲۶، ترمذی، ج: ۲، کتاب الفتن باب

ما جاء في تغيير المنكر باليد الخ ۱۲۷۲ ص: ۴۰، مجالس السنیہ)

تم میں سے جو کوئی شخص برائی دیکھے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے ہاتھ سے برائی ختم کر دے۔ اگر ہاتھ سے بدلنے کی طاقت نہ رکھے تو اپنی زبان سے روکے، اگر زبان سے منع کرنے کی ہمت نہ ہو تو برائی کو دل سے برا جانے اور یہ کمزور ترین ایمان ہے۔

تم کرم سے مُشرّعی ہر عیب کے

جنس نامقبول ہر بازار ہم

(5) بسم اللہ پڑھ کر وضو کرنے کا فائدہ

رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک فرمان ہے:

مَنْ تَوَضَّأَ وَذَكَرَ اسْمَ اللَّهِ فَإِنَّهُ يَطْهَرُ جَسَدُهُ كُلُّهُ وَمَنْ
تَوَضَّأَ وَلَمْ يَذْكُرْ اسْمَ اللَّهِ لَمْ يَطْهَرْ إِلَّا مَوْضِعُ الْوُضُوءِ.

(دارقطنی، ج: ۱، ص: ۷۴، مراقی الفلاح)

جو شخص بسم اللہ پڑھ کر وضو کرے تو بیشک اس کا تمام جسم گناہوں سے پاک ہو جائے

گا اور جو وضو کرے اور بسم اللہ نہ پڑھے اس کے صرف وضو والے اعضاء پاک ہوں گے۔

(اس مفہوم کی حدیث دیکھیے بیہقی، ج: ۱، ص: ۴۴ میں)

پاک کرنے کو وضو تھے
تم نماز جاں فزا

(6) وضو کے ساتھ مسواک کرنا

سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

صَلَاةٌ بِسِوَاكِ أَفْضَلُ مِنْ سَبْعِينَ صَلَاةً بِغَيْرِ سِوَاكِ

(الجامع الصغیر، ص: ۳۱۴)

مسواک کر کے ایک نماز پڑھنا بغیر مسواک ستر (۷۰) نماز سے بہتر ہے۔

یہ اکثر ساتھ ان کے شانہ و مسواک کا رہنا

بتاتا ہے کہ دل ریشوں پہ زائد مہربانی ہے

(7) وضو کے بعد کنگھی کرنا

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تَسْرِیْحُ اللَّحْيِ عَقَبَ كُلِّ وُضُوءٍ يَنْفِي الْفَقْرَ

(کنوز الحقائق، ص: ۲۸۹)

ہر وضو کے بعد ڈاڑھیوں کو کنگھی کرنا (دو جہاں کی) محتاجی دور کرتا ہے۔

قَالَ وَهَبٌ "رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَمَنْ سَرَّحَهَا قَائِمًا

رَكْبَهُ الدَّيْنُ أَوْ قَاعِدًا أَذْهَبَ اللَّهُ عَنْهُ الدَّيْنَ۔

(الحاوی للفتاویٰ، ج: ۱، ص: ۳۹)

حضرت وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جو شخص کھڑا ہو کر ڈاڑھی کو کنگھی کرے

اس پر قرض چڑھے گا۔ اور جو بیٹھ کر کنگھی کرے اللہ تعالیٰ اس کا قرض دور کرے گا۔

شانہ ہے پنجہ قدرت ترے بالوں کے لیے
کیسے ہاتھوں نے شہا تیرے سنوارے گیسو

(8) جنت کو شوق ہے

پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

الْجَنَّةُ مُشْتَاقَةٌ إِلَى أَرْبَعَةِ نَفَرٍ، تَالِي الْقُرْآنِ وَ حَافِظُ
اللِّسَانِ وَ مُطْعِمِ الْجَائِعَانِ وَ الصَّائِمِينَ فِي شَهْرِ
رَمَضَانَ

(درۃ الناصحین، ص: ۱۴)

جنت چار شخص کی مشتاق ہے، (۱) قرآن کی تلاوت کرنے والا (۲) زبان کو
(خلاف شرع باتوں سے) بچانے والا، (۳) بھوکوں کو کھانا کھلانے والا اور (۴) رمضان
شریف کے مہینے میں روزہ رکھنے والے۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

مفلو ان کی گلی میں جا پڑو

باغِ خلد اکرام ہو ہی جائے گا

(9) اللہ تعالیٰ کا ولی، اور دشمن

آفتاب رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ حَافِظٌ عَلَى ثَلَاثٍ فَهُوَ وَلِيُّ اللَّهِ حَقًّا وَمَنْ ضَيَّعَهُنَّ
فَهُوَ عَدُوُّ اللَّهِ حَقًّا: الصَّلَاةُ وَالصَّوْمُ وَالْغُسْلُ مِنَ
الْجَنَابَةِ.

(روح البیان، ج: ۱، ص: ۲۹۴)

جو شخص تین چیزوں کی حفاظت کرے وہ اللہ تعالیٰ کا سچا ولی ہے، اور جو شخص ان تین

چیزوں کو ضائع کرے وہ اللہ تعالیٰ کا پکا دشمن ہے: (۱) نماز (۲) روزہ (۳) غسل جنابت

خلق سے اولیا اولیا سے رسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ

(10) پوری رات قیام کرنے کا ثواب

مہتاب نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ
وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا قَامَ اللَّيْلَ كُلَّهُ
(صحیح مسلم، ج: ۱، ص: ۲۳۲، مراقی الفلاح)

جس نے عشاء کی نماز (سنی پابند شرع امام کے پیچھے) جماعت کے ساتھ ادا کی تو
گویا اس نے آدھی رات قیام کیا اور جس نے صبح کی نماز بھی جماعت کے ساتھ ادا کی تو گویا
اس نے پوری رات قیام کیا۔

پاک کرنے کو وضو تھے
تم نماز جاں فزا ہو

(11) امام اور مؤذن کی بخشش

گنبد خضراء کے مکین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ أَدَّنَ خَمْسَ صَلَوَاتٍ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا
تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَنْ أَمَّ أَصْحَابَهُ خَمْسَ صَلَوَاتٍ إِيْمَانًا وَ
احْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔ (الجامع الصغیر، ص: ۵۱۱)

جو شخص ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے پانچ نمازوں کی اذان دے اس کے

پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جو بحالت ایمان ثواب کی نیت سے پانچ نمازوں میں اپنے ساتھیوں کی امامت کرے، اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

سب بشارت کی اذان تھے
تم اذان کا مدعا

(12) چار کام دائیں ہاتھ سے کرو

جو یہ کام سنت سمجھ کر کرے ۴۰۰ شہید کا درجہ پائے۔

تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَأْكُلْ بِيَمِينِهِ وَلْيَأْخُذْ بِيَمِينِهِ وَلْيُعْطِ
بِیَمِينِهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهِ
وَيَأْخُذُ بِشِمَالِهِ وَيُعْطِي بِشِمَالِهِ (الجامع الصغير، ص: ۳۵)

جب تم میں سے کوئی شخص کھائے تو چاہیے کہ دائیں ہاتھ سے کھائے اور دائیں
ہاتھ سے پیئے، اور دائیں ہاتھ سے لے اور دائیں ہاتھ سے دے کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ
سے کھاتا، بائیں ہاتھ سے پیتا، بائیں ہاتھ سے لیتا اور بائیں ہاتھ سے دیتا ہے۔

(13) دائیں طرف کو ترجیح دینا

سلطان انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا مبارک طریقہ یہ تھا:

كَانَ يُجِبُّ التِّيَّامَنَ فِي كُلِّ شَيْءٍ (كنوز الحقائق، ج: ۲، ص: ۵۵)
آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہر کام میں دائیں طرف پسند فرماتے تھے۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

(14) کھانے کا طریقہ

حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش میں تھا۔ کھاتے وقت کھانے میں ہر طرف ہاتھ ڈال دیتا، رسول اکرم نبی محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا:

سَمِعَ اللَّهُ تَعَالَى وَ كُلُّ بِيَمِينِكَ وَ كُلُّ مِمَّا يَلِيكَ

بسم اللہ پڑھ، دائیں ہاتھ سے کھا اور برتن کی اس جانب سے کھا جو تیرے قریب ہے۔

(ابوداؤد، ج: ۲، ص: ۱۷۴، مسلم، مشکوٰۃ، ص: ۳۶۳)

ہم سے فقیر بھی اب پھیری کو اٹھتے ہوں گے

اب تو غنی کے در پر بستر جما دیئے ہیں

(15) کھانے پینے کے بعد الحمد للہ کہنا

حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَيَرْضَى عَنِ الْعَبْدِ أَنْ يَأْكُلَ الْأَكْلَةَ

فَيَحْمَدُهُ عَلَيْهَا أَوْ يَشْرِبَ الشَّرْبَةَ فَيَحْمَدُهُ عَلَيْهَا

(مسلم، مشکوٰۃ، ص: ۳۶۵)

بے شک اللہ تعالیٰ بندے سے راضی ہوتا ہے جب بندہ کھانے کا لقمہ کھائے تو

الحمد للہ کہے یا کچھ پیئے تو الحمد للہ کہے۔

باہر زبانیں پیاس سے ہیں آفتاب گرم
کوثر کے شاہ کثرہ اللہ لے خبر

(16) کھانے میں عیب نہ نکالو

محبوب کبریا علیہ التحیۃ والتنا کا طریقہ مبارکہ یہ تھا:

مَا عَابَ النَّبِيُّ طَعَامًا قَطُّ اِنْ اَشْتَهَاهُ اَكَلَهُ وَاِنْ كَرِهَهُ
تَرَكَهُ (بخاری، ابوداؤد، ج: ۲، ص: ۱۷۲، مشکوٰۃ، ص: ۳۶۴)

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا۔ اگر کھانے
کی طلب ہوتی کھا لیتے اور اگر اسے ناپسند جانتے چھوڑ دیتے۔

اب تو نہ زوک اے غنی عادت سگ بگڑ گئی
میرے کریم (ﷺ) پہلے ہی لقمہ تر کھلائے کیوں

(17) ٹیک لگا کر کھانا خلاف سنت ہے

رسول عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا اَكُلُ مُتَكِّئًا (ابوداؤد، ج: ۴، ص: ۱۷۳، مشکوٰۃ، ص: ۳۶۳، بخاری)

میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا ہوں

تیرا مسند ناز ہے عرش بریں تیرا محرم راز ہے روح امیں
تو ہی سرور ہر دوسرا ہے شہا تیرا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

(18) کھڑے ہو کر پینا منع ہے

اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى اَنْ يُشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا (ابوداؤد، ج: ۲، ص: ۱۶۷)

بیشک نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا کہ کوئی شخص (بغیر عذر) کھڑا ہو کر پیئے۔

اپنے مہمانوں کا صدقہ ایک بوند
مر مٹے پیاسے ادھر سرکار ہم

(19) نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پسند شریف

كَانَ أَحَبَّ الشَّرَابِ إِلَيْهِ الْحُلُوُّ الْبَارِدُ

(الجامع الصغير، ص: ۴۰۵)

پیازے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پینے والی تمام چیزوں میں سے ٹھنڈا میٹھا

زیادہ پیارا تھا۔

ٹھنڈا ٹھنڈا میٹھا میٹھا
پیتے ہم ہیں پلاتے یہ ہیں

(20) جوتے اتار کر کھانا کھاؤ

خاتم النبیین علیہم الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

إِذَا وَضَعَ الطَّعَامُ فَاخْلَعُوا نَعَالَكُمْ فَإِنَّهُ أَرْوَحُ لَا قَدْ امْكُم

(دارمی، الجامع الصغير، ص: ۶۰)

جب کھانا رکھا جائے تو اپنے جوتے اتار لیا کرو، بیشک یہ تمہارے پاؤں کے لیے

آرام دہ ہے۔

(21) کھانے کا وضو

سید المرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

الْوُضُوءُ قَبْلَ الطَّعَامِ وَبَعْدَهُ يَنْفِي الْفَقْرَ وَهُوَ مِنْ سُنَنِ

الْمُرْسَلَيْنِ

(طبرانی، الجامع الصغیر، ص: ۵۷۴)

کھانے سے پہلے اور بعد میں وضو کرنا (دونوں ہاتھ دھونا، کلی کرنا اور منہ کا بیرونی حصہ دھونا) دو جہاں کی محتاجی دور کرتا ہے۔ اور یہ مرسلین (اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام) کی سنتوں میں سے ہے۔

تم ہو شفاءے مرض خلق خدا خود غرض
خلق کی حاجت بھی کیا تم پہ کرو روں درود

(22) گرا ہوا کھانا کھانے سے بخشش ہوگی

امام الانبیاء علیہم التحیۃ والثناء نے ارشاد فرمایا:

مَنْ أَكَلَ مَا سَقَطَ مِنَ السُّفْرَةِ غُفِرَ لَهُ.

(الجامع الصغیر، ص: ۸۸)

جو شخص دسترخوان سے گرا ہوا ذرہ (اٹھا کر صاف کر کے) کھائے، وہ بخشا جائے گا۔

ہر ذرہ تیرا دیوانہ ہے ہر دل میں تیرا کاشانہ ہے
ہر شمع تیری پروانہ ہے اے شمع ہدایت کیا کہنا

(23) کھانے کے بعد برتن چاٹنا

مَنْ أَكَلَ فِي قِصْعَةٍ ثُمَّ لَحَسَهَا اسْتَغْفَرَ ثَلَاثَ الْقِصَعَةِ

(الجامع الصغیر، ص: ۵۱۸)

جس نے پیالے میں کھایا پھر اسے چاٹ لیا تو پیالہ اس شخص کے لیے بخشش کی دعا

کرتا ہے:

میں نثار ایسا مسلمان کیجیے
توڑ ڈالیں نفس کا زناں ہم

(24) اوّل آخر نمکین اور دوران میٹھا کھانے کا فائدہ

رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا أَكَلْتَ فَأَبْدَأْ بِالْمِلْحِ فَإِنَّ الْمِلْحَ شِفَاءٌ "مَنْ سَبْعِينَ
دَاءً أَوَّلُهَا الْجَذَامُ وَالْبَرَصُ وَوَجَعُ الْحَلْقِ وَالْأَضْرَاسِ
وَالْبَطْنِ

(نزہۃ المجالس، ج: ۱، ص: ۲۲۹)

جب تو کھانا کھائے تو نمکین سے شروع کر اور نمکین پر ختم کر کیونکہ نمک سے ستر
(۷۰) بیماریوں کی شفاء ہے۔ ان بیماریوں میں سے پہلی کوڑھ، برص، گلے کا درد، ڈاڑھوں
کا درد اور پیٹ کا درد ہے۔

ذکر سب پھیلے جب تک نہ مذکور ہو
نمکین حسن والا ہمارا نبی ﷺ

(25) کم کھانا

شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا أَقَلَّ الرَّجُلُ الطَّعْمَ مَلِئَ جَوْفُهُ نُورًا

(الجامع الصغیر، ص: ۳۵)

جب آدمی کھانا کم کر لے تو اس کا پیٹ نور سے بھر دیا جائے گا۔
گل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

(26) پیر شریف اور جمعرات کا روزہ

نبی مجتبیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی سنت مبارکہ ہے:

كَانَ يَصُومُ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسَ (الجامع الصغير، ص: ۴۳۵)

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پیر شریف اور جمعرات کو روزہ رکھتے تھے۔

(جو سنت سمجھ کر یہ روزے رکھے سوشہید کا درجہ دیا جائے گا)

یاد میں جس کی نہیں ہوش تن و جاں ہم کو

پھر دکھادے وہ رخ اے مہر فروزاں ہم کو

(27) تین چیزیں واپس نہ کرو

سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ثَلَاثَةٌ لَا تُرَدُّ اللَّبَنُ وَالْوِسَادَةُ وَالطَّيِّبُ

(کنوز الحقائق ج ۱، ص ۱۱۱، ترمذی ج ۲، کتاب الادب، باب ما جاء فی کراہیۃ رد الطیب ص ۶۲۹، ۶۷۹)

تین چیزیں واپس نہ کی جائیں، دودھ، تکیہ، اور خوشبو۔

پھر کے گلی گلی تباہ ٹھوکریں سب کی کھائے کیوں

دل کو جو عقل دے خدا تیری گلی سے جائے کیوں

(28) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوشبو گلاب میں ہے

شاہد آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ ارَادَ اَنْ يُّشَمَّ رَائِحَتِي فَلْيَشْمِ الْوَرْدَ الْاَحْمَرَ

(کنوز الحقائق، ج ۲، ص: ۹۵)

جس شخص کا ارادہ ہو کہ وہ میری خوشبو سونگھے تو اسے چاہیے کہ سرخ گلاب سونگھے۔

انہیں کی بومایہ سمن ہے انہیں کا جلوہ چمن چمن ہے
انہیں سے گلشن مہک رہے ہیں انہیں کی رنگت گلاب میں ہے

(29) جب چھینک آئے تو کیا کیا جائے

سید خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
وَلْيَقُلْ لَهُ يَرْحَمُكَ اللَّهُ وَلْيَقُلْ هُوَ يَغْفِرُ لَنَا وَلَكُمْ

(طبرانی، بیہقی، الجامع الصغیر، ص: ۵۲)

جب تم میں سے کوئی چھینکے تو چاہیے کہ وہ کہے الحمد لله رب العلمین۔ اور

سننے والا جواب میں کہے یَرْحَمُكَ اللَّهُ۔ اور پھر چھینکنے والا کہے، يَغْفِرُ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ۔

(30) نکاح نصف ایمان ہے

رسول ہاشمی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ تَزَوَّجَ فَقَدْ اسْتَكْمَلَ نِصْفَ الْإِيمَانِ فَلْيَتَّقِ اللَّهَ فِي
النِّصْفِ الْبَاقِي

(الجامع الصغیر، ص: ۵۲۲)

جس نے نکاح کیا تو بے شک اس نے آدھا ایمان مکمل کر لیا، پس اسے چاہیے کہ

باقی آدھے ایمان کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرے۔

کاملان طریقہ پہ کامل درود
حاملان شریعت پہ لاکھوں سلام

(31) قلت رزق کی شکایت

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

شَكَارَ جُلٍّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قِلَّةَ
الرِّزْقِ عَلَيْهِ فَقَالَ إِذَا دَخَلْتَ الْبَيْتَ فَسَلِّمْ عَلَى أَهْلِكَ
وَاقْرَأْ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ مَرَّةً فَقَرَأَهَا فَأَدْرَأَ اللَّهُ الرِّزْقَ
عَلَيْهِ حَتَّى فَاضَ عَلَيْهِ وَعَلَى جِيرَانِهِ

(نزہۃ المجالس، ج: ۱، ص: ۴۲)

ایک شخص نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں اپنے رزق کی کمی کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جب تو گھر میں داخل ہو تو اپنے گھر والوں کو سلام کر اور ایک مرتبہ قل هو الله احد (سورۃ اخلاص) پڑھ۔ پس اس شخص نے یہی پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا رزق زیادہ کر دیا یہاں تک کہ اس پر اور اس کے پڑوسیوں پر رزق کی کثرت ہو گئی۔

ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا

موج بحرِ سماحت پہ - لاکھوں سلام

(32) جنت میں نلے جانے والا کام

قَالَ رَجُلٌ "يَا نَبِيَّ اللَّهِ عَلَيْكَ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ ذُلْنِي
عَلَى عَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ قَالَ لَا تَغْضَبْ وَلَكَ الْجَنَّةُ

(طہرانی، نزہۃ المجالس، ج: ۱، ص: ۴۲)

ایک شخص نے عرض کی یا نبی اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام مجھے ایک ایسا عمل بتائیے جو مجھے جنت میں داخل کر دے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (اپنی ذات کے

لیے) غصہ نہ کیا کر کہ تیرے لیے جنت ہے۔

مٹ جائے یہ خودی تو وہ جلوہ کہاں نہیں
دردا میں آپ اپنی نظر کا حجاب ہوں

(33) **بسم اللہ پڑھ کر تیل لگاؤ**

نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ اَذْهَنَ وَلَمْ يُسَمِّ اَذْهَنَ مَعَهُ سِتُّونَ شَيْطَانًا

(الجامع مع الصغير، ص: ۵۱۰)

جس شخص نے تیل لگایا اور بسم اللہ نہ پڑھی تو اس کے ساتھ ساٹھ (۶۰) شیطان

تیل لگاتے ہیں۔

تیل کی بوندیں ٹپکتی نہیں بالوں سے رضا
صبح عارض پر لٹاتے ہیں ستارے گیشو

(34) **سُرمہ لگایا کرو**

رسول محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِالْكَحْلِ فَإِنَّهُ يُنْبِتُ الشَّعْرَ وَيَشُدُّ الْعَيْنَ

(البغوی، الجامع مع الصغير، ص: ۳۴۳)

تم پر سُرمہ لگانا لازم ہے۔ بے شک یہ بال اُگاتا ہے اور آنکھ کو مضبوط کرتا ہے۔

نیچی آنکھوں کی سُرم و حیا پر درود
اُونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام

(35) لاٹھی اٹھانا سنت ہے

خاتم المرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

حَمَلُ الْعَصَا عَلَامَةُ الْمُؤْمِنِ وَسُنَّةُ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ
الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ

(الجامع الصغير، ص: ۲۲۹)

لاٹھی اٹھانا مومن کی نشانی اور نبیوں کی سنت ہے۔ (علیہم الصلوٰۃ والسلام)

عصائے کلیم اڑوہائے غضب تھا

گروں کا سہارا عصائے محمد ﷺ

(36) ماں باپ راضی تو رب راضی

قاسم نعمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

رِضَا الرَّبِّ فِي رِضَا الْوَالِدَيْنِ وَسَخَطُهُ فِي سَخَطِهِمَا

(الجامع الصغير، ص: ۲۷۳)

رب تعالیٰ کی رضا ماں باپ کی رضا میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ماں باپ کی

ناراضگی میں ہے۔

لطف ان کا عام ہو ہی جائے گا

شاد ہر ناکام ہو ہی جائے گا

(37) مقبول حج کا ثواب

رسول رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْ وَلَدٍ بَارٍ يَنْظُرُ إِلَى وَالِدَيْهِ نَظْرَةَ رَحْمَةٍ إِلَّا كَتَبَ

اللَّهُ لَهُ بِكُلِّ نَظْرَةٍ حَاجَةٌ مَّبرُورَةٌ قَالُوا وَإِنْ نَظَرَ كُلُّ يَوْمٍ
مِائَةَ مَرَّةٍ قَالَ نَعَمْ اللَّهُ أَكْبَرُ وَأَطْيَبُ

(بیہقی، مشکوٰۃ المصابیح، ص: ۴۲۱)

جو بھی نیک بیٹا (یا بیٹی) اپنے ماں باپ کی طرف رحمت کی نظر سے دیکھے،
اللہ تعالیٰ اس دیکھنے والے کو ہر نظر کے بدلے میں ایک مقبول حج کا ثواب عطا فرماتا ہے۔

صحابہ علیہم الرضوان نے عرض کی اور اگر ہر روز سو مرتبہ دیکھے؟

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، ہاں اللہ تعالیٰ بہت بڑا اور بہت پاک

ہے۔ (یعنی سو (۱۰۰) بار دیکھنے سے (۱۰۰) حج کا ثواب عطا فرمائے گا)

دل کو ان سے خدا جدا نہ کرے

بے کسی لوٹ لے خدا نہ کرے

(38) پانچ ضروری باتیں

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ يَأْخُذُ عَنِّي هَذِهِ الْكَلِمَاتِ فَلْيَعْمَلْ بِهِنَّ أَوْ يُعَلِّمْ مَنْ
يَعْمَلُ بِهِنَّ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قُلْتُ أَنَا
يَا رَسُولَ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ وَسَلَّم) فَأَخَذَ بِيَدِي
فَعَدَّ خَمْسًا قَالَ اتَّقِ الْمَحَارِمَ تَكُنْ أَعْبَدَ النَّاسِ وَأَرْضَ
بِمَا قَسَمَ اللَّهُ لَكَ تَكُنْ أَعْنَى النَّاسِ وَأَحْسِنُ إِلَى
جَارِكَ تَكُنْ مُؤْمِنًا وَاجِبٌ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ
تَكُنْ مُسْلِمًا وَلَا تَكْثِرِ الضَّحْكَ فَإِنَّ كَثْرَةَ الضَّحْكَ

تُمِيتُ الْقُلُوبَ

(ترمذی ابواب الزہد باب [من اتقى المحارم فهو الخ] ص: ۵۲۸، ۲۳۵ المجالس السنیہ ص: ۱۲۵)

مجھ سے یہ کلمات کون لے گا، پس چاہیے کہ وہ ان باتوں پر عمل کرے، اور اسے سکھائے جو ان پر عمل کرے، تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں ایسا کرونگا۔ پس رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرا ہاتھ پکڑا اور پانچ باتیں گنوائیں (۱) حرام کاموں سے بچ تو سارے لوگوں سے بڑا عبادت گزار ہوگا۔ (۲) اللہ تعالیٰ نے جو کچھ تیرے لیے مقدر کر دیا اس پر راضی ہو جا، تو سارے لوگوں سے بڑا غنی ہوگا۔ (۳) اپنے پڑوسی سے اچھا سلوک کر تو پورا علی مومن ہوگا۔ (۴) دوسروں کے لیے وہی چیز پسند کر جو تو اپنے لیے پسند کرنے، تو عظیم مسلمان ہوگا، اور (۵) زیادہ ہنسنا نہ کر بیشک زیادہ ہنسنا دلوں کو مرڈہ کر دیتا ہے۔

نور الہ کیا ہے محبت حبیب کی ﷺ

جس دل میں یہ نہ ہو وہ جگہ خوک و خر کی ہے

(39) قَبْقَبَةٌ لِّكَافٍ

آقائے نامدہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الْقَهْقَهَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ وَالتَّبَسُّمُ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى

(کنوز الحقائق)

قبقبہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اور مسکرا نا اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔

توفیق دے کہ آگے نہ پیدا ہو خوئے بد

تبدیل کر جو خصلت بد پیش تر کی ہے

(40) قیامت کے دن کا حساب

مالک کوثر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
لَا تَزُولُ قَدَمَا ابْنِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ حَتَّى يُسْأَلَ عَنْ
خَمْسٍ عَنْ عُمُرِهِ فَيَمَّا أَفْنَاهُ وَعَنْ شَبَابِهِ فَيَمَّا أَبْلَاهُ وَعَنْ
مَالِهِ مِنْ آيِنٍ اكْتَسَبَهُ وَفَيَمَّا انْفَقَهُ وَمَا ذَا عَمَلٍ فَيَمَّا عَلِمَ
(ترمذی، مشکوٰۃ)

قیامت کے دن آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیٹے کے قدم نہیں اٹھیں گے جب
تک اس سے پانچ سوال نہ کیے گئے:

- (۱) اس کی عمر کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ اسے کن کاموں میں گزارا۔
- (۲) اس کی جوانی کے متعلق سوال ہوگا کہ کن کاموں میں ختم کی۔
- (۳) اس کے مال کے متعلق پوچھا جائے گا کہ مال کہاں سے کمایا۔
- (۴) اور مال کہاں خرچ کیا۔
- (۵) جو علم سیکھا اس پر کتنا عمل کیا؟

کام وہ لے لیجیے تم کو جو راضی کرے
ٹھیک ہو نامِ رضا تم پر کرو روں درود

صدق الله العظيم وصدق رسوله النبي الكريم

الصلوة والسلام عليه وآله واصحابه اجمعين

والحمد لله رب العلمين

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(1)

شیخ الحدیث حضرت علامہ محمد عبدالکحیم شرف قادری مدظلہ

حضرت علامہ مولانا صوفی ابو محمد محمد عبدالرشید قادری رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رحلت کی خبر سے سخت صدمہ ہوا، وہ موجودہ دور میں اخلاص، للہیت اور صلابت مسلک میں یکتائے زمانہ تھے۔ دین حق کی تعلیم اور تبلیغ میں ہمہ وقت مصروف رہتے تھے اور اس راستے میں کسی رکاوٹ کو حائل نہیں ہونے دیتے تھے، حق گوئی کا پیکر مجسم تھے، باطن اور بدنہ ہوں کے لیے محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد چشتی قادری اور شیر بیشہ اہل سنت مولانا حشمت علی خان رحمہ اللہ تعالیٰ کا خنجر خونخوار تھے۔ سچی بات یہ ہے کہ صلح کلیت بہت آسان ہے لیکن مولانا صوفی ابو محمد محمد عبدالرشید قادری رضوی ہونا اور ”ونخلع ونترک من یفجرک“ پر حرف بحرف عمل کرنا بہت مشکل کام ہے۔ میں نے انہیں شاہی مسجد جھنگ بازار کے حجرے میں بھی دیکھا، پھر جامعہ نعیمیہ میں پڑھاتے ہوئے بھی دیکھا، ان کے ساتھ حمد اللہ اور خیالی کے کچھ اسباق کی تکرار کی تھی، پھر سمندری تشریف لے گئے، ان کی پاکبازی اور صلابت میں کہیں فرق نہیں آیا۔

(2)

از علامہ استاذ ذی وقار حافظ محمد عبدالستار سعیدی

ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

سیاح باد یہ شریعت، سباح بحر معرفت، مخزن علم و حکمت، پیر طریقت حضرت علامہ

مولانا پیر ابو محمد محمد عبدالرشید قادری رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ سمندری شریف کا شمار چند منتخب و مقتدر علماء اہل سنت اور محدث اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے ممتاز خلفاء و تلامذہ میں ہوتا ہے۔ آپ علمی تبحر، مذہبی تصلب، مسلکی پختگی میں اپنی مثال آپ تھے، گستاخانِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے انتہائی سخت اور غلامانِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے لیے انتہائی نرم تھے گویا کہ آپ اشداء علی الکفار رحماء بینہم کے مظہر اور ارشادِ ربانی و غلظ علیہم پر سختی سے کار بند تھے۔ بد مذہبوں کے ساتھ میل جول کے سخت مخالف اور اس کو غیرتِ ایمانی کے خلاف سمجھتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں صادق وہ ہے جو حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دوستوں سے دوستی اور آپ کے دشمنوں سے عداوتِ قلبی رکھتا ہو۔ موصوف اپنی خلوت و جلوت، نشست و برخاست، سفر و حضر، وضع و قطع اور لباس وغیرہ تمام معاملات میں سنتِ رسول کو ملحوظ رکھتے۔ آپ کی تمام زندگی اتباعِ قرآن و سنت سے عبارت ہے۔ الغرض وہ ایک مخلص مبلغ، باعمل عالم دین، عظیم مذہبی سکالر، امتِ مسلمہ کی خیر خواہی کے جذبہ سے سرشار بے مثال مفکر، متبع سنت اور سچے عاشق رسول تھے۔

خدا رحمت کنندایں عاشقانِ پاک طینت را

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ موصوف جیسی شخصیات دنیا سے پردہ فرما کر بھی

اپنی خدمات اور روحانی فیضان کے اعتبار سے زندہ رہتی ہیں:

نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق

ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

اللہ تعالیٰ ان کو بلندی درجات عطا فرماتے ہوئے بہشت بریں میں جگہ عطا

فرمائے اور ان کے صاحبزادوں کو ان کا صحیح جانشین بنائے۔

امین یارب العلمین بجاہ سیدی المرسلین

(3)

از صاحبزادہ علامہ محمد ممتاز احمد سیدی

جامعہ ازہر قاہرہ مصر

حضرت علامہ مولانا ابو محمد محمد عبدالرشید قادری رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی رحلت کی اطلاع سے سخت صدمہ ہوا انا اللہ وانا الیہ راجعون، وہ بلاشبہ علم و عمل کا پیکر محسوس ہوتے تھے، تقویٰ و طہارت میں یادگار اسلاف تھے، دین کی تبلیغ کا جنون کی حد تک شوق رکھتے تھے، بلا خوف لومۃ لا ینم کلمہ حق بلند کرتے تھے، وہ علامہ اقبالؒ کے اس شعر کا مصداق تھے۔

ہو حلقہ یاراں تو ریشم کی طرح نرم

رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

اللہ تعالیٰ ان کی قبر پر رحمت و نور کی بارش فرمائے۔ جناتِ عالیہ میں ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کے صاحبزادوں کو اپنے عظیم والد کا مشن جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین برحمت سید الانبیاء والمرسلین علی آلہ واصحابہ اجمعین!

نباض قوم مولانا الحاج ابوداؤد محمد صادق صاحب مدظلہ العالی

امیر جماعت رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۝

استاذ العلماء، نائب محدث اعظم پاکستان علامہ محمد عبد الرشید صاحب دامت
برکاتہم کے دروس و دورہ قرآن و حدیث کے بیانات پر مشتمل مدلل و مفصل کتاب مستطاب
”رشد الایمان“ دیکھنے کا اتفاق ہوا اور بحمد اللہ تعالیٰ بہت مفید و نافع پایا۔ کتاب اصلاحت
اعمال و مذہب حق، اہلسنت کی تائید و حمایت میں دلائل و حقائق کا عظیم ذخیرہ ہے۔ خدا تعالیٰ
بوسیله مصطفیٰ علیہ التحیۃ و الثناء اسے مقبول بنائے۔ حضرات علماء و عوام اہلسنت کو اس سے
استفادہ کی توفیق بخشے۔ اور حضرت مصنف کی (۱) عمر و صحت و فیوض و برکات میں مزید ترقی
فرمائے آمین ثم آمین۔

ابوداؤد محمد صادق

۲۳--۴--۱۴۱۹ھ

(۱) تحریر ہذا حضرت صاحب کے وصال مبارک سے قبل و جب۔

(۱)

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام شمع بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام
شبِ اسرّی کے دولہا پہ دائمِ درود نوشہ بزمِ جنت پہ لاکھوں سلام
صاحبِ رنجعتِ شمس و شفق القمر نائبِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام
جس کے زیرِ نوا آدم و من سوا اس سزائے سیادت پہ لاکھوں سلام
عرش تا فرش ہے جس کے زیرِ نگین اس کی قاہرِ ریاست پہ لاکھوں سلام
اصل ہر بود و بہبودِ تخم و جود قاسمِ کنزِ نعمت پہ لاکھوں سلام
کنز ہر بے کس و بے نوا پر درود 'حرزِ ہر رفتہ طاقت پہ لاکھوں سلام
ربِ اعلیٰ کی نعمت پہ اعلیٰ درود حقِ تعالیٰ کی منت پہ لاکھوں سلام
ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام
فردتِ جانِ مومن پہ بے حد درود غیظِ قلبِ ضلالت پہ لاکھوں سلام
ان کے مولے کے ان پر کروڑوں درود ان کے اصحاب و عمرت پہ لاکھوں سلام
شافعی، مالک، احمد، امام حنیف چار باغِ امامت پہ لاکھوں سلام
غوثِ اعظم امامِ تقی و النقی جلوۂ شانِ قدرت پہ لاکھوں سلام
بے عذاب و عتاب و حساب و کتاب تا ابد اہل سنت پہ لاکھوں سلام
مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



کرماتوالبکریات

[Click For More Books](#)

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>